وأصحاب الشمال ما أصحاب الشمال في سموم وحميم وظل من يحموم

حصہ دوم

سیف اللہ الاکبر ملقب بہ ذوالفقار حیدری

معروف بہ

اسکات اللئام بنقض منتہی الکلام

از تصانیف علم علامہ فاضل فہامہ کاسر اعناق منکری الامامۃ مرغم
اناف المنحرفین عن طریق الاستقامۃ وجادۃ السلامۃ ذو السیف
الشاہر والنفس الطاہر والمجد الباہر والکمال الظاہر الطبیب الحاذق
الماہر صاحب الشرف الازہر مولانا الحکیم السید علی اظہر ابن العلامۃ الفقیہ
البارع المؤتمن مولانا السید حسن ادام اللہ معالیہما وبارک فی ایامہما ولیالیہما

مع رسالہ ارغام اللئیم والجام القسیم برحاشیہ

در مطبع بوستان مرتضوی واقع لکھنؤ طبع شد

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعلنا من اصحاب الیمین المتمسکین بولایة امیر المومنین واولاده المعصومین ولم یجعلنا من اصحاب الشمال الکفرة الشاکین والفجرة المرتابین الفسقة الضالین المعاندین المحدثین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین واخیه وصنوه وصهره سید الوصیین واهلبیته الطیبین الطاهرین حجج الله فی الارضین الذین نصبهم اعلاما للدین ورضوان الله وغفرانه علی اصحابه الذین صاحبوه ونصروه فی اشاعة الدین المتین لا الذین یقال فیهم انهم لن یزالوا مرتدین والی اعقابهم القهقری راجعین اما بعد پس کہتا ہے بندہ افقر الی رحمة الله الاکبر سید علی اظہر بن المولی الاولی الفقیه المؤتمن السید حسن خلد الله ظله العالی وحشرنا فی زمرة الموالی کہ یہ جلد ثانی ہے مجلدات کتاب سیف الله الاکبر ملقب بذو الفقار حیدر سے بذیل شرح حدیث متفق علیہ مشہور بحدیث اصحابی جسکو علمای اہل حق شکر الله سعیہم قدیم الایام سے واسطے ابطال قضیہ کلیہ مقبولہ سنیہ الصحابة کلہم عدول کے پیش

کرتے ہین چونکہ صاحب ضرب منکر نے بڑے فخر اور افتخار و ابتہاج و مباہات
و استبشار سے اس حدیث کو اپنے رسالہ منکرہ مین درج کیا اور
بدانست خود جواب اوسکا لاجواب جانا لہذا فقیر نے بھی منظر کشف
تام حقیقت حال فوائد اشتمال اس مادہ مین بامراعات اختصار
قدری تفصیل احوال کے امید ناظرین با تمکین اندک تطویل سے
ملول اور دلگیر نہون کہ الضرورات تبیح المحظورات اور بحسب
ایمای مخاطب خوش نام اس حصہ کو مشتہر کیا بہ اسکات اللئام
بنقض منتہی الکلام وان عثرتم علی غفلۃ وسہو فنرجوا منکم العفو وقلما
یخلوا الانسان من النسیان والذہول والعذر عند کرام
الناس مقبول قال المنکر المعاند الجاحد للحق المبین مع العلم
والیقین المسمی بقیم الدین فی رسالتہ المنکرۃ المسماۃ بالضرب
المنکر ومنہا قد ظہر ان شر اذنابہم ولیس غیر الجہل
حظہ ماہذا اللفظہ واضح رای ارباب عقل سلیم وفہم مستقیم ہو کہ
جس وقت اس اضعف العباد نے رسالہ ابتر مذکورۃ الصدر کو
سراسر دیکھا جوابات مجیب مصیب مین سے کہ جواب مین سوالات
سائل کئیب کے ہے اولاً اسیقدر عبارت کو مولف متعسف نے
لکھا ہے اور اوسپر اعتراضات کئے مین کہ جواب حدیث اول
انتہی اس عبارت کے دیکھنے سے شک گذرا کہ مولف متعسف نے
یہان کا طریقہ اسلاف معدن اختلاف کا اپنی اختیار کیا ہے اور
داد تحریف کی دی ہے چنانچہ ہرگاہ برادر رجان برابر باعث تردید رسالہ
ابتر اعنی برادم مولوی محمد عبد الحق سلمہ اللہ الاکبر نے اصل

جواب مجیب مصیب کا نوشتہ دست خاص مجیب مصیب میرے پاس
بہیجا صاف روشن کالشمس فی نصف النہار ہو گیا کہ مؤلف
متعسف محرف بیدیل اور متعسف بی مثیل ہے الغرض ایسی حالت
مین اول نقل کرنی اصل عبارت جواب مجیب مصیب کی ضرور ہوئے تاکہ
مادہ تحریف مؤلف متعسف ظاہر اور اس فعل قبیح سے اسکے
ہر شخص ماہر ہو جاوے نقل عبارت مجیب مصیب غفرہ اللہ
درجواب سوال سائل کیب ہداہ اللہ بلفظہ بلا ریب مریب
حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ یہ حدیث
فریقین ہے اسمین کچہ شک نہین ہے پس اب بتایئے کہ آپ لوگ کا
امام زمانہ کون ہے بیان فرمایئے جب امام زمانہ آپکا کوئی نہوا اور
بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے مرگئے تو موت آپکی جاہل کی ہوئے
اور جاہل کے واسطے نہین ہے مگر جہنم اور حدیث اصحابی کی صحاح ستہ
مین آپ کی موجود ہے مگر یہ نہین اسوقت بخوبی معلوم ہی کہ صحیح مسلم
یا بخاری مین ہے اہل حدیث کا کوئی انکار نہین کر سکتا اور حدیث
اوپر کی صحیح مسلم و صحیح بخاری وا ور کتاب مین بہی موجود ہے
واضح رہے کہ کل والی جواب خدشہ اول قولہ من مات الخ اقول
ترجمہ اسکا یہ ہے کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اوسنے اپنے زمانے کے
امام کو مرا مانند موت اہل جاہلیت کے قولہ یہہ حدیث فریقین ہے
الخ اقول ہم انشاء اللہ تعالی عنقریب امام زمانہ کو بتا وینگے
اور اس حدیث کا جواب شافی دینگے لیکن باقرار آپ ہی کے
ثابت ہے کہ یہہ حدیث آپکے یہان بہی ثابت ہے اب ہم استفسا

۱ بیان ہے [illegible]

۲ متعسف بی [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] بکمال بیکاری [illegible] مولف محرف بیدیل [illegible] کی کتابین [illegible] اخبار [illegible] عبارت اردو [illegible]

۳ ضرورت [illegible] بضرورت ہو گیا بغیر اطلاع [illegible] کتاب اور کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی ۱۲

۴ سوائے قافیہ بندی کے اور کوئی فائدہ اس [illegible] کا معلوم نہین ہوتا ۱۲

۵ اصل تحریر [illegible] مین جو [illegible] رسالہ فاروق اکبر کے پاس آئی تہی ترجمہ لکہا تہا [illegible] بہی کیا گیا [illegible] تحریف [illegible] ۱۲ [illegible]

کرتے ہین کہ آپ امام زمانہ کو پہچانتے ہین یا نہین اگر نہین پہچانتے
اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے مرے تو موت آپکی مثل موت
اہل جاہلیت کے ہوئے اور آپ خود مقر ہین کہ جاہل کے واسطے نہین ہے
مگر جہنم اور اگر پہچانتے ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ وہ کون ہین ایمہ
اثنا عشر ہین یا سوا انکے اگر سوا انکے ہین تو یہہ ممکن نہین کسواسطے کہ امامت
آپ کے یہان منحصر ہے ائمہ اثنا عشر مین پس غیر انکا امام زمانہ نہین
ہوسکتا اور اگر ائمہ اثنا عشر ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ گیارہ امام سابقین
سے ہین یا امام مہدی آخر الزمان لیکن شق اول پس باطل ہے اسواسطے
کہ زمانہ ائمہ احد عشر اولین منقضی ہوچکا پس اونمین کا کوئی اب امام زمانہ
نہین ہوسکتا۔ باقی رہی شق ثانی وہ بھی ممنوع ہے اسواسطے کہ اگر مراد
امام مہدی آخر الزمانؑ ہون تو ضرور ہے آپ پر اثبات انکی وجود کا اسواسطے
کہ وجود اصل ہے اور معرفت فرع اور وجود فرع کا بدون اصل
کے ممکن نہین ہے ورنہ خرط القتاد۔ اور اگر فرض کیا جاوے وجود
امام مہدیؑ کا پس ہم آپ سے استفسار کرتے ہین کہ امام موصوف کی
صورت و شکل کیسی ہے اور قد کتنا بڑا ہے اور ڈارہی کیسی ہے اور کتنی
بڑی ہے اور رنگ آپکے بدن کا کیسا ہے اور کب پیدا ہوئے اور کہان
پیدا ہوئے اور بالفعل کہان ہین وقس علے ذلک غیرہا من الحالات
اور جب آپ اسکو بدلیل بیان نہ کرسکے تو عارف امام زمانہ کے نہوئے
اور جو مرے تو بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے مرے اور ایسے شخص
کے واسطے آپ خود ارشاد فرماچکے ہین کہ نہین ہے مگر جہنم من حفر
بیراً لاخیہ فقد وقع فیہ قولہ پس اب بتائیے الخ اقول ہم لوگ کے امام

زمانہ جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین
کسواسطے کہ امام کا اطلاق نبی پر بہی آیا ہے فرمایا اللہ تعالی نے خطاب
کر کے طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انی جاعلک للناس اماما
ترجمہ مین تجکو کرونگا سب لوگون کا پیشوا انتہی اور حضرت ابراہیم
نبی تھے پس ترجمہ حدیث مذکور کا یہہ ہوا کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اوسنے
نبی آخر الزمان کو مرا مثل مرنے اہل جاہلیت کے اور اہل سنت وجماعت
نبی آخر الزمان کو خوب پہچانتے ہین تو موت اونکی مثل مومنین کے ہوگی نہ
مثل اہل جاہلیت کے یا مراد امام سے حدیث موصوف مین قرآن ہے اور
اہل السنت والجماعت قرآن کو خوب جانتے ہین اظہر من الشمس ہے کہ کسقدر
حفاظ اس فرقہ سنیہ مین موجود ہین بلکہ یہہ نعمت عظمی انہین کے نصیب
مین ہے اور ناظرہ خوان تو لا تعد ولا تحصے ہین پس موت اہل السنت والجماعت
کی مثل موت مومنین کی ہوئی نہ مثل اہل جاہلیت کی اور اگر امام سے حدیث
موصوف مین خلیفہ ارادہ کیا جاوے تو بہی مضائقہ نہین اسواسطے کہ معنے
حدیث مسطور کے یہہ ہین کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اپنے زمانہ کے
خلیفہ کو درصورت وجود خلیفہ کے تو مرا مثل موت اہل جاہلیت کی کیونکہ معرفت
شخص موقوف ہے اوپر وجود شخص کے کما لا یخفے قولہ جب امام زمانہ الخ اقول
امام زمانہ ہمارے یہان کیون نہین ہین ہم ثابت کر چکے کہ امام زمانہ پیغمبر آخر الزمان
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یا قرآن مجید اور اگر خلیفہ مراد لین تو بہی کچہہ قباحت
نہین کما مر ہان آپ کے یہان البتہ کوئی امام زمانہ نہین معلوم ہوتا اگر ہو تو دلیل
سے ثابت کیجیے قولہ اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے الخ اقول ہم ثابت
کرچکے امام زمانہ کو لیکن آپکے یہان ابہی تک امام زمانہ ثابت نہوا تو خرابی آپکے

آپ ہی لوگون کے اوپر مترتب ہے قولہ تو موت آئی الخ اقول صواب
یہہ ہے کہ کہا جاوے تو موت آئی مثل موت اہل جاہلیت کے ہوئی فتدبر
قولہ اور جاہل کے الخ اقول یہ قضیہ غلط ہی ہم پوچھتے ہین کہ ایک شیعہ
جاہل ہے اور عزاداری امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی خوب کرتا ہی اور وقت
ذکر واقعہ کربلا کے خوب روتا پیٹتا ہی تو ایسا شخص جنتی ہے یا جہنمی اگر جنتی ہی
تو یہ قول آپکا باطل ہوا کہ جاہل کے واسطے نہین ہی مگر جہنم اور اگر جہنمی ہے تو
من بکی علی الحسین علیہ السلام او ابکی او تباکی دخل الجنۃ کے کیا معنی ہین ہان
اگر جاہل سے مراد اہل جاہلیت لیا جاوے تو البتہ یہ خدشہ دفع ہو جاویگا
لیکن یہ ارادہ خلاف ظاہر ہے فتامل ولا تکن من الغافلین جواب خدشہ
ثانی قولہ اور حدیث اصحابی کی الخ اقول اول و آخر حدیث کو حذف کر کے ایک
لفظ حدیث کا لکھا اور اپنی مطلب کو بھی بیان نہ کیا کہ مطلب اس حدیث کے
نقل کرنے سے کیا ہی لیکن ہم کہتے ہین کہ غرض اس حدیث سے یا طعن کرنا
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر منظور ہے یا کوئی غرض آخر ہے اگر کوئے
غرض آخر ہے تو اوسکو بیان کرنا چاہیے کہ اوسمین نظر کیجاوے اور اگر طعن
کرنا صحابہ پر منظور ہے پس کلا و حاشا کہ اس حدیث سے کسیطرح مذمت صحابہ
ثابت ہوتی ہو اب ہمین ضرور ہوا کہ بالکل حدیث کو نقل کرین بعد اسکے
رفع خدشہ کرین فیجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول
اصیحابی اصیحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال
العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید فیقال لن یزالوا مرتدین
علی اعقابہم منذ فارقتہم ترجمہ لائے جاوینگے بعض مرد امت میری سے

پس پکڑ لے جاوینگے اونکو بائین طرف تو کہونگا مین یار میرے ہین یار میرے
ہین کہا جاویگا تو نہین جانتا ہے جو کچھ نو پیدا کیا ان لوگون نے بعد تیرے
تب کہونگا مین جیسا کہ کہا بندہ صالح یعنے عیسے علیہ السلام نے (ترجمہ آیت)
مین انسے خبردار تہا جب تک انمین رہا پہر جب تو نے مجہے پہیر لیا
تو تو ہی خبر رکہتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے (انتہی) پس
کہا جاویگا یہہ گروہ رہے پہرے اپنی ایڑیون پر جب سے جدا ہو تو انسے
انتہی - اب غور کرنا چاہیئے کہ برجال من امتی کا لفظ فرمایا اور یہہ دلالت
کرتا ہے قلت پر پہر آگے چلکے اصیحابی کا لفظ فرمایا کہ وہ صیغہ تصغیر کا ہے
دلالت کرتا ہے تقلیل پر اس سے معلوم ہوا کہ اشخاص قلیل ہین اب اس
حدیث سے بالکل صحابہ کا ارتداد سوای پانچ چہہ شخص کے سمجہنا نہایت بعید ہے
آگے چلکے اخیر حدیث مین لفظ لن یزالوا مرتدین کا فرمایا یہہ دلالت صریح
کرتا ہی کہ مراد اشخاص مذکور سے مراد چند قوم ہین کہ عہد خلیفہ اول و خلیفہ
ثانی مین مرتد ہو گئے اور اونکے ساتہہ خلیفہ اول و خلیفہ ثانی نے قتال کرکے
زیر و زبر کیا اور ان لوگون کو کسی نے اہل سنت و جماعت سے صحابہ
نہین کہا ہے اور نہ کوئی اونکی عظمت اور بزرگی کا معتقد ہے اگر کوئی کہے
کہ لفظ اصیحابی کا فرمایا کہینگے ہم کہ اصحاب کے معنے لغت مین ساتہی کے
ہین اور چند اشخاص انکے برسم رسالت و ایلچی گری کے زیارت سے
آن حضرت صلعم کی مشرف ہو جاتے تہے اور چند اشخاص منافقین بطمع
حصول غنیمت کے لڑائیون مین آپ کا ساتہہ دیتے تہے تو لغتہً انپر
اصحاب کا لفظ صادق آگیا اور کلام اہل السنت والجماعت کا انمین
نہین ہے بلکہ کلام انکا ان صحابہ مین ہے کہ قائلین انکے ہین اور جب تک

له بیان پس ہونا چاہیئے ۱۲ ارشاد
سه ترجمہ غلط ہے یون ہونا چاہیئے یہ لوگ ہمیشہ مرتد رہے یعنے پہرنے والے اپنی ایڑیون پر ۱۲ ارشاد
سه فرمانے والے کی قول نص صریح نہین ہے [illegible] ۱۲
سه [illegible] ۱۲

زندہ رہے خوب اجراے اسلام کیا اور کفار کو مسلمان کرتے گئے اور تاحین حیات انکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ شریک انکے رہے اور نماز وغیر احکام دینی مین اتباع انکا کیا اور اونکے ساتھ لڑائیون مین شریک رہے ہان اگر انکے حق مین کوئی روایت موجود ہو تو پیش کیجیے وردونہ خرط القتاد اقول بعون اللہ العلی الاکبر ارباب عقول زاکیہ واصحاب اذہان صافیہ پر واضح ولائح ہو کہ ہر چند فقیر کو تا حال نہین معلوم کہ کسینے اہل حق سے دربارہ حدیث اصحابی کوئی سوال عجیب سے کیا تہا یا نہین چنانچہ اسیوجہ سے رسالہ فاروق اکبر مین اسکا ذکر بہی نہین ہوا شاید مولف ضرب منکر نے بعرض ابطال اعتراض فاروق پر حملہ لیکن خدشہ اول یہ پیش بندی کی ہو تو ممکن ہے بہر کیف ہر گاہ صاحب ضرب منکر نے اس حدیث کا ذکر چہیڑا اور بڑی طمطراق سے بکمال فخر و مباہات اس جواب کو بہیان پیش کیا اور بدانست خود ممتنع الجواب سمجہا لہذا فقیر بہی حسب مودای ع رشتہ در گردنم افگندہ دوست ٭ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ٭ تعاقب مخاطب مین اصل کیفیت اس جواب کی اور حقیقت اس حدیث کی مصادیق کی انشاء اللہ بیان کرونگا اور چونکہ حدیث سن مات کے متعلق رسالہ فاروق اکبر سابقاً تحریر ہو چکا ہے اب جہان منکر اوس رسالہ پر اعتراض کریگا وہان جواب اوسکا دیا جاوے گا اس جلد مین صرف حدیث ثانی یعنے حدیث اصحابی سے بحث و فحص کیجاتی ہی جسکو ناحق مخاطب نے اس طمطراق سے لکہا جو باعث پردہ دری اسلاف اہلسنت ہوا اور اہل حق کو احوال صحابہ اہلسنت لکہنا پڑا حالانکہ عبارت مجیب مذکور بالکل تحفہ اثنا عشریہ سے مسروق ہے جسکا جواب متعدد اہل حق کیطرف سے

اسکا عبارت ... معلوم ہوا کہ ... صحابہ کی شان مین کوئی روایت مدح یا ذم کی نہین ہے اور اگر مراد نفی سے نفی صدور ... نرمت ہے تو قبلہ کرنا ضرور ہے ... کہیں اگر ... ہی حق مین کوئی روایت مدح ... موجود ہو ... ارشاد العلیم الحامد التعلیم

ہو چکا ہے اور یہ بحث ایسا عظیم الشان ہے کہ قبل سے علماے فریقین اس
مین معرکہ آرا ہو چکے ہین چنانچہ منتہلے سعی علماے اہلسنت کے لئو منتہی الکلام
ملقب بہ تنبیہ اہل الخوض فی حدیث الحوض شاہد قوی موجود اور غلبہ علماے
کرام اہلحق شیعہ اثنا عشریہ رضوان اللہ علیہم کے لئے اس معرکہ مین کتاب
مستطاب استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام فی رد منتہی الکلام
بحمد اللہ المعبود دلیل کافی و برہان شافی کالشمس فی وسط النہار واضح و
آشکار صاحبان ادراک ان دونون کتابون کو ملاحظہ کرین اور حقیت حق
و بطلان باطل کا اذعان کرین ہر چند فریقین سے اب کسی کو منصب مناظرہ
و مباحثہ نہ تہا تاوقتیکہ اہلسنت تردید رد منتہی الکلام نہ کرین و ہو محال مگر
چونکہ اس زمانہ کے حضرات اہلسنت کا معمول ہو گیا ہے کہ جو کچھ کتاب
شاہ عبد العزیز وحید رعلی مین پاتے ہین اوسکو وحی منزل سمجھکر عوام مین
اوڑاتے ہین نہ جوابات و دندان شکن کو اوسکے ملاحظہ کرتے ہین نہ ذرا شرماتے
مین بلکہ وہی بے تکا ہانک اوٹہاتے ہین اور حافظونکی طرح آنکھین بند کرکے بے
تال و سر وہی گایا ہوا راگ گاتے ہین اور وہی ٹبرا نا رباب بجاتے ہین چنانچہ صاحب
ضرب شکری بہی اوس طریقہ پر چلے ہین لہذا بندہ نے بہی ذوالفقار حیدری علم
کیا اور لغرض اسکات لئام عصاے موسوی کو بجاے قلم لیا علاوہ بران اس
رسالہ مین بہی منتہی الکلام کی ابحاث متعلقہ بہذا المقام کے پوری خبر لی گئی ہی
پس قبل از توجہ باصل مطلب و رد جواب غیر مصوب اصل مقصود
علماے اہلحق کو دربارہ ذکر مطاعن خلفا و صحابہ مخصوصین اہلسنت
سمجہنا چاہیے اور فواید و مقاصد کو اوسکے ہر وقت خیال رکہنا
چاہیے اول یہ کہ چونکہ بمقابلہ حکم خدا اور رسول بہ تمسک ثقلین

غرض ذکر مطاعن صحابہ و خلفا

ومتابعت ذریات معصومین جیساکہ آیہ قل لا اسئلکم الخ اور حدیث
تمسک وسفینہ سے ظاہر ہے اہلسنت نے یہ اختراع جدید کیا کہ متابعت
ثقلین کو ترک کرکے اطاعت صحابہ بلکہ خلفاے ثلثہ مین سرگرم ہوے
اور ایسی بنیاد فاسد پر بمقابل عصمت اہلبیت طاہرین یہ قاعدہ بنایا
کہ الصحابۃ کلہم عدول لہذا علماے اہلحق واسطے اظہار حقیت وتائید
احکام خدا ورسول تمسک عترت طاہرہ وابطال قضیہ کلیہ موضوعہ
اہلسنت کے فسق وفجور صحابہ مخصوص کو آیات واحادیث سے ثابت
کرتے ہین تاحقیت مذہب حق وابطلان اس عقیدہ باطلہ کا بخوبی واضح
وآشکار ہوجاوے دوسرے یہ کہ چونکہ یہ خلافت ساختہ وپرداختہ اونہین
صحابہ کے تھے اسلیے حضرات اہلسنت واسطے تصحیح خلافت بکری کے
قائل بفضیلت عموم صحابہ ہوے ہین استدلیل سے کہ انہین صحابہ کے
فضایل مین آیات کثیرہ واحادیث متعددہ وارد ہین پس کیونکر ممکن ہے
کہ وہ لوگ ایسے امر باطل پر اجماع کرین لہذا علماے اہلحق بغرض ابطال
خلافت بکری وابطلان اجماع کذائی اون صحابہ کے بارمین آیات قطعیہ
واحادیث صحیحہ جنسے فضایح وقبایح اون صحابہ کے ثابت ہون پیش
کرتے ہین جس سے فسق وفجور اون صحابہ کا ثابت ہوجاے اور اس اجماع
کا بطلان عقلاے عالم پر واضح ولایح قرار پاے تیسرے یہ کہ چونکہ اہلسنت
اون آیات واحادیث کو جو فضایل مہاجر وانصار مین بسبیل جزئیت مشروط
با یمان وعمل صالح ودیگر قیود وشروط وارد ہین تمامی مہاجر وانصار کے
حق مین بطور کلیہ پیش کرتے ہین تاکہ بشمول اونکے خلفا کی
فضیلت ثابت ہو لہذا اہلحق اون آیات واحادیث کو جن سے

فسق وفجور اونکے ثابت ہوتے ہین پیش کرتے ہین تاکہ امر حق واضح ہوجاے
کہ جو لوگ ممدوح ہین وہ مصداق احادیث فضیلت ہین اور فاسقین فاجرین
مصادیق احادیث قسم ثانی چوتھے یہ کہ خلفای ثلثہ ودیگر مہاجر وانصار سے
ترقی کرکے اہلسنت از راہ معاندہ اہلبیت طاہرین بغرض پردہ پوشی
امثال معاویہ وغیرہ کے عموم آیات واحادیث سے استدلال کرتے ہین اسوجہ
سے علمای اہل حق اون آیات واحادیث کو جس سے بطلان ان دعاوی
کاذبہ کا ظاہر ہو پیش کرتے ہین تاکہ فریب اہلسنت کا واضح ہوجاوے اور
جو جس مرتبہ کا مستحق ہے اوسپر قرار پاوے از ینجاست کہ بہت سے آیات اور
بیشمار احادیث فضائح وقبائح صحابہ مین نزد اہلسنت موجود ہین مگر باغراض
فاسدہ اپنے اونکی تاویلات دور از کار کرتے ہین اور مقبوح کو ممدوح اور
ممدوح کو مقبوح بناتے ہین لہذا اصحاب انصاف کو ضرور ہے کہ جدل و
اعتساف سے درگذر کرکے مطلب آیات واحادیث پر غور کرین اور جو
جس مرتبہ کا لائق ہے اوس مرتبہ پر اوسکو پہونچائین نہ یہ کہ ظلمت و نور
آفتاب وشب دیجور کو ایک درجہ مین قرار دین اور ارانجاکہ احصا اون
آیات واحادیث کا اس مختصر مین ناممکن ہے لہذا ایسی حدیث اصحابی کی
طرف بنظر انصاف دیکھین گے اوس حکیم عالم عقل مجسم نے کسطرح پوست
کندہ اپنے اصحاب کے احوال پر باختلال کو الفاظ مختصرہ مین بیان کیا
اور کیسے کیسے علامات بینہ کا اعلان کیا کہ اگر بنظر غور اس حدیث کی ہر پہلو
وجانب پر انسان نظر کرے تو مثل آئینہ کے حالات اون صحابہ کے
معلوم ہوجاوین اور بالیقین معلوم ہو کہ کون لوگ اسکے مصداق ہین
اصل حدیث جسکو مجلسی نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے

عن ابن عباس قال قام فینا رسول اللہ خطیباً بموعظہ فقال یا ایہا الناس انکم محشورون الی اللہ حفاۃ عراۃ کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین الا وان اول الخلائق یکسے یوم القیمہ ابراہیم الا وانہ سیجاء برجال من امتے فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئی شہید فیقال انہم لن یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم الحدیث یعنے حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا ہم لوگ کو وعظ فرما رہے تھے اوسی حالت مین فرمایا کہ ایہا الناس حشر تم لوگون کا بروز قیامت عریان ہوگا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے اور سب سے پہلے جسکو لباس عطا ہوگا وہ ابراہیم خلیل اللہ ہونگے اور کچھ لوگ ہمارے اصحاب سے گرفتار ہوکر آئینگے ہم کہینگے کہ پروردگارا یہ تو میرے اصحاب ہین تب خطاب باری ہوگا کہ تو نہین جانتا ان لوگون نے کیا کیا امور بعد وفات تیری حادث کیے ہین پس ہم اوس آیت کی تلاوت کرینگے جسکو خدا نے حضرت عیسے سے نقل کی ہے (کہ خداوندا جب تک ہم اون لوگون مین رہے انکے احوال سے مطلع تھے اب بعد وفات توہی خوب اونکے حالات کو جانتا ہے پس خطاب باری ہوگا کہ یہ اصحاب بعد تیرے مرتد ہوگئے اور اولٹے پاؤن پہرگئے جسوقت سے تو ان لوگون سے جدا ہوا انتہی پس اس حدیث سے یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ وہ حضرت اپنے بعض اصحاب کو مرتد فرماتے ہین کہ بعد آن حضرت کے وہ لوگ مرتد ہوئے اور اون لوگون نے بدعتین دین مین قایم کین تو اب مجیب کا یہ کہنا کلا

وحاشا کہ اس حدیث سے کسی طرح مذمت صحابہ ثابت ہوتی ہو یقیناً
باطل ہوا ہاں اگر مرتد ہونے سے بہی مذمت نہ ثابت ہو تو خیر اور اہلحق
یعنی شیعہ اسدرجہ سے بڑہکر تو کوئی درجہ اونکے لیئے ثابت بہی نہین
کرتے اگر اہلسنت اسپر شیعون سے اتفاق کرلین کہ ہان صحابہ مرتد ہوئے
گر مرتد ہونے سے کوئی مذمت نہین ثابت ہوتی تو پھر کوئی اختلاف ہی
نہین رہتا اور اس حدیث سے یہ بہی ثابت ہوا کہ یہ صحابہ وہی لوگ ہین
جو دنیا مین حضرت کے اصحاب کہلاتے تھے اور سب لوگ اونکو اصحاب
جانتے تھے چنانچہ تصریح اسکی مابعد باوضح طرق مذکور ہوگی انشاء اللہ
تعالی نہ وہ لوگ جنکو کوئی صحابی بہی نہین کہتا جیسا کہ خود مجیب نے
کہا ہے پس ضرور ہے کہ وہی صحابہ مراد ہون جو ہر وقت حضرت کے
پاس حاضر باش رہتے تھے اور اکثر امور مین دخل انداز ہوا کرتے تھے
کہ حضرت اکثر اونپر ناراض وغضبناک بہی ہوئے مگر بوجہ خلق عظیم
چندان تعرض اونسے نہ کیا کہ بمقتضاے شفقت عامہ روز قیامت بہی
فرماوینگے خدایا یہ تو میرے اصحاب تھے یہ انکی کیا حالت ہے کہ کشان
کشان جہنم کیطرف چلے جاتے ہین نہ وہ لوگ جنکو کبھی حضوری بہی
حضرت کے نصیب نہوتی تہی بلکہ گاہے گاہے بذریعہ ایلچی گرے کے
شرف زیارت سے آنحضرت کی مشرف ہوجاتے تھے اور وہ لوگ
کافر ہوکر مری کیونکہ خود مولوی حیدر علی نے لکھا ہو کہ قیامت کے روز کافر
کا فرقہ الگ ہوگا اور مومنون کا فرقہ الگ پس کب ممکن ہو کہ وہ حضرت کا فر دنکی
شفاعت فرماوین اور معاذ اللہ ایسا کذب صریح فرماوین کہ یہ لوگ میرے اصحاب تھے
پس معلوم ہوا کہ یہ دار وگیر اون لوگونسے ہوگی جو بظاہر حضرت کے روبرو

پیش پیش رہا کرتے تھے کہ بسبب بدی اعمال کے خدا کا اونپر عذاب ہوگا اور
حضرت رسول اونکی اظہار شفاعت خواہ ہونگے از ینجاست کہ خود رسول نے
اس حدیث کے مضمون کو بمقابلہ حضرت خلیفہ اول صدیق اعظم اہلسنت
ارشاد فرمایا جب وہنون نے کہا کیا ہم لوگ مثل شہداء احد کے اصحاب آپکے
نہین ہین تو حضرت نے فرمایا اصحاب کیون نہین ہو لیکن کیا معلوم تمکو کہ
ہمارے بعد کیا احداث کروگے جسپر خلیفہ صاحب بہت روئے جیسا کہ جذب القلوب
عبد الحق دہلوی و موطائی امام مالک و دیگر کتب اہلسنت مین موجود ہی پس
اس حدیث و دیگر احادیث سے بخوبی معلوم ہوا کہ مراد آنحضرت اصحابی
سے اس حدیث مین امثال خلیفہ اول ہین جنہون نے بعد وفات سرور
کائنات بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ مین جاکر انصار رسول مختار سے کہ
منکم امیر ومنا امیر کہتے تھے کما فی صحیح البخاری لڑ جھگڑ کر خلافت لی اور
برادر و داماد رسول کے حق کو غصب کیا اور اسی جرم پر کہ بیعت انکی
نہ کی بضعۂ رسول کے گھر جلانیکو آگ لکڑیاں لے گئے اور قسم کھایا کہ اگر نہ
نکلوگے تو گھر جلا دینگے اور دختر رسول کو ناراض کیا ہر چند دربارہ
فدک اپنے حق ہبہ وحق میراث کو اوس بضعۂ رسول نے پیش کیا
مگر کسی طرح اون لوگون نے اوس معصومہ کو کسی دعوی مین سچا نہ سمجھا
جسپر وہ معصومہ مظلومہ ناراض رہین اور بددعا فرماتی رہین اور ان صحابہ
نے کسی طرح اس حدیث کا بھی خیال نہ رکھا کہ حضرت نے فرمایا انما فاطمۃ بضعۃ
منی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد کفر اور مدۃ العمر جناب امیر
اونکو کاذب غادر خائن اثم جانتے رہی بقول خلیفہ ثانی کما فی صحیح مسلم جسکی تفصیل
بعد اسکے انشاء اللہ مذکور ہوگی پس بعد ملاحظہ ان احادیث اور حالات کے کسی عاقل کو شک

بھی نہو گا کہ مقصود اس حدیث سے سوای ان لوگون کے اور کوئی نہین ہے
یہ جواب اجمالی تہا اس تقریر کا مجیب کے اب جواب تفصیلی کی طرف متوجہ
ہونا چاہیے کہ انشاء اللہ یقین واثق و اعتقاد صادق حاصل ہوگا واللہ
ولی التوفیق وبہذہ ازمۃ التحقیق اور قبل اسکے کہ ہم جواب تفصیلے
کی طرف متوجہ ہوں بیان بعض طرق اس حدیث کے ضرور ہین وقد نقل
بعضها العلامة الدهلوی اعلی اللہ مقامه فی المجلد الرابع من النزهة
الاثنا عشریۃ فلنقتصر علیہا از آنجملہ بخاری در صحیح خود روایت کردہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یرد علی یوم القیمة رهط
من اصحابی فیجلئون علی الحوض فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا علم
لک بما احدثوا بعدک انهم ارتدوا علی ادبارهم القهقری نیز بخاری
روایت کردہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا قائم اذا زمرة حتی
عرفتهم خرج من بینی وبینهم فقال هلم فقلت این قال الی النار واللہ
قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدک علی ادبارهم القهقری ثم
اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بینی وبینهم قلت این قال الی النار
واللہ قلت ما شانهم قال ارتدوا بعدک علی ادبارهم القهقری فلا اراه یخلص
منهم الا مثل همل النعم نیز بخاری در صحیح بخاری روایت کردہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انا فرطکم علی الحوض ولیرفعن معی رجال منکم
ثم لیختلجن دونی فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا
بعدک نیز بخاری در صحیح بخاری روایت کردہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لیردن علی ناس من اصحابی الحوض حتی اذا عرفتهم اختلجوا
دونی فاقول اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک نیز بخاری در صحیح

ترجمہ ان نیز بخاری [illegible]

خود روایت کرده عن النبی صلی الله علیه وسلم قال انا فرطکم علی
الحوض من مر علی یشرب ومن شرب لم یظمأ ابدا لیردن علی اقوام اعرفهم
ویعرفونی ثم یحال بینی وبینهم قال ابو حازم فسمعنی النعمان بن ابی عیاش
فقال هکذا سمعت من سهل فقلت نعم فقال اشهد علی ابی سعید الخدری
لسمعته وهو یزید فیها فاقول انهم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا
بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیره بعدی وقال ابن عباس سحقا بعدا
فیقال سحیق بعید سحقه واسحقه ابعده مسلم در صحیح خود روایت کرده
عن ابن عباس قال قام فینا رسول الله صلی الله علیه وسلم خطیبا
بموعظة فقال یا ایها الناس انکم محشورون الی الله حفاة عراة کما بدانا
اول خلق نعیده وعدا علینا انا کنا فاعلین الا وان اول الخلایق یکسی
یوم القیمة ابراهیم الا وانه سیجاء برجل من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال
فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا فاقول کما قال العبد
الصالح کنت شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم الی
قوله وان تغفر لهم فانک انت العزیز الحکیم قال فیقال لی انهم لن یزالوا
مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم وفی حدیث وکیع ومعاذ فیقال انک
لا تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم از عایشه روایت کرده که میفرمود سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول وهو بین ظهرانی اصحابه انی علی
الحوض انتظر من یرد منکم فوالله لیقتطعن دونی رجال فلاقولن ای
رب منی ومن امتی فیقال انک لا تدری ما عملوا بعدک ما زالوا یرجعون
علی اعقابهم نیز مسلم در صحیح خود روایت کرده قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم یرد علی امتی الحوض وانا اذود الناس عنه کما یذود الرجل

ابل الرجال عن ابله قالوا یا نبی الله اتعرفنا قال نعم لکم سیماء لیست
لاحد غیرکم تردون علے غرا محجلین من آثار الوضوء ولیصدن عن
طائفة منکم فلا یصلون فاقول یا رب هولاء من اصحابی فیجئ ملک
فیقول وهل تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم از انس بن مالک روایت
کرده عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لیردن علے الحوض رجال ممن
صاحبنی حتی اذا رأیتهم ودفعوا الی اختلجوا دونی فلاقول ای رب اصحابی
اصحابی فیقال لی انک لا تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم و بخاری روایت کرده اند
قال النبی انی علی الحوض حتی انظر من یرد علے منکم وسیوخذ ناس دونی
فاقول یا رب ومن امتی فیقال هل شعرت ما عملوا بعدک والله ما برحوا یرجعون
علے اعقابهم فکان ابن ملیکة یقول اللهم انا نعوذ بک ان نرجع علے
اعقابنا ونفتن علی دیننا وقال ابو عبد الله علے اعقابکم ینکصون یرجعون
علے العقب مالک در موطا روایت کرده قال ام النبی صلی الله علیه وسلم
بشهداء احد فقال هولاء اشهد علیهم فقال ابو بکر السنا باخوانهم یا
رسول الله صلی الله علیه وسلم اسلمنا کما اسلموا وجاهدنا کما جاهدوا
فقال صلی الله علیه وسلم بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی فبکی
ابو بکر ثم بکی ثم قال وانا لکائنون بعدک یعنے گذشت پیغمبر خدا صلی الله
علیه وسلم بر شهدای احد پس فرمود اینها آن گروه اند که من گواهی میدهم
بر آنها یعنے به ثبات دین و قوت ایمان پس گفت ابو بکر آیا ما برادران اینها
نیستم ای پیغمبر خدا صلی الله علیک وسلم اسلام آوردیم چنانچه آنها اسلام
آوردند و جهاد کردیم چنانچه آنها جهاد کردند پس فرمود آن حضرت صلی الله
علیه وسلم بلی ولیکن من درنمی یابم که بعد من چها خواهید کرد پس گریست ابو بکر

دگر نیست پس گفت آیا بدرستی کہ مابعد تو باقی خواہیم بود - اور اس مضمون
کی سیکڑون حدیثین صحاح و غیر صحاح اہلسنت مین موجود ہین اور چونکہ مطلب
سبھون کے قریب ہی قریب ہین اسوجہ سے بلحاظ اختصار ترجمہ سب کا نہ لکھا
گیا اور ہر گاہ مطلب اس حدیث شریف کا بالاجمال معلوم ہوا اور بعض طرق
اسکے بہی مرقوم ہوئے تو اب جواب تفصیلی استدلالات اہلسنت کیطرف متوجہ ہونا
چاہیئے وان کان فی التفصیل نوع من التطویل لکنہ لایخلوا عن التحصیل
وانما نستعین من اللہ الجلیل وھو حسبی نعم المولے ونعم الکفیل

قولہ اب غور کرنا چاہیئے کہ برجال من امتی کا لفظ فرمایا الی قولہ نہایت بعید
ہے **اقول** بعون اللہ العلی الاکبر امام المتکلمین سنیہ مولوی حیدر علی
منتہی الکلام مین فرماتے ہین اول آنکہ تصغیر را بر تقلیل عدد حمل کردن بکدام
وجہ است وجوابش آنکہ لفظ رجال در روایات این حدیث آمدہ و فعال در
جموع باستعمال قلت ہست پس تصغیر را بر تقلیل عدد حمل کردند تا بالفظ رجال
کہ در مفتح حدیث واقع است مرتبط شود و ایضاً لفظ رہط کہ بخاری لفظ
بروایت ابوہریرہ آوردہ بتحقیق صاحب قاموس وامثالش دلالت
بر قلت عدد میکند زیراکہ او در بیان معنی این لفظ چنین فرمودہ قوم
الرجل وقبیلتہ من ثلثۃ او سبعۃ الی عشرۃ او ما دون العشرۃ وما فیھم
امراۃ وہر چند بعضی از شارحین صحیح بخاری اطلاقش بر کمتر از اربعین
ہم تجویز نمودہ اند لیکن خالی از ضعف نیست چنانچہ الفاظش
بران شہادت میدہد کما لایخفی علے المحدثین و مؤید تضعیف است
آنچہ محدث جزری در نہایہ تحقیق آن نمودہ حیث قال والرہط من
الرجل مادون العشرۃ وقیل الے الاربعین ولا یکون فیھم امراۃ

صـ ... منتہی الکلام
ف جواب تفصیلی

وتنوین رجال وآن را بصورت نکرہ وارد فرمودن نیز مشعر بر تقلیل وتحقیر آنست
وعجب نیست کہ جمیع طرق این حدیث را تتبع میکنی بقول بعضی از محدثین
الفاظ دیگر نیز مؤید این حمل بہم رسد انتہی **اقول** ہر چند الحق کو چندان
غرض تقلیل وتکثیر سے نہین ہے کہ اس امر مین زیادہ بحث کیجاوے کیونکہ
مقصود اونکا ابطال قضیۂ کلیہ مقبولہ اہلسنت الصحابۃ کلہم عدول ہے وہ
ہر حال حاصل ہے خواہ محمول بر تقلیل ہو یا محمول بر تکثیر کیونکہ لا اقل بعض
صحابہ کا مصدر احداث ہونا ثابت ہو گا پس یہ بعض بہی ابطال قضیۂ
کلیہ الصحابۃ کلہم عدول کے لیئے کافی ہین ہان اگر غرض مولوی صاحب تقلیل
سے اشعار کرنا ہے اوس حدیث کی طرف جو الحق کے یہان ائمہ ہدی علیہم
السلام سے منقول ہے اور مسلک ثانی مین مولوی صاحب نے اشعار بہی
کیا ہے کہ گفتہ در خاتمہ حدیث لفظ مرتدین صریح موجود ہست واین نص است
درین کہ این حدیث مثل احادیث آخر اعنی ارتدت الصحابۃ کلہم اجمعون الا
ثلثۃ بحق اہل ردہ وارد گردیدہ انتہی اور خود مجیب نے بہی اوس طرف اشارہ
کیا ہے بقولہ اب اس حدیث سے بالکل صحابہ کا مرتد ہونا سواہی پانچ چہہ شخص
کے سمجہنا نہایت بعید ہے الخ تو بحولہ وقوتہ تعالی مین اسکو ثابت کر دونگا
کہ ہر گز تقلیل پر حمل کرنا یہان صحیح نہین ہے اما اولاً پس اسلیئے کہ خود مولوی
صاحب فرماتے ہین کہ لفظ رجال اس حدیث مین وارد ہے جو دلالت کرتا ہے
قلت پر یعنے اقل من العشرۃ پر اور بالیقین معلوم ہے کہ جن لوگون کو یہہ
حضرات مرتد بیان کرتے ہین اور اونکو مصداق اس حدیث کا ٹھہراتے
ہین وہ لوگ ہر گز دس سے کم نہ تہے پس اگر حدیث نبوی مین تقلیل مراد
لیجائے تو عدم مطابقت واقع لازم آتی ہے کیونکہ حضرت نے بقول مولوی صاحب

منتہی الکلام ص ۵۶۷

ف ابطال دعوی مولوی صاحب بر حمل تقلیل عدد صحابہ

خبر دی تہی کہ کم از دہ مرتد ہونگے اور در واقع مین مرتدین اضعاف مضاعف دہ سے ہوئے پس یا تکذیب رسول خدا کو عیاذاً باللہ گوارا کرین وان کانوا مرعنین بہ یا حمل بر تقلیل سے دست بردار ہون یا اون مرتدین کے لیئے کوئی دوسری حدیث لاوین اور اس حدیث کو اپنے عشرہ مبشرہ کے اکثر افراد کے حق مین قرار دین تاکہ مطابق افادات صاحب نہایہ ومجمع البحار وشاہ عبد الحق دہلوی وغیرہ ہو جیساکہ مابعد مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے ثانیاً سلمنا کہ اس حدیث مین لفظ رجال مفید تقلیل ہے اور حمل رہط بر مافوق العشرہ بہی ضعیف ہے لیکن دوسری احادیث مین مثل حدیث صحیح بخاری کے جو لفظ زمرہ وارد ہے اوسکو کیونکر محمول بر تقلیل کرینگے کہ خود قاموس مین ہے الزمرۃ الفوج والجماعۃ اور حدیث صحیح مسلم مین جسکو خود مولوی صاحب نے نقلاً عن النزہۃ عن المشکوۃ نقل کیا ہے بلفظ اقوام وارد ہے جو جمع قوم ہے اور بتصریح صاحب قاموس القوم جماعۃ اقوام جمع اوسکی ہے اور نیز مسلم مین بلفظ طائفہ وارد ہے اور طائفہ کا اطلاق بتصریح قاموس ہزار تک ہوتا ہے کذلک ناس وغیرہ جو الفاظ تکثیر ہین پس یا قائل بہ تناقض احادیث مذکورہ ہون یا جمعاً بین الاحادیث قائل بہ تکثیر ہون لیطابق الواقع ایضاً ثالثاً یہ کہنا کہ عجب نیست الخ بہی غلط ہے بلکہ معاملہ برعکس ہوا کہ تتبع سے تکثیر حاصل ہوتی ہے نہ تقلیل جیساکہ سابقاً بعض طرق احادیث منقول ہوئے جسمین ناس و زمرہ واقوام وطائفہ وارد ہے فصح قول الامام علیہ السلام ارتدت الصحابۃ کلہم اجمعون الخ رابعاً لفظ اصحابی بہی اکثر طرق احادیث مین بلا تصغیر ہے چنانچہ فتح الباری مین ہے جیساکہ منتہی الکلام مین ہے قولہ فاقول یا رب

ص ۴۵۷ منتہی الکلام

ص ۴۱۵ منتہی الکلام

اصحابی نے رواية احمد وفی رواية احادیث الانبیار باصیحابی بالتصغیر الخ یعنے ایک روایت مین احمد کی اصیحابی بتصغیر ہے پس ایک یا بعض کا حکم اکثر پر جاری کرنا بہر طور نا زیبا ہے خامساً اگر مراد مرتدین سے کل مرتدین مقتولین بید الخلفا ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز وغیرہ کا مسلک ہے تو باتفاق ارباب سیر و تواریخ وفن احادیث معلوم ہے کہ وہ کہین زیادہ دس سے بلکہ سیکڑون بلکہ ہزارون سے تھے چنانچہ خود مولوی صاحب تفسیر نیشاپوری سے نقل کرتے ہین کہ زمانۂ خلیفۂ اول مین سات قبیلہ مرتد ہوئے اور ایک فرقہ عہد خلیفۂ دوم مین غسان قوم جبلہ بن ایہم پس کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آٹھون قبیلہ مین کل نو یا دس آدمی تھے بلکہ حسب تصریح شاہ ولی اللہ وغیرہ معلوم ہوتا ہے کہ سوای مسجد مکہ و مدینہ و قریۂ جواثا کے سب لوگ مرتد ہوگئے تھے اور خود مولوی صاحب بھی اس روایت کے ناقل ہین پس اگر حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حدیث اصحابی مین انہین مرتدین کو مراد لیا ہے تو سراسر عدم مطابقت واقع لازم آتی ہے کہ حضرت خبر دیتے ہین کل نو دس آدمی مرتد ہونگے اور مرتد ہوئے سیکڑون بلکہ ہزارون پس کسیطرح تطابق خبر اور واقع کی نہین ہوسکتی ولا یقول بہ احد فی حق الرسول سابعاً بنا براسکے قتال مرتدین مین خلیفہ اول کو کوئی فضیلت بھی حاصل نہین ہوتی ہے جسکے اثبات کے لیئے شاہ ولی اللہ نے کیا کچھہ خاک اوڑائی ہے اور جزکے جز ازالۃ الخفا کے سیاہ کیئے اور مولویصاحب نے بھی بمناسبت خود کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا کیونکہ نو دس آدمی کے قتل کرانے مین کونسی ایسی خوبی و لطافت ہے

جو خلیفہ صاحب کی اسدرجہ فضیلت ثابت ہو سابعًا اگر مرتدین سے
اصحاب کبائر و منافقین و ارباب بدعت و اہوا الی یوم القیامت
مراد ہوں جیسا کہ ابن التین سے خود مولوی صاحب نے نقل کیا ہے
تو دائرہ تکفیر اور بہی وسیع ہوتا ہے اور شرف صحابیت کل
منافقین روی زمین کو الی یوم القیامۃ ملتا ہے ثامنًا اگر مرتدین
سے بالتخصیص قوم مالک وغیرہ مراد ہوں جیسا کہ مولوی صاحب
فرماتے ہیں تو باوصف مخالفت صریحہ دیگر علمای کبار بلکہ خود شاہ
صاحب استاد البریہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ جب تک مولویصاحب
قوم مالک کو کم از دہ منحصر نہ کریں یہ دعوی پیش نہیں ہو سکتا ہے
جو ہر طرح خارج از امکان ہے جیسا کہ خود مولویصاحب تعداد
منکرین زکوۃ کو خارج از امکان بیان کرتے ہیں تاسعًا بنا بر قاعدہ
مسلمہ بین الفریقین کہ الاحادیث یفسر بعضہا بعضا میں کہہ سکتا ہوں
کہ حمل اس حدیث کا اقل من العشرۃ پر کسیطرح ممکن نہیں اسلیے
کہ یہہ ارتداد فتنہ تہا چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے بعد از ان فتنہ
بغایت ردت بلند شد ثم قال و ان سر قول آن حضرت ع بود درین
فتنۃ العصمۃ فیہا السیف رواہ حذیفۃ اور حصول فتنہ قلیل مردم
سے خصوصًا اقل من العشرۃ سے جو قابل شمار بہی نہیں ہیں ناممکن ہے
جیسا کہ شرح مشکوۃ میں شاہ عبد الحق دہلوی فرماتے ہیں عن
حذیفۃ قال واللہ ما ادری انسی اصحابی ام تناسوا گفت حذیفہ
بخدا سوگند کہ در نمی یابم من کہ آیا فراموش کردند یاران من
ویا فراموش می نمایند یعنی فراموش نکردہ اند ولیکن تکلف

رسول اللہ
میکنند و خود را فراموش کار می نمایند واللہ ما ترک رسول اللہ
بخدا سوگند نگذاشت پیغمبر خدا من قائد فتنة ہیچ کشندہ فتنہ را
و پید اکنندہ و بر پا دارندہ آن را مثل عالمی کہ احداث بدعت کند
کہ سبب ضلالت گردد و مردم را بدان دعوت نماید یا امری کہ باعث
بر محاربہ و مقاتلہ و تیغ کشیدن چاروا چنانکہ سوق راندن الی من
الی ان ینقضی الدنیا تا سپری شدن دنیا من معه ثلث مائة فصاعدا
صفت قائد فتنہ این ہست کہ میرسید کسانیکہ با وی بند و تبعیت او میکنند
عدد سی صد را و زیادہ ازان قد سماہ لنا باسمه مگر تحقیق ذکر کرد
او را آن حضرت برای ما بنام او واسم ابیه و قبیلته و نام پدر و نام
قبیلہ وی و قید عدد سی صد ظاہر از برای آن کرد کہ اجماع این قدر از
مردم باعث بر وجود مفسدہ و لحوق ضرر بیشتر میگردد اما اگر کمتر
ازین باشند اعتبار ندارند واللہ اعلم جس سے معلوم ہوا کہ تین سے
آدمی سے اگر کم ہوں تو انکا اعتبار ہی نہیں ہے پس اگر وہ مرتدین دس
یا دس سے کم تھے تو انکا اعتبار کیا اور انسے مقاتلہ و محاربہ پر افتخار
کیا بالجملہ بیان تقلیل مراد لینا کسیطرح درست نہیں ہے اور بفرض
تسلیم منافی مقصود اہل حق نہیں ہے بلکہ تخفیف مؤنت ہوتی ہے کہ بنا بر
تکثیر اکثر صحابہ کا احداث بیان کرنا ہوگا اور بنا بر تقلیل ثلثہ ہی پر جو
اقل عدد جمع ہے اختصار ہوگا ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است
قولہ آگے چلکے آخر حدیث میں لفظ لن یزالوا مرتدین کا فرمایا
یہ دلالت صریح کرتا ہے کہ مراد اشخاص مذکور سے مرتدین ہیں
کہ موت انکی کفر پر ہے الخ اقول بعون اللہ العلی الاکبر جبتک

کلام علمای اعلام مین بخوبی غور نکرے اور اس بحر ذخار ناپید اکنار
کو بخوبی طے نکرے میدان مناظرہ مین قدم نہ دہرے کہ بجز اظہار
جہالت اور کوئی فائدہ نہین ہو سکتا ارباب علم وکمال پر واضح
ہو کہ جس حدیث کی مراد سمجھنے مین مجیب نے اس اختصار کو صرف کیا ہے
اوسمین علمای اعلام وفضلای فخام انکے آجتک سرگردان تیہ ضلالت
ہین کیونکہ بعد اختلاف شدید متقدمین اہلسنت نے مقصد اس حدیث
شریف کو چند فرقونمین دائر کیا ہے اور محصل اوسکا جو منتہی الکلام
مین ہے یہہ ہے کہ صاحب فتح الباری نے کہا کہ مراد حدیث سے وہ
لوگ ہین جو زمانہ خلیفہ اول مین مرتد ہوئے اور ساتھ اونسے ابوبکر نے
مقاتلہ کیا یہانتک کہ وہ اوسی حالت پر قتل ہوئے اور کفر پر مرے
اور ابن تین نے کہا کہ ممکن ہے کہ اس حدیث سے منافقین مراد ہون
یا وہ لوگ جو اصحاب کبائر واصحاب بدعت ہین کہ موت اونکی اسلام
پر ہے اور بیضاوی نے کہا کہ مراد اس سے وہ مرتدین نہین ہین
جو اصل اسلام سے مرتد ہوئے بلکہ وہ لوگ جو استقامت اسوہ سے
مرتد ہوئے اور اپنے اعمال صالحہ کو ساتھہ اعمال سیئہ کے بدل دیا اور
شاہ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین فرمایا کہ مراد اس حدیث
سے وہ لوگ ہین جنہون نے حقوق اہلبیت نبی ص مین تقصیر کی بالجملہ
متقدمین محدثین کو اس حدیث کی مراد در حالت کرنے مین اختلاف
تہا مگر متکلمین نے بوجہ داروگیر اہلحق کے اسپر اتفاق کیا کہ مراد اس حدیث
سے وہی مرتدین ہین جنکی موت کفر پر ہوئی اور بدست خلفا مقتول
ہوئے تاکہ اپنے خلفا وصحابہ مخصوصین کو انطباق سے اس حدیث

کے نجات دین چنانچہ فضل ابن روزبہان نے اپنی کتاب ابطال الباطل
مین اسپر دعوی اتفاق کیا ہے حیث قال فلزم من هذه المقدمات
ان هذا الحدیث وامثاله فی هذا الباب فی شان اهل الردة کما قاله
العلماء ثم قال قد وقع التصریح فی هذه الحدیث علی ما ذکرناه
ان المراد منه وارباب الارتداد الذین ارتدوا بعد رسول الله وقاتلهم
ابوبکر الصدیق انتهی یعنے یہ حدیث اور امثال اوسکی دربارۂ اہل
ردہ وارد ہے جیسا کہ علما نے بالاتفاق تصریح کی ہے کہ مراد اس سے
وہ مرتدین ہین کہ جو بعد وفات رسول خدا مرتد ہوئے اور اونسے ابوبکر
نے مقاتلہ کیا اور اسی مضمون کو شاہ صاحب نے بہی تحفہ مین لکہا ہے
اور مختار فاضل معاصر مولوی عبد الحی بہی یہی ہے جیسا کہ اپنی تعلیق
عجیب مین فرماتے ہین وان ارید لاصحاب اللغویة بمعنے من صاحب
النبی یکون الصفة المذکورة احترازا عن الذین ارتدوا بعد
الوصول الی الحق بعد موت النبی کما یدل علیه ما روی البخاری
عن عبد الله بن مسعود قال رسول الله انا فرطکم الخ مگر چونکہ اس
تفسیر وتشریح مین مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین لہذا امام المتکلمین
اہلسنت مولوی حیدر علی نے علی الرغم اپنی اسناد صاحب تحفہ
کے مصداق اس حدیث کا مالک بن نویرہ وامثالہ مانعین زکوة کو
بالتخصیص قرار دیا مع الاقرار بایمانه حملا للاحداث بانکار الزکوة
وانکان ما ولا فی عدم اتیانه چنانچہ منتہی الکلام مین فرماتے ہین
دوم آنکہ باعث عدول این بزرگان از معنے حقیقی ارتداد کہ برگردیدن
از اصل دین اسلام است بسوی تبدیل اخلاق حسنہ بسیئہ وتغییر

تعلیق عجیب ص ۱۶ مطبوعہ علوی

ص ۶

رسوخ بتزلزل یعنے ردّیکه عین کفر نباشد چیست وجوابش آنکه باعث عدول چند دلیل است درین مقام بردو دلیل اکتفا ورزم یکی آنکه در کتاب مجید پروردگار عالم و خطاب پیغمبر با فخر بنی آدم برجای خود بآیات قاطعه و بینات ساطعه تقرر یافته که خاشاک ظلمات غم و اندوه بشامت اعمال فاسده و عقائد زائفه بروجوه کفار نگونسار خواهد ریخت بلکه آن گروه شقاوت پژوه را در روز قیامت برعکس اهل ایمان در سواد وجهه خواهد انگیخت تا هر یکے در محشر از مؤمنین و کافرین باهمدگر ممتاز گردد و پردهٔ ناموس کفار رو بروی تمام خلق اولین و آخرین دریده شود بالجمله بهر صورت ثابت شد که این هر دو گروه مؤمنین و کفار نزد هر کس ممتاز خواهند بود و التباس یکی بدیگرے در قیامت باقی نخواهد ماند اما احادیث که ازان اثبات این مدعا بکار آید در کتب فریقین باستفاضه و شهرت رسیده و این اهم نیز بین کتاب و سنت تافته که شفاعت در حق کفار خصوصًا وقتیکه کفر و شرک اینها بر همه کس از اهل محشر نمایان باشد حظے از جواز نیافته لاجرم حمل ردت و احداث بر تبدیل و تاخیر از حقوق بحکم دقیق نظر ضرور افتاد دوم آنکه در روایت ابو سعید خود موجود است که جناب خاتم النبیین چون خواهند دید که ملائکه آنها را بشفاعت من نمیگذارند و برای تعذیب همه را بسوی دوزخ میکشند خواهند فرمود که سحقًا سحقًا لمن غیر بعدی لهذا بر تغییر و تبدیل محمول شد هر چند رجوع از اصل دین یکے از افراد تغییر و تبدیل باشد لیکن چون در نفس حدیث موجود است فلا اراه یخلص منهم الا مثل همل النعم کما سیجیئ انشاء الله تعالی یعنے بشفاعت ازان دار و گیر نجات نخواهند یافت

مگر قلیل ارتداد را بر بعضی از شقوق و تاخیر از بعضی حقوق فرود آورده اند
فان الحدیث یفسر بعضہا بعضا و بدیہی است کہ اگر برجوع از اصل
دین و اختیار مذہب کفار و مشرکین محمول می نمودند خلاص بعضی
از انہا و لو کان اقل قلیل از محالات و مستبعدات می بود زیرا کہ نجات
کفار نگونسار از عذاب دائمی نزد متکلمین فریقین مخالف نصوص قرآنی
و احادیث رسول ربانی است فکیف کہ بی تعذیب رہا شوند و در جہنم
نروند و ہو ظاہر پس معلوم شد آن جماعت بردت حقیقی متصف نبوده اند
گو بارتکاب کبائر مستحق جہنم باشند اما حمل حدیث بر فساق و کفار جمیعاً
پس اگرچہ از اشکال رہائی و نجات میشود ولیکن بعضی از الفاظ مساعدت
نمیکند چنانچہ مفصل جوابش خواہی دانست انشاء اللہ و حضرت مؤلف
نیز از حمل ردت بر اختیار کفر بعد الاسلام نکیر شدید خواہد کرد انتہی مختصراً
اقول ؎ نعم ما قیل ؎ آنچہ دانا کند کند نادان ⁂ لیک بعد از خرابی بسیار
بل تقریر موافق مذہب منصور الحق ہے کہ مراد اس حدیث سے مرتدین
حقیقی نہین ہین جنکی موت کفر پر ہوئی بلکہ صحابۂ معروفین کے بعض یا اکثر
افراد مراد ہین لیکن معلوم نہین کہ اہلسنت کو کیا داعی ہوتا ہے کہ اس حدیث
کو خواہی نخواہی اونہین اہل ردہ پر محمول کرتے ہین جنکو ثابت علی الکفر
مقتول بید خلفا جانتے ہین جیسا کہ استاد البریہ انکے تحفہ اثنا عشریہ
مین بذیل آیہ مَن یَّرتَدَّ مِنکُم عَن دِینِہٖ کہتے ہین و مقاتلہ مرتدین بالاجماع
از خلیفہ اول و اتباع او واقع شد زیرا کہ در آخر عہد پیغمبر سہ فرقہ مرتد
شدند اول بنو مدلج قوم اسود عنسی ذو الخمار کہ در یمن دعوای نبوت
کرد و بدست فیروز دیلمی کشتہ شد دوم بنو حنیفہ اصحاب مسیلمہ کذاب

که در ایام خلافت خلیفهٔ اول بدست وحشی قاتل امیر حمزه کشته شد
سوم بنو اسد قوم طلیحه بن خویلد متنبی که حضرت پیغمبر خالد را برو فرستاد
واو از دست خالد گریخته بشام رفت و در عاقبت ایمان آورد و در زمان
خلیفهٔ اول هفت گروه مرتد شدند اول بنو فزاره قوم عیینه بن حصین
دوم غطفان قوم قرة بن سلمه سوم بنو سلیم قوم ابن عبد یالیل چهارم
بنو یربوع قوم مالک بن نویره پنجم بعضی بنو تمیم قوم سجاح بنت المنذر متنبیه
زوجه مسیلمهٔ کذاب ششم بنو کنده قوم اشعث بن قیس کندی هفتم
بنو بکر در بحرین و یک فرقه در زمان خلیفهٔ ثانی نیز مرتد شدند به انشمارے
ملحق شدند و هر یک از فرقه های مذکوره را خلیفهٔ اول از بیخ و بن بر کند
و در اسلام آورد چنانچه مورخین برین امر اجماع دارند و حضرت امیر را قتال
مرتدین گاهے اتفاق نیفتاده بلکه خود فرموده است که ابتلیت بقتال
اهل القبلة کما رواه الامامیة فی کتبهم و اگر امامیه آنها را بنا بر امامت مرتد
نامند گوییم در عرف قدیم و جدید مرتد منکر اصل دین را گویند و اگر بتاویل
باطل جزئی را از عقائد اسلام منکر شوند آن را منکر نامیدن در عرف
جاری نیست و حمل معانی بالاجماع بر معانی عرفیه لغت است نه بر معانی اصطلاحیه قوم
و بهذا اللفظ عن دینکم صریح است در آنکه انکار ایشان تمام دین و اصل آن را
باشد نه یک مسئله را از مسائل آن و مانعین زکوة را که در عهد خلیفهٔ اول
مرتد نامیدند بجهت آنست که آنها منکر وجوب زکوة بودند و هر که منکر ضروریات
دین شود اصل دین را انکار کرده باشد انتهی بقدر الحاجة اور جواب اسی
حدیث اصحابی کے افادہ فرماتے ہیں جواب ازین طعن آنکه این حدیث
صریح ناطق است که مراد از اشخاص مذکورین مرتدین اند که موت آنها بر کفر

شد و ہیچکس از اہلسنت الجماعت را صحابی نمیگوید و معتقد خوبے
و بزرگی آنہا نمی شود اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق وفادت بزیارت
آن حضرت مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر
شدند کلام اہلسنت دران صحابہ است کہ بایمان و عمل صالح ازین جہان
درگذشتند و باہم بجہت اختلاف آرا مناقشات و مشاجرات نمودہ
بودند و طرفین ہمدیگر را تکفیر و تبدیع نمودند و شہادت بایمان دادند در حال
این قسم اشخاص اگر رواتی موجود داشتہ باشند بیارند قصہ مرتدین
مجمع علیہ فریقین ہست حرف در قاتلان این فریق ہست انتہی اس عبارت
سے کئی فائدے حاصل ہوئے جو ہر طرح تحقیقات مولویصاحب کو خاک
سیاہ کر دیتے ہین پہلے یہہ کہ جملہ مرتدین گیارہ قبیلے تھے تین عہد رسول مین
سات قبیلے عہد ابوبکر مین اور عہد خلیفہ دوم مین ایک قبیلہ کہ مجموع اونکے
گیارہ تھے پس اگر قبیلے کو بفرض محال واحد فرض کرین جب بہی تقلیل
حاصل نہین ہوتی جو مفاد حمل رجال بر اقل من العشرۃ ہے جیساکہ مولویصاحب
کا دعوی ہے دوسرے یہہ کہ ظاہر کلام سے ان گیارہون قبیلے کا ارتداد
فے نفس الامر یکسان معلوم ہوتا ہے گو وجوہ اوسکے مختلف ہین اور یہی
وجہ ہے کہ ایک کا حکم دوسرے پر جاری کرتے ہین چنانچہ علاوہ تین
فرقہ سابقہ کے قوم سجاح بنت منذر متنبیہ اور غطفان کی ارتداد کو
جو بوجہ نصرانیت و دعوی نبوت کاذبہ تہا شاہ صاحب نے سبکو ایک
حکم مین ڈالا اور کسیکو حتی کہ مانعین زکوۃ کو بہی مختلف عن الواجبات
نہ کہا جیساکہ مولویصاحب کہتے ہین طرفہ یہہ ہے کہ مولویصاحب بہی خود
ان دونون قبیلون کو جو یقینی مرتد تہے مانعین زکوۃ کے ہم پلہ بتاتی

ہین جو مرتد واقعی نہ تھے بلکہ تخلف عن الواجبات تھے جنکو مورد حدیث اصیحابی بناتے ہین جیساکہ تفسیر نیشاپوری سے جو نقل فرماتے ہین اوس سے ظاہر ہے تیسرے یہہ کہ مالک بن نویرہ حقیقۃً مثل سب مرتدین کے مرتد نہ تہا نہ متخلف عن الواجبات سے پس یہہ سارا دمدمہ مولویصاحب کا مالک کے بارے مین ہوا ہوگا کیونکہ مولوی صاحب اسی تخلف عن الواجبات کی بنیاد پر مالک کو مورد حدیث اصیحابی بناتے تھے اور تقریر شاہ صاحب سے وہ مرتد حقیقی قرار پایا تو مورد حدیث اصیحابی نہوا کیونکہ کفار و مشرکین و مرتدین اوسکے مورد نہین ہوسکتے بنابر تحقیق خود مولویصاحب اور مولویصاحب کے بیان سے وہ صرف مانع زکوۃ تہا نہ مرتد حقیقی اگرچہ بوجہ انکار ضروری دین ہو پس شاہ صاحب کا دعوی بارتداد مالک بہی غلط ہوا وہو مطلوب فخرج من خرج و دلج من ولج چوتھے یہ کہ خلیفۂ اول انسے مقاتلہ کرکے انکو اسلام مین لائے جس سے معلوم ہوا کہ وہ اصل اسلام سے مرتد ہوگئے تھے پانچوین یہہ کہ جناب امیر علیہ السلام مبتلا بقتال اہل قبلہ ہوئے جس سے معلوم ہوا کہ مقاتلین ابوبکر اہل قبلہ نہ تھے چھٹے یہہ کہ عرف قدیم و جدید مین مرتد منکر اصل دین کو کہتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ یہہ لوگ یعنے مرتدین مذکورین منکر اصل اسلام تھے ساتوین اگر بتاویل باطل کسی چیز کا عقائد اسلام سے کوئی منکر ہو تو وہ مرتد نہین ہے آٹھوین عن دینکم صریح ہے کہ وہ لوگ یعنے کل مرتدین خواہ وہ مرتد حقیقی ہون یا مانعین زکوۃ سے ہون سب کے سب اصل دین کے منکر تھے نوین یہہ کہ عہد خلیفۂ اول مین جو لوگ مرتد ہوئے بوجہ انکار زکوۃ کے وہ بہی حقیقۃً مرتد تھے کیونکہ منکر ضروریات دین

گویا منکر اصل دین ہے پس وہ بہی مرتد حقیقی تھے نہ متخلف عن الواجبات
وغیرہ جیساکہ مولویصاحب لکھتے ہین اوراسیوجہ سے مصداق حدیث
بناتے ہین مگرافسوس ہے کہ شاہ صاحب نے اس جملہ سے خلیفۂ دوم وخلیفۂ
اول ودیگر صحابہ کی جہالت کو ثابت کردیاکہ اونکو یہہ بہی نہ معلوم تہاکہ منکر
ضروری دین کافر ہوتا ہے جو قتل مالک کو سب ناجائز تصور کرتے تھے اور
بالخصوص خلیفۂ دوم کو ایسا اصرار تہاکہ خلیفۂ اول کو مجبور کیاکہ خالد قاتل
مالک مسلم کو قتل کرین یا رجم کرین یا معزول کرین یہانتک کہ آخر مالک کی
دیت بیت المال مین سے دلوائی اب ضرور ہے کہ شاہ صاحب بغرض
برارت ذمۂ شیخین وصحابہ عار جہالت سے اسکے قائل ہون کہ اوس
زمانے مین ضروری دین منقح نہوا تہا تو دوسرا فساد لازم آتا ہے
کماسیجئ دسوین یہہ کہ وہ لوگ جو بدولت خلیفۂ اول قتل ہوئے
خواہ بوجہ انکار زکوۃ کے مرتد ہوئے یا اصل اسلام سے وہ سب کفر
پر مرے اور یہہ امر یعنے کفر اون مرتدین کا مسئلہ اجماعی ہے بین الفریقین
اور ابن حزم یہان بہی مدعی اجماع ہین اور شاہ ولی اللہ نے بہی بڑی
شرح وبسط سے ازالۃ الخفا مین اونکے مرتد وکافر ہونے کو ثابت
کیا ہے اور قاضی عبد الجبار معتزلی صاحب مغنی نے بہی اونکو کافر
کہا ہے گیارہوین یہہ کہ مورد حدیث اصیحابی مذکور اکثر بنی حنیفہ و
بنی تمیم ہین جو لوگ بنا بر تحقیقات تمامی اہلسنت یقینی مرتد عن الدین
اور کافر تہے چنانچہ ابہی قول شاہ صاحب مذکور ہوا دوم بنو حنیفہ
اصحاب مسیلمہ کذاب چہارم بعضی بنی تمیم قوم سجاح بنت المنذر متنبیہ
زوجہ مسیلمہ کذاب اور مولوی حیدر علی نے بہی بڑی شرح وبسط سے

ارتماد مسیلمہ کو ثابت کیا ہے اور اسیوجہ سے مورد حدیث حوض
ہونے سے خارج کیا ہے بارہوین اکثر کہنا ان لوگون کو مبطل دعوے
تقلیل مولویصاحب ہے کہ وہ مدعی قلت بلکہ اقل ہین بغرض مطابقت
مفتیح حدیث تیرہوین باین بلا مبتلا گشتند کہنا شاہجی کا مشعر حصر ہے جس سے
معلوم ہوا کہ یہی دو فرقہ یعنی بنو حنیفہ و بنو تمیم مصداق اس حدیث
اصحابی کے ہین جو دونون یقینی کافر اور مرتد حقیقی تھے نہ غیر انکا جیسا کہ
مولویصاحب نے مالک بن نویرہ کو بالخصوص مورد اس حدیث اصحابی
کا قرار دیا ہے بالجملہ اس تحریر سے شاہ صاحب کی معلوم ہوا کہ وہ لوگ حقیقۃً
مرتد تھے خواہ بوجہ اعتقاد نبوت مدعیان نبوت ہو خواہ بوجہ نصرت
خواہ بوجہ انکار ضروری دین کیونکہ منکر اصول دین کو مرتد کہتے ہین اور
عرف قدیم اور جدید مین اطلاق مرتدین کا ایسے ہی لوگون پر ہے پس
معلوم ہوا کہ وہ سب مرتدین حقیقی تھے اور موت اونکی کفر پر ہوئی
اور ہرگاہ وہ لوگ مرتد حقیقی اور کافر تھے تو بنا بر تحقیق و تدقیق مولویصاحب
وہ لوگ مورد حدیث اصحابی نہین ہو سکتی کیونکہ ابھی مولویصاحب نے
بادلہ عقلیہ و آیات قاطعہ و بینات ساطعہ ثابت کیا ہے کہ کفار و مرتدین
مورد حدیث حوض نہین ہو سکتے والا مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین اور
شاہ صاحب کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنو حنیفہ و بنو تمیم جو مرتد
حقیقی ہوئے وہی لوگ مورد اس حدیث کے ہین نہ مالک بن نویرہ پس
الحمد للہ کہ انہین استاد و شاگرد کی تحقیقات رشیقہ و تدقیقات
دقیقہ سے اون مرتدین مانعین زکوۃ کا عموماً اور مالک بن نویرہ کا خصوصاً
مورد حدیث حوض ہونا باطل قرار پایا اور کرمانی و عسقلانی کی تحقیقات

جسپر مولوی صاحب کو بڑا ناز تھا خاک سیاہ ہو گئے لیکن بنا بر تحقیق
مولوی صاحب پس مثل آفتاب تابان نمایان ہے کہ وہ مورد حدیث
حوض مسلمین مقصرین فے بعض الواجبات کو قرار دیتے ہین جس سے
یہ مرتدین و مانعین زکوۃ بوجہ کفر خارج ہین لیکن بنا بر تحقیق شاہ صاحب
پس اسلیئے کہ اگرچہ اونھون نے مورد حدیث حوض ان مرتدین کافرین کو
قرار دیا ہے مگر اونکے شاگرد رشید بلکہ ارشد نے رد و دلیلون سے جو
آیات قاطعہ و بینات ساطعہ سے ہین مرتدین کافرین کا مورد حدیث
حوض ہونا باطل کیا ہے پس تقریر شاہ صاحب بہی کہ مورد حدیث وہی
مرتدین ہین باطل ہوئی چنانچہ شکل اول سے نتیجہ نمایان ہے باین طور کہ مانعین
زکوۃ مرتد حقیقی نہی اور جو مرتد حقیقی ہے وہ مورد حدیث حوض نہین
ہے پس نتیجہ یہہ ہوا کہ مانعین زکوۃ مورد حدیث حوض نہین ہین لیکن صحت
صغری پس بنا بر تحقیق شاہ صاحب ہی اور صحت کبری بنا بر تحقیق مولوی صاحب
یعنے مولوی حیدر علی پس الحمد للہ کہ انہین دونون اوستاد و شاگرد
کی تحقیقات سے بطلان اونکی اسلاف کے دعاوی کاذبہ کا ظاہر ہوا و
کفے اللہ المؤمنین القتال بہر کیف اب بقیہ عبارات مولویصاحب جو
بعد عبارت سابقہ فرمایا ہے ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ وہ مضمون بلاغت
مشحون بہی قابل تماشای اولی الالباب ہے حیث قال النون باشتمام
خلاصہ معنے عبارت فاضل کرمانی کہ بجوامع الکلم تعبیر و تقریر فرمودہ
متوجہ باید شد کہ تصغیر لفظ اصحاب باصیحاب برای قلت عدد آنہاست
وخواص و حوارین سلطان سریر ختم رسالت کہ ملازمین آن جناب
دعارفین حقوق الغالی قباب بودند و ہزاران مدائح و مناقب آنہا

بعد نزول وحی وکشف حقائق برزبان صدق ترجمان سید کافہ خلائق
گذشتہ مراد نیستند زیرا کہ ازین بزرگان بعنایت الٰہی تاخیر از حقوق
وتبدیل اخلاق حسنہ بسیئہ ہم بظہور نہ پیوستہ بلکہ ایشان اقدام نمایند
دین واسلام نمودند واساس کفر ونفاق را بانہدام رسانیدند داد
عدالت وانصاف دادند ودر صدد قلع ارکان جور واعتساف باوجود
کمال زہد وتقوی وخوف وخشیت خدا افتادند پس مصدر این تبدیل وتغییر
وتاخیر از حقوق نیستند مگر غیر بلاز مین اعراب کہ بصیرتے در دین وحظی
کامل در اسلام حاصل نکردہ بودند وبمجرد استماع خبر وفات سید کائنات
از دادن زکوٰۃ واخذ صدقات دست کشیدند بلکہ بظلمت باطنی وعدم
رسوخ دینی بمکر وحیلہ یعنے از اعذار کہ بدتر از گناہ بود پیش آوردند واز
فرضیتش بعد حیات نبوی منکر شدند وحق تلفی عباد وتاخیر از حقوق
ذمہ ایشان لازم افتاد بالجملہ از تبدیل وتحول شان کہ اسلام را بوجہ
بصیرت قبول نکردہ بودند وبعد از وفات سرور عالم علم تعنت و
عناد برافراشتند قدحی در صحابہ کبار رسید ابرار لازم نمی آید والحمد للہ
رب العالمین انتہی مقصود فاضل محبر چنانچہ لفظ خواص اصحاب
وجفاۃ اعراب برین ہر دو امر شاہد عدل است انتہی اقول اولاً
وہ عبارت فاضل کرمانی جسکی شرح مولوی صاحب نے بیان کی
ہے بنابر نقل مولوی صاحب یہہ ہے کما قال اقول اکنون عبارت
نسخہ شرح کرمانی کہ توصیفش بار بار برزبان خامہ رفتہ واز عنایات
مجددہ سبحانی نزد فقیر ورود یافتہ باید شنید تا اطمینان تام حاصل
واختلاج قلوب خاص وعام مستاصل شود محدث کرمانی میفرماید

فی کتاب الانبیاء فی باب ابراهیم الخطابی اصیحابی تصغیر الاصحاب وهو تقلیل عددهم ولم یرد به خواص اصحابه الذین لزموه وعرفوا الصحبة فقد صانهم الله وعصمهم من التبدیل ولا من الارتداد الرجوع عن الدین انما هو التاخر عن بعض الحقوق والتقصیر فیه ولم یرتد احد من اصحابه والحمد لله وانما ارتد قوم من جفاة الاعراب من المولفة قلوبهم ممن لا بصیرة لهم فی الدین وذلک لا یوجب قدحا فی الصحابة المشهورین رضوان الله علیهم اجمعین

خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ اصیحابی تصغیر اصحاب ہے واسطے قلت عدد کے اور خواص اصحاب نہین مراد ہین کیونکہ وہ محفوظ ہین تبدیل سے اور ارتداد بھی مرتد عن الدین ہونا نہین مراد ہے بلکہ تاخیر و تقصیر کیونکہ مرتد نہین ہوئے مگر جفاۃ اعراب جنکو بصیرت نہین حاصل ہوئی تھی اور صحابہ مشہور سے الحمد بعد کوئی مرتد نہین ہوا ہے پس قبل از اظہار اختلال کلام مولوی صاحب کہ شرح اس متن کی ہے وجوہ اختلال کلام کرمانی کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے پہلے یہہ کہ تصغیر کا حال قبل اسکے معلوم ہوا کہ کسطرح درست نہین ہے دوسرے یہہ کہنا کہ خواص اصحاب مراد نہین ہین غلط ہے جیسا کہ مابعد معلوم ہوگا تیسرے یہہ کہنا کہ کوئی اصحاب سے آنحضرت کے مرتد نہین ہوا محض غلط ہے کیونکہ علاوہ جفاۃ اعراب کے جنکے ارتداد پر اسی حدیث کو حمل کرتے ہین اور اونکو مورد حدیث اصحابی بیان کرتے ہین جو بنا بر تحقیق شاہ صاحب نزد اہلسنت اصحاب بھی نہین تھے کئی ایک صحابی یقینی مرتد ہوئے بلکہ اگر جفاۃ اعراب بعض واجبات کے

مقصر ہوئے تھے تو یہ صحابہ شرعی مرتد کافر ہوگئے اور اصل اسلام
سے دست بردار ہوئے چنانچہ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر میں
علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں فی تعریف الاصحاب وقولی مات
علی الاسلام فصل ثالث یخرج من ارتد بعد ان لقیہ مومنا ومات
علی الردۃ کعبد اللہ بن جحش وابن خطل وقولی ولو تخللت ردۃ ای
بین لقیہ لہ مومنا بہ وبین موتہ علی الاسلام فان اسم الصحبۃ
باق لہ سواء رجع الی الاسلام فی حیوتہ ام بعدہ وسواء لقیہ ثانیا
ام لا وقولی علی الاصح اشارۃ الی الخلاف فی المسألۃ ویدل علی
رجحان الاول قصۃ الاشعث بن قیس فانہ کان ممن ارتد اتی
بہ الی ابی بکر الصدیق اسیرا فعاد الی الاسلام فقبل منہ ذلک و
زوجہ اختہ ولم یتخلف احد عن ذکرہ فی الصحابۃ ولا عن تخریج
احادیثہ فی المسانید وغیرہا انتہی یعنے تعریف اصحاب میں موت
پر اسلام کی قید اس غرض سے ہے کہ جو لوگ بعد ملاقات آن حضرت
کے مرتد ہوگئے وہ نکل جائیں مثل عبد اللہ بن جحش اور ابن خطل کے
اور اضافہ لو تخللت ردہ یعنے اگرچہ مرتد ہوا ہو بعد اوسکے اسلام
لاوے اور اسلام ہی پر مرے خواہ بعد وفات آن حضرت اسلام
لاوے اور ملاقات کرے یا نہ کرے اس غرض سے ہے کہ نا مثل اشعث
بن قیس داخل ہو کیونکہ وہ مرتد ہوا اور خلیفہ اول کے سامنے
گرفتار ہوکر آیا ابوبکر نے اوسکا اسلام قبول کیا اور اپنی بہن کا اوس
سے نکاح کردیا چنانچہ اسیوجہ سے کل علما نے اوسکو صحابہ میں لکھا
ہے اور سب نے اوس سے احادیث نقل کیے انتہی اور اوسکے حاشیہ پر

صفحہ ۳۷ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر مطبوعہ دہلی

شاگرد رشید اونکے تحریر کرتے ہین قال الملص وکذا من روی عنہ ثم مات مرتدا بعد وفاتہ ؑ کربیعہ بن امیہ بن خلف فانہ لقیہ مومنا وروی عنہ واستمر الی خلافۃ عمر فارتد ومات علی الردۃ انتہی قال السخاوی وما وقع لاحمد فی مسندہ من ذکر حدیث ربیعہ بن امیہ بن خلف الجمحی وھو ممن اسلم فی الفتح وشھد مع النبی حجۃ الوداع وحدث عنہ بعد موتہ ثم لحقہ الخذلان فلحق فی خلافتہ عمر بالروم وتنصر بسبب شیء اغضبہ یمکن التوجیہ بعدم الوقوف علی قصۃ ارتدادہ شرح الشرح یعنے اسیطرح وہ شخص جسنے روایت کیا آن حضرت ؐ سے اور بعد وفات آن حضرت ؐ مرتد ہوا اور اوسی حالت پر وہ مرا مثل ربیعہ بن امیہ کے کہ حضرت سے ملاقات کی حالت ایمان مین اور تا خلافت عمر اسلام پر رہا بعد اوسکے مرتد ہوا اور اوسی حالت مین مرا کہا سخاوی نے کہ احمد بن حنبل نے ربیعہ بن امیہ سے روایت کیا ہے جو بروز فتح مکہ مسلمان ہوا اور رسول خدا کے ساتھ حجۃ الوداع مین شریک رہا اور حضرت سے حدیث بہی روایت کی بعد وفات آن حضرت کے بعد اوسکے خلافت عمر مین مرتد ہوا اور نصرانی ہو گیا پس شاید وجہ روایت امام احمد یہ ہے کہ وہ اسکے ارتداد سے واقف نہ تہے انتہی پس حسب تصریح ان لوگون کے معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن جحش اور ابن خطل اور اشعث بن قیس اور ربیعہ بن امیہ جو ملازمین رکاب سعادت انتساب سے تہے نہ جفاۃ اعراب سے اور سب نے بالاتفاق اونکو فرد اصحاب مین ذکر کیا ہے اور احمد بن حنبل سے امام اجل نے

اونسے روایت کیا ہے یقینی مرتد و کافر ہوئے پھر یہہ کہنا کہ کوئی صحابی رسول مرتد نہوا کیونکر صحیح ہوگا اور کتاب زین الفتی مین ہے فاما اول من تنصر فی الاسلام فانہ الحارث بن سنان یعنے پہلا شخص جو اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی ہوا وہ حارث بن سنان انصاری ہے جس سے معلوم ہوا کہ پانچ صحابی مرتد یقینی ہوئے اور دو نصرانی ہوئے اگر جفاۃ اعراب مرتد ہوئے تھے تو اونہون نے فقط اداے زکوۃ کا بدست خلیفہ انکار تہانہ یہہ کہ اصل اسلام سے مرتد ہوئے بخلاف ان صحابہ کے جن سے روایتین موجود ہین اور امام حنبل اونسے حدیث نقل کرتے ہین وہ لوگ اصل اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی ہوگئے پس اب بغیر اسکے انکو کوئی چارہ نہین ہے کہ لفظ اصحاب کو مخصوص کر دین ساتھہ خلفای ثلثہ کے جیسا کہ اصلی مقصود انکا یہی ہے اور بظاہر بغرض فریب دہی عوام عموماً صحابہ کی بزرگی کے قائل ہین جیساکہ صاحب رجوم الشیاطین نے اسکی تصریح بہی کی ہے اور تعبیہ کلام کا اختلال نظام شرح صاحب منتہی الکلام سے معلوم ہوگا کہ بنا بر تصریح عینی وغیرہ ممن لا بصیرۃ لھو فی اللہ ہین کے خود خلیفہ ثانی باآن ہمہ دانائی شریک اعظم بلکہ جزو اعظم بلکہ بے بصیرت مجسم قرار پاتے ہین لہذا سمجھ لو ہر گاہ اختلال کلام کرمانی معلوم ہوا پس مولوی صاحب کا حال بہی قابل لحاظ و لائق خیال ہے لیکن یہ کہنا مولوی صاحب کا خواص و حواریین سلطان سریر ختم رسالت مراد نہین ہین بس مراد اس سے آیا وہ اصحاب کرام ہین جو باتفاق تمامی فرق اسلامی ان اوصاف حمیدہ کے ساتھہ موصوف تھے یا وہ صحابہ مراد ہین کہ ہنوز اسلام اونکا

فائدہ حارث بن سنان انصاری کی صحابیت ثابت ہے

فائدہ خلیفہ دوم بتصریح علامہ عینی [illegible] بے بصیرت تھے

بین نزاع فریقین ہے کہ مآل کار اوسکا بجز ثبوت اسلام و یا عدم اسلام
کچھ نہین ہے پس اگر اول مراد ہے تو نعم الاتفاق ولاریب فیه عند اهل
المذاق والاتفاق خیر من النفاق والاختلاف والشقاق اور ظاہر
ہے کہ وہ صحابہ جو باتفاق فریقین بلکہ باتفاق کل فرقہ مدح اور با وصاف
حمیدہ موصوف ہین اور اخص خواص و حواری سلطان رسالت و ملازم
رکاب باسعادت و مورد ہزاران مناقب و مصدر آیات و احادیث رفیع
المراتب ہین وہ نہین ہین مگر امثال حضرت بوذر و سلمان فارسی و مقداد
و عمار و حذیفه و خزیمه بن ثابت ذو الشهادتین و غیرهم من الصحابة الکبار
ملازمی اہلبیت الاطہار کہ باتفاق فریقین ممدوح و مقبول ہین اما عند
الشیعه پس جیسا کہ خود مولویصاحب نے اسکا اعتراف کیا ہے اور جابجا
منتهی الکلام مین اون لوگون کو مقبولین اہل حق سے قرار دیا ہے اما عند
السنیه پس خود شاہ ولی اللہ نے ان حضرات کو نجبای رقبای اربع عشر
سے اپنی ازالة الخفا مین شمار کیا ہے اور فضل بن روزبہان نے انکو کہا ہے
کان فیهم من لو یتغیر ولو یبدل بعده بلا خلاف فهو من اهل النجاة
بلا نزاع الخ یعنے بعض ان صحابہ سے وہ لوگ ہین جنہون نے بعد آنحضرت
کسی امر مین تبدل و تغیر نہ کیا بلا خلاف پس وہ لوگ اہل نجات سے ہین بلا نزاع
اور اگر شق ثانی مراد ہے یعنے مقبولین فرقہ واحدہ اہلسنت تو ہنوز
کل تقاریر الحق در بارۂ عدم ایمان اونکے بحال خود قائم و برقرار ہین
بلا وقعیه اونکے متصف ہونا اون صحابہ کا ان اوصاف کے ساتھہ ناممکن
و ممتنع و محال ہے جیسا کہ ناظرین کتب سیر و احادیث پر مثل رابعة النهار
واضح و آشکار ہے اور جملہ عارفین حقوق مین بھی وہی سب کلام باقی

ہے اگر براہ اتفاق فریقین ہے تو مسلم ہے لیکن مخاطب کو غیر مفید ہے
اور اگر براہ شقاق اتفاق مقبول نہو تو اثبات اس جملہ کا اون فرعون
کے لیئے از قبیل ممتنعات ہے خصوصًا در صورتیکہ نصوص صریحہ اہما
مین موجود ہون کہ ابتدای فطرت سے تا اختتام مدت نہ وہ لوگ عارف
خدا ہوئے نہ عارف حقوق رسول اور کون کہہ سکتا ہے کہ جن لوگون کی
اکثر عمرون کا حصہ بت پرستی و شراب خواری و زناکاری مین گذرا ہو
اور بعد اسلام ظاہری ہمیشہ احکام خدا و رسول پر طعن و اعتراض کرتے
ہون اور حضرت اون پر ناراض ہوتے ہون وہ لوگ عارف بحقوق ہونگے
کیا عرفان اسیکا نام ہے کہ ہمیشہ احکام رسول پر اعتراض کرین حتی کہ خود
حضرت بقسم فرمائین کہ شرک کی ریشہ دوانی تم لوگون کے دلون مین مورچہ
کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے اور توریت کے نسخہ رو برو حضرت کے لاکر وہین
اور اوسکی طرف میلان اپنا ظاہر کرین یہانتک کہ حضرت کا بہرہ جوش غضب
سے متغیر ہو جائے اور خلیفہ اول کی نسبت ثکلتک الثواکل یعنی سوگ نشین ہوین
تیرے لیئے زنان پسر مردہ فرمائین اور حضرت اگر کسیکو بشارت دینے کا حکم
دین اور علامت واضح عطا فرمائین کہ لوگون کو یہ نعلین میری دکھا کر
بشارت دین اوسکو اس زور سے صدمہ پہونچاوین کہ چوتڑ کے بل گر پڑے
اور اگر حضرت کسی پر بمصالح باطنیہ نماز جنازہ پڑہنا چاہین تو حضرت کی ردا
مبارک پکڑکے پشت کی طرف کھینچین اور عتاب کرین اور حضرت کی نبوت
مین شک کرین اور بروز حدیبیہ سب سے زیادہ اونکو شک اور بلکہ جس سے
حضرت بحکم خدا مصالحہ فرمائین اونسے یہ حضرات آمادہ جنگ اون
کہ اگر بستر آدمی یا چالیس آدمی پاتے تو ضرور جنگ کرتے اور جبکے قبل

کرنے کا حکم[۱] تھین آن حضرت دین اوسکو قتل نکرین اور دوسری صاحب
یہ بات بنا دین کہ جو ہمسے بہتر تھا اوسنے قتل نہ کیا اور جنکا خون عام
طور سے آن حضرت حلال کرین دیدہ و دانستہ اوسکو چھوڑ دین اور بمقابلہ[۲]
حضرت کے جان نثارون اور فدویون اور صحابۂ مخصوصین سے حضرت
کے دشمن جانی کافر محض کی پاسداری کرین بلکہ ایک[۳] صاحب کی طرفداری
کرنے پر جو حضرت غضبناک ہون اور دوسرے صاحب سے مشورہ فرمائین
تو وہ بھی کفار کی طرفداری کرین اور حضرت کے غضب کا کچھہ خیال نکرین
اور حضرت اگر اونسے[۴] پوچھین کہ ہمکو کسقدر دوست رکھتے ہو تو کہین
اپنے نفس سے کم جسپر حضرت فرمائین کہ واللہ آدمی کبھی مؤمن نہین ہو سکتا
جبتک ہمکو اپنے نفس سے زیادہ دوست[۵] رکھے اور حضرت[۶] کہ لشکر اعدا
مین یکہ و تنہا چھوڑکر بھاگ جائین اور حضرت[۷] اونکو حکم قطعی دین نام بنام کہ
تم لوگ فلانے لشکر کے ساتھہ جاؤ اور عین بیماری مین جب افاقہ ہو تو پوچھین
کہ وہ لشکر روانہ ہوا وہ لوگ جو نامزد ہوئے تھے گئے مگر حضرت کا حکم نہ مانین
اگرچہ آن حضرت[۸] لعن اللہ من تخلف فرمائین یعنے لعنت خدا کی اوسپر جو
اس لشکر مین نامزدگان سے بجای اسیر بھی وہ لوگ حکم رسول کو نہ مانین
اور حسب خواہش باطل اپنے حکم خدا اور رسول کو بالکلیہ باد ہوائی تصور
کرین اور جسکو حضرت اون لوگون کا امیر و سردار بنائین اوسکی امارت
اور سرداری پر اعتراض کرین اور جسکو[۹] آن حضرت اپنی قرب وفات
مین حسب حکم خدا باہتمام شدید کہ عین اثنای راہ مین وقت نصف
النہار اونٹون کے کجاوون کا منبر بنا کر حضرت اپنا وصی اور خلیفہ اور
جانشین اور امام و مولی تمامی امت کا بنا دین کر خود خلیفہ دوم[۱۰] و صحابہ

وازواج نبی نے مبارکباد دی اوسکی خلافت اور امامت سے انکار کرین اور عین وقت وفات یا قریب اوسکے جو حضرت بکمال خیر خواہی امت و دلسوزی تمام خلقت و بغرض اشتمال منفعت دنیا و آخرت وصیت نامہ تحریر فرمانا چاہین اور فرمائین کہ کاغذ و دوات لاؤ کہ ہم وصیت نامہ تحریر کرین جسکے بعد پھر کوئی گمراہ نہو تو اوسکو روکدین اور لکھنے ندین بلکہ ایسا کہین کہ معاذ اللہ یہہ شخص غلبۂ درد سے ہذیان بکتا ہے انکی وصیت کی کیا ضرورت ہے کتاب خدا ہمکو کافی ہے اور ایسا غل غپاڑا و شور و ہنگامہ مچائین کہ وہ رسول جو مصداق اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ہے اون لوگون کو اپنی دولت سرا سے نکالدین کون عاقل یا احمق کہہ سکتا ہے کہ یہہ لوگ عارف بحقوق خدا و رسول تھے زندگی مین انکی یہہ حالت ہو بعد وفات اون سرور کائنات کے ان حضرات کی یہہ حالت ہو کہ نہ حضرت کا انکو غم ہو نہ رنج اہلبیت کی محزون رہنے پر شماتت کرین بلکہ خود اپنی احباب خاص کے مغموم رہنے پر تعجب نہ سوال ہو کہ ای طلحہ اسکی کیا وجہ کہ جب سے رسول نے وفات پائی تم زرد و ملبد مو غبار آلودہ رہتے ہو شاید اپنی ابن عم کی خلافت گران گذرتی ہے نہ اہلبیت رسول کو تسلی و تشفی دیجاوے بلکہ نہ اوس جثۂ مقدسۂ نبوی کے دفن و کفن کی فکر ہو ادھر روح مقدس نے جسم اقدس سے طرف عالم قدس کے پرواز کی اور یہہ حضرات جو منتظر وقت تھے اور اسی غرض سے لشکر اسامہ کے ساتھہ روانہ نہوئے تھے بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ بنی ساعدہ مین دوڑتے ہوئے جائین بلکہ یہہ جلدی ہو کہ ایک دوسرے کو کھینچتا جائے اور سلطنت و خلافت

ملل و نحل
مسلم بخاری
سنن و تحفۂ اثنا عشری
ملل و نحل
ازالۃ الخفاء
نصائح صفحہ ۱۲۰
منصب امامت
× × × ×

سکے لیے آپسمین دنگا اور تکرار کرین اور بیہودہ نزاعون مین آمادہ
قتل صحابی رسول ہون اور اقتلوا سعدا قتلہ اللہ کا غل مچائین اور
تحصیل دنیا مین ایسا مشغول ہون کہ تین روز تک جثہ مطہرہ رسول
بے دفن چھوڑ دین اور جب تک استحکام اساس سلطنت و خلافت
سے فارغ نہون متوجہ دفن و کفن نہون یہانتک کہ اسی دنیا طلبی
مین شریک دفن رسول نہو سکے کما فی بعض الروایات اسکے بعد بہی
تسلی و تشفی اہلبیت رسول کی فکر نہو بلکہ وہ اہلبیت رسول جو فراق مین
ایسے نبی کریم کے مشغول گریہ و بکا ہون اور ساون لوگون کے امور
دنیاوی مین شریک نہون اور حسب وصیت مشغول جمع قرآن ہون
اور شریک بیعت نہون تو اوسکے لیے ایک صاحب حکم دین کہ
جاکر قتل کرو اور دوسرے صاحب قسم کہائین کہ ہم گہر جلا دینگے بلکہ
آگ لکڑیان لیکر اوسکا گہر جلانا چاہین اور دختر رسول اور داماد رسول
اور نواسہای رسول کو عیاذاً باللہ اسی جرم کی بدولت کہ یہہ لوگ
ہماری بیعت کیون نہین کرتے چاہین کہ جلا دین اور اوس گہر مین
آگ لگا دین اگرچہ بعض اونکے عشرہ مبشرہ مین داخل ہون مگر چونکہ
تسلی بنت رسول کے لیے اوس معصومہ کے مکان مین آتے ہین اور
وہان پناہ لیا ہے وہ مفسد قرار دیے جائین اور اونکے قتل اور جلا
دینے کا ارادہ کرین اور بضعۂ رسول کو ایسی ایذا پہونچائین کہ اسقاط
حضرت محسن ہو جائے اور دختر رسول جو اپنے باپ کا متروکہ جسکو خود
رسول نے اپنی زندگی مین ہبہ کر دیا ہو مطالبہ کرے تو نہ دین جسکی
بدولت وہ پارۂ جگر رسول مدۃ العمر ناراض اور غضبناک رہے

اور تادم وفات اونسے کلام نکرے بلکہ اپنے جنازہ کی شرکت پر روادار
نہو یہانتک کہ وصیت کر جائے کہ یہہ لوگ کبھی ہمارے جنازہ پر شریک
نہون اور وہی متروکہ دوسرونکو دیدیا جائے بلکہ اگر کوئی اور صحابی کچھہ
مانگے تو بلا عذر دیدیا جائے بلکہ کفار و منافقین کے لیے بخشش عام اور
جود و فیاضی کام مین لائی جائے اور وثیقہ لکھکر حوالہ کردین مگر بنت رسول
کو ایک پارۂ زمین کے دینے مین یہہ دقت کیجاوے کہ گواہی و شاہدی
کے بعد بہی محروم رہے اور خمس کو خدا اور رسول نے حق اہلبیت نبی
مقرر کیا ہو اوس سے بہی وہ محروم کیے جائین اور خود وہ لوگ اقرار کرین
کہ داماد رسول و عم رسول ہمکو کاذب و غادر و خائن و آثم جانتے ہین
وغیر ذلک من الافعال کہ جنکا احصا یہان دشوار ہے پس ایسے لوگون
کون عاقل یا احمق بہی عارف حقوق رسول اور مصدر ہزاران مدائح اور
مناقب کہہ سکتا ہے حاشا و کلا بخدا کوئی منصف مزاج ایسون کو دوست
وخیر خواہ و عارف حقوق رسول نہ کہے گا والا ہر کافر و فاسق یقینے
انسے بڑہکر مومن کامل و عارف حقوق رسول ص قرار پاے گا ازینجاست
کہ بعض حضرات اہلسنت نے بہی مجبور ہو کر ایسون کو غیر عارف اور جاہل
ومنافق کہا ہے چنانچہ علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین فرماتے
ہین کما نقل فی تشئید المطاعن و فی کتاب الجہاد ہجر بدون
الہمزۃ و فی روایۃ الکشمیہنی ہناک ہجر ہجر رسول اللہ ص بتکرار
لفظ ہجر و قال عیاض معنے ہجر افحش ویقال ہجر الرجل اذا ہذی
واہجر قلت نسبۃ مثل ہذا الی النبی ص لایجوز لان وقوع مثل ہذا
الفعل عنہ علیہ الصلوۃ والسلام مستحیل لانہ معصوم فی کل حالۃ

فی صحتہ ومرضہ بقولہ تعالی وما ینطق عن الھوی ولقولہ عم انی
لا اقول فی الغضب والرضا الاحقا وقد تکلموا فی ھذا المواضع کثیرًا
واکثرہ لا یجدی نفعًا والذی ینبغی ان یقال الذین قالوا ماشانہ
اھجر او ھجر بالھمزۃ وبدلہا ھو الذین کانوا قریبی العہد بالاسلام
ولم یکونوا عالمین بان ھذا القول لا یلیق فی حقہ عم لانہ ظنوا انہ
مثل غیرہ من حیث الطبیعۃ البشریۃ اذا اشتد الوجع فیھم یتکلمون
غیر تحریر فی الکلام انتہی یعنے ہجر بدون ہمزہ اور بروایت کشمیہنی مین
اہجر ہجر رسول اللہ صلعم مکرر ہے کہا قاضی عیاض نے معنے ہجر کے بری بات ہے
لوگ کہتے ہین ہجر زید جس وقت کوئی ہذیان بکے عینی کہتے ہین کہ اوسکے یعنے
ہذیان کی نسبت حضرت کی طرف کسیطرح جائز نہین ہے کیونکہ نبی سے ہذیان
صادر ہونا محال ہے اسلیئے کہ وہ حضرت ہر حال مین معصوم ہین خواہ
صحت ہو خواہ بیماری کیونکہ خدا فرماتا ہے میرا نبی خواہش نفس سے کوئی
کلام نہین کرتا بلکہ کلام اوسکا بوحی ہوتا ہے اور خود حضرت صلعم نے فرمایا ہی
کہ مین خوشی اور ناخوشی مین سوای حق کے کوئی بات نہین کہتا اور اس
مقام پر لوگون نے بہت سی باتین بنائی ہین مگر کوئی بکار آمد نہین ہے
اور میرے نزدیک مناسب یہہ ہے کہ کہا جاوے کہ جنہون نے ہذیان
کی نسبت حضرت کی طرف کی اور ہجر یا اہجر کہا یہہ وہ لوگ تھے جو تازہ
مسلمان تھے اور مدارج نبی صلعم سے ناواقف تھے اور رتبہ کو پہچانتے نہ تھے
اور نہ یہہ جانتے تھے کہ ایسا کلمہ حق مین حضرت کے کہنا جائز نہین ہے
اون لوگون نے حضرت کو بھی مثل اور لوگون کے خیال کیا کہ جب درد کا
غلبہ ہوتا ہے ہذیان بکنے لگتے ہین انتہی ترجمہ کلام علامہ عینی اور ابن حجر

عسقلانی شرح فتح الباری مین کہتے ہین قلت ویظهر لے ترجیح ثالث
الاحتمالات التی ذکرها القرطبی ویکون قائل ذلک بعض من قرب دخوله
فی الاسلام وکان یعهد ان من یشتد علیه الوجع قد یشتغل به
عن تحریر ما یرید ان یقوله الخ یعنے تاویلات قرطبی سے زیادہ میرے
نزدیک ترجیح ثالث یہہ معلوم ہوتی ہے کہ قائل اس کلمہ کا وہ شخص تہا
جو قریب تر مسلمان ہوا تہا الخ پس معلوم ہوا کہ قائل اس کلمہ کا
بے بصیرت اور جاہل اور تازہ اسلام تہا کہ وہ واقف نہ تہا حضرت کے
مراتب سے اور مدارج رفیعہ سے بیخبر تہا کہ امر ناجائز کا درباره حضرت
مرتکب ہوا اور باتفاق اکثر اعاظم محدثین و علمای متدینین مثل ابن اثیر
جزری فی النہایہ و خفاجی نے نسیم الریاض و امام نووی فی شرح
صحیح المسلم و شیخ عبد الحق دہلوی فی شرح المشکوۃ وغیرہم من الثقات
جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب قائل اس جملہ کے تہے تو اب بہ ترتیب
مقدمات یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ حضرت عمر بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان
جاہل قدر نبی آخر الزمان تہے باین طور کہ حضرت عمر نے رسول کو لیہجر کہا
اور جو شخص رسول کو لیہجر کہے وہ بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل
ہے پس حضرت عمر بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل ہین وہو المطلوب
بالجملہ یہہ کلام مولویصاحب کہ جو لوگ مورد ہزاران محامد و مناقب
ہین وہ مصداق اس حدیث کے نہین ہین پس صحیح ہے جو لوگ واقعی
مصدر ہزاران فضائل و مناقب ہین وہ ہرگز مصداق حدیث خوض
نہین ہین مگر یہہ وہ لوگ ہین جو مقبول عند الفریقین و مسلم الثبوت عند
الطرفین ہین لیکن جن لوگون کو فقط آپ مصدر فضائل و مناقب

بیان کرتے ہین وہ لوگ اون فضائل و مناقب کے مصداق نہین
ہین بلکہ فی الواقع وہی لوگ حقیقۃً مورد حدیث حوض ہین جیسا کہ
بابعد بتفصیل تمام مصدر احداث ہونا انکا مذکور ہوگا پس فرق تعیین
و تشخیص مین ہے والاتفاق خیر من الاختلاف باقی یہہ دلیل جو مولویصاحب
پیش کرتے ہین زیرا کہ ازین بزرگان بعنایت الٰہی تاخیر از حقوق ہم بظہور
نپیوستہ بلکہ ایشان اقدام بتائید دین اسلام نمودند الخ پس شاید
مولویصاحب کا یہہ خیال ہے کہ درمیان تبدیل و تاخیر بعض حقوق و
اقدام بتائید دین اسلام منافات اور تناقض ہے کہ دونون ایک جا
جمع نہین ہوسکتے ہین تو پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ یہہ بزرگوار باوصفیکہ تائید
اسلام کرتے تھے مصدر احداث ہون مگر صد شکر کہ خود مولویصاحب ہی اس
دلیل کو باطل کرتے ہین چنانچہ دربارہ مالک بن نویرہ کہتے ہین وان
عنیتم بارتداد المالک المذکور انحرافہ عن بعض الحقوق و احداثہ
فی الشریعۃ مالو یؤذن بہ اللہ سبحانہ فہب انہ کان کذلک لکن
لا یمتنع اجتماع الاسلام مع ہذہ المرتبۃ یعنے اگر تم ارتداد مالک سے
یہہ مراد لیتے ہو کہ وہ بعض حقوق سے منحرف ہوا اور شریعت مین
احداث کیا پس ایسا ہی ہے لیکن اسلام کا جمع ہونا ایسے مرتبہ کے
ساتھہ محال نہین ہے پس یہی تقریر بعینہ دربارہ صحابہ مقبولین اہلسنت
بہی بطریق اولے جاری ہے کہ وہ لوگ بہی باوصف اقدام بتائید دین
اسلام جامع مرتبہ تقصیر بعض حقوق و احداث فی الشریعۃ ہوئے چنانچہ
حدیث نبوی مین بہی اسکی تصریح ہوئی ہے کیونکہ آپ خود اس حدیث
کو ازالۃ الغین مین صحیح و معتبر بیان کرتے ہین جو صحیح بخاری مین ہے

ص ۹۶

ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر وباقوام لاخلاق لھو برجال ماھم من اھلہ ازالۃ الخفا مین ہے واگر این داعیہ از دل کسے بجوشد اوراخلیفہ خاص نتوان گفت اگر فاجر ہست مصداق ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر گردد اگر فاجر نیست مثل سنگ وچوب او را تحریک کنند وتحریک او کار مطلوب بہ اثبات رسانند واو را ہیچ فضیلتی نہ جس سے معلوم ہوا کہ محض اقدام بتائید دین اسلام کرنا اور کفار سے مقاتلہ کرنا ہرگز موجب فضیلت نہین ہے جب تک شرائط دیگر کا مثل ایمان وحقیت وغیرہ کے تحقق نہو اور یہان ویسا ہی ہے کہ گو بظاہر دین اسلام کی تائید ہوئی مگر شرائط مقبولیت مفقود ہین از ینجاست کہ باوصفیکہ خالد بن ولید جو عہد رسول مین سردار لشکر ہوا اور خلیفہ اول کی خلافت بدولت اوسکے قائم رہی کہ مجاہد کہلانے لگے اور خلیفہ صاحب نے اونکو سیف اللہ کہا مگر جناب خلیفہ دوم کے نزدیک واجب القتل لازم العزل رہے اور یہی کثرت قتل ذریعہ ملامت خلیفہ دوم نے خلیفہ اول سے کہا اعزلہ فان فی سیفہ رھقا کیف یقتل مالکا ویاخذ زوجتہ کما فی انسان العیون لبرھان الدین الحلبی یعنے خدمت خلیفہ اول مین خلافت مآب نے عرض کیا کہ خالد بن ولید کو معزول کرو کیونکہ اسکی تلوار مین بڑی تیزی ہے مالک کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ پر متصرف ہوا اور تاریخ کامل التواریخ ابن اثیر مین ہے قال عمر لابی بکر ان سیف خالد فیہ رھق یعنی عمر نے ابو بکر سے کہا کہ سیف خالد مین تیزی ہے پس اگر مطلقاً جہاد کرنا اور جنگ وپیکار موجب فضیلت ہے تو پھر خالد بن ولید باوصف ان فتوحات کے اس تیزی سیف کی باعث کیون خلیفہ دوم کے نزدیک معیوب ومعتوب ٹھہرا اور فتوح شام واقدی مین ہے دربارۂ

صہ انسان العیون سریۃ خالد بن الولید الی بنی خدیجۃ ۱۲

بہ تیمیہ دربنا برد کا بر

که ابو عبیده نے خالد کو واسطے نصرت عبد اللہ بن جعفر کے روانہ کیا
تو خالد نے کہا والآن اشہدک انی جعلت نفسی فی سبیل اللہ حبسا وسوف
لحامل امیر المؤمنین اذ قال انی لا ارید الجہاد الا لاجل النمو الخ کما فی
تشیید المطاعن جس سے معلوم ہوا کہ خلیفۂ دوم نے خالد کو کہا کہ خالد
ارادۂ جہاد نہین کرتا مگر واسطے بلند نامی کے پس اگر مطلق جہاد جس طرح
ہو موجب فضیلت نہین تو خلیفہ صاحب نے کیون مذمت کی اور انکو
قلب خالد پر کیونکر اطلاع ہوئی بہرکیف اس تقریر سے بخوبی ثابت
ہوا کہ مطلق جہاد اور تائید دین خدا مین جنگ وجدال کرنا موجب
مدح نہین ہے جب تک شرائط ایمان وحقیت وخلوص نہ ثابت ہو
اور اثبات ان امور کا یہان محال ہے یہین سے ہے کہ خود شاہ صاحب
حاشیہ تحفہ مین فرماتے ہین ولا شک ان کان یشہد معہ المشاہد
ویحضر المغازی المنافق یطلب الغنائم والرقیق الدین والمرتد والشاک
الخ یعنی حضرت کے ساتھہ مشاہد ومعرکہای جہاد مین منافقین ومرتدین
وشاکین بھی شریک ہوتے تھے انکی یقینی کچھہ نہ کچھہ کسی غرض سے
ہو تائید دین ہوتی تھی پس اگر محض شرکت جہاد موجب فضیلت ہے
تو وہ منافق کیونکر بچے جا سکتے ہین اور ان امور سے اگر ہم قطع نظر بھی کرین
تو خود بنص رسول حضرت شیخین کا غیر متصف ہونا ساتھہ نصرت دین کے
ثابت ہے جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۶ مین ہے کہ حضرت نے قریش سے
فرمایا واللہ خدا اس شخص کو تم پر بھیجے گا کہ جسکے قلب کا خدا نے واسطے
ایمان کے امتحان کیا ہے اور تم لوگون کو قتل کرے گا واسطے حمایت دین کے
تو ابو بکر نے کہا یا حضرت کیا ہم ہین حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یا حضرت

ہم ہین حضرت نے فرمایا نہین لیکن یہہ وہ شخص ہے جو مرمت میرے
میرے نعل کی کرتا ہے اور اوسوقت جناب امیرؑ کو نعل مبارک واسطے
درست کرنے کے دیا تھا پس ہرگاہ بنص رسول شیخین کا ضارب علیؑ
الدین کا نہونا معلوم ہوا اور رہا بعد انشار اللہ اسلام و عدم تبدل و تغیر
مالک وغیرہ مانعین زکوۃ بتصریح تمام مذکور ہوگی پس اب شیخین و خالد
وغیرہ پر وہ حکم جاری ہوگا جو صحیح بخاری صفحہ ۶ مین ہے سمعتُ
رسول اللہ صلعم یقول اذا التقی المسلمان بسیفہما فالقاتل والمقتول
فی النار الخ یعنے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے تو
قاتل اور مقتول دونون جہنم مین ہین اور کیونکر کوئی مسلمان اسکا قائل
ہو سکتا ہے کہ جن لوگون کو نفس رسول زوج بتول مصداق علی مع
الحق والحق مع علی کاذب غادر خائن آثم جانتا ہو کما فی صحیح المسلم صفحہ
۱۵ جلد ۲ وہ لوگ کبھی مؤمن و دیندار ہونگے حالانکہ صحیح بخاری مین ہے
ص ۶ ورق کہ فرمایا حضرت نے چار علامت نفاق ہے جسمین چارون
جمع ہون وہ منافق خالص ہے اور جسمین ایک ہو اوسمین ایک شعبہ
نفاق ہے جب امانت رکھی جائے اوسکے پاس وہ خیانت کرے یعنے
خائن ہو اور جب کلام کرے جھوٹ بولے یعنے کاذب ہو اور جب عہد
کرے غدر کرے یعنے غادر ہو اور جب مخاصمہ کرے تو فجور کرے
یعنے فاجر ہو پس باوصف ثبوت ان اوصاف اربعہ کے شیخین مین
نزد جناب امیر حسب بیان خلیفہ ثانی اسلام کہان رہا بجز نفاق کے
الا ان یکون مخالفا للرسول و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین
لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جھنم

وَسَاءَتْ مَصِيْرًا لیکن یہہ کہنا مولویصاحب کا کہ پس مصدر این تبدیل وتغییر وتاخیر از حقوق نیستند مگر غیر ملازمین اعراب کہ بصیرتے دردین وحظے کامل در اسلام حاصل نکردہ بودند پس بغرض تسلیم کلام عینی وعسقلانی سے معلوم ہوا کہ خلیفۂ دوم کو وقت وفات رسالت مآب تک بصیرت کامل اور حظ وافر اسلام سے نہ تہا پس اگر صاف صاف اقرار کردین کہ وہی یا وہ بہی مصداق اس حدیث حوض کے ہین فنعم الاتفاق لیکن یہہ کہنا مولویصاحب کا وبجز واسلاع خیر وفات سید کائنات الخ پس یہہ جملہ بہی مفید آپکے مطلب کا نہین ہے کیونکہ اگر مقصود آپکا تعمیم ہے یعنے جملہ منکرین زکوۃ مصداق اس حدیث کے ہین تو موافق آپکی رائے کے مفتح حدیث کے بالمرہ مخالف ہوتا ہے اسلیئے کہ آپ وہان تقلیل کے قائل ہین جسے کہ اقل من العشرۃ مین داخل کیا ہے اور یہان منکرین زکوۃ کی تعداد سیکڑون سے بہی متجاوز ہوتی ہے جیساکہ کلام شاہ ولی اللہ سے ظاہر ہے عن قتادۃ قال انزل اللّٰہ ہذہ الآیۃ وقد علم انہ سیرتد مرتدون من الناس فلما قبض اللّٰہ نبیہ ارتد عامۃ العرب عن الاسلام الا ثلثۃ مساجد اہل المدینۃ واہل المکۃ واہل الجواثا من عبد القیس وقال الذین ارتدوا نصلی الصلوۃ ولا نزکی واللّٰہ لا نغصب اموالنا فکلموا ابوبکر فی ذلک بتجاوز عنہم وقیل اما انہم لو قد فقہوا ادّوا الزکوۃ فقال واللّٰہ لا افرق بین شیء جمعہ اللّٰہ ولو منعونی عقالا مما فرضہ اللّٰہ ورسولہ لقاتلتہم علیہ فبعث اللّٰہ بعصایب مع ابی بکر فقاتلوا حتے قتلوا واقروا بالماعون وہو الزکوۃ قال قتادہ فکنا نتحدث

ص ۱۷۶
ازالۃ الخفا

قول زید بن کعب کلوہ

ان هذه الآیة فی ابابکر و اصحابه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و
یحبونه الخ یعنی قتادہ سے منقول ہے کہ خدا نے یہہ آیت نازل کیا اور
وہ جانتا تھا کہ کچھہ لوگ مرتد ہونگے جب آن حضرت نے انتقال فرمایا تو عامہ
عرب اسلام سے مرتد ہوئے مگر تین مسجد اہل مدینہ اہل مکہ اور اہل جواثا
قبیلہ عبد القیس سے اور جو لوگ مرتد ہوئے وہ کہتے تھے کہ ہم نماز پڑھینگے
مگر زکوۃ نہ دینگے قسم بخدا کہ ہم مال اپنا غصب ہونے نہ دینگے پس ابوبکر
سے لوگوں نے کہا کہ انسے درگذر کرو بعض نے کہا اگر یہہ واقف ہوتے
تو زکوۃ دیتے ابوبکر نے کہا واللہ ہم جدا نکرینگے اوس چیز میں جسکو
خدا نے جمع کیا ہے اگر یہہ لوگ وہ ریسمان جسمین جانور باندھی جاتی
ہین ندین مفروضہ خدا سے تو ہم انسے قتال کرینگے پس خدا نے اس
لشکر کو ہمراہی ابوبکر اونپر مسلط کیا یہانتک کہ اونکو قتل کیا اور زکوۃ
اونسے لیا کہا قتادہ نے کہ پس ہم لوگ باہم خود با بیان کرتے تھے کہ یہہ
آیۂ دربارۂ ابوبکر نازل ہوا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہہ لوگ یعنی
جسقدر لوگ مرتد ہوئے وہ اصل زکوۃ کے منکر تھے اور اونہین
پر مرتد عن الاسلام کا بھی اطلاق ہوا اور سوای مکہ اور مدینہ اور جواثا
کے جتنے لوگ مسلمان تھے وہ سب کے سب بوجہ انکار زکوۃ کے مرتد
ہوئے اور بوجہ اقرار بزکوۃ پھر مسلمان ہوئے اور کتاب زین الفتی
مین ابو محمد احمد بن محمد بن علی عاصمی بذیل ذکر ارتداد حارث بن سنان
اسدی لکھتے ہین وکان اول من ارتد فاما اهل الردة فکانوا لا ینتصرون
ولا یتهودون ولا یتمجسون انما قالوا نصلی و نصوم ولا نودی
الزکوة فاما اول من تنصر فی الاسلام فانه حارث بن سنان انتهی

یعنے حارث بن سنان اول شخص ہے جو مرتد ہوا اور اہل ردۃ نہ نصرانی ہوئے تھے نہ یہودی نہ مجوسی وہ یہی کہتے تھے کہ ہم نماز پڑہینگے روزہ رکہینگے مگر زکوۃ نہ دینگے پس اس سے بہی بخوبی واضح ہوا کہ جتنے لوگ مرتد ہوئے تھے وہ اصل اسلام سے نہین مرتد ہوئے تھے بلکہ بوجہ انکار زکوۃ مرتد ہوئے اور ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین بذیل انکار ابن مسعود از قرانیت معوذتین فرماتے ہین وقد قال ابن الصباغ فی الکلام علے مانعی الزکوۃ وانما قاتلھم ابو بکر علے منع الزکوۃ ولو یقل انھم کفروا بذلک الخ یعنے قتل نہ کیا ابو بکر نے اون لوگون سے مگر بوجہ منع زکوۃ کے اور یہ نہ کہا کہ وہ لوگ کافر ہو گئے الخ پس اگر کل مرتدین کو جو بتصریح اکابر اہلسنت حقیقۃً مانعین زکوۃ سے تھے مورد اس حدیث اصحابی کا قرار دین جیسا کہ مولویصاحب نے فرمایا و بمجرد استماع خبر وفات سید کائنات از دادن زکوۃ واخذ صدقات دست کشیدند الخ تو خود اونکے کلام مین تناقض صریح لازم آتا ہے کیونکہ ابتدا مین تقلیل کے قائل ہوئے جسکو اقل من العشرۃ بنایا تہا اور اب مرتدین کی مقدار بہت کثیر قرار پاتی ہے ولا یرضی بہ عاقل فضلاً عن فاضل پس معلوم ہوا کہ مراد مولویصاحب کل افراد مرتدین مذکورین نہین ہے بلکہ مالک بن نویرہ و اصحاب اونکے مراد ہین چنانچہ مولویصاحب نے جابجا اسکی تصریح بہی کی ہے اور کل مرتدین کو نکال کر بالخصوص مالک بن نویرہ کو مع اتباع مصداق اس حدیث کا قرار دیا ہے چنانچہ ایک مقام مین ہے وان عنیتم بارتداد المالک المذکور انحرافہ عن بعض الحقوق واحداثہ فی الشریعۃ مالم یؤذن بہ اللہ فہب انہ

خفی صدق الکلام

كذلك الخ دوسرے آدم بر اثبات تبدیل وتقصیر واحداث مالک
بن نویره که بجهت انکار زکوة بر ذمه او لازم افتاد الخ تیسرے مجالس
که علماے الحق شکر الله مساعیهم فی الدین ورضی الله عنهم اجمعین
در شروح احادیث خیر الانام علیه الصلوة والسلام وغیره در
اسفار معتبره علم کلام بتحقیق والزام طرح اقامت ادله بر ردت مالک
متبعین بالمعنے المشار الیه فگنده الخ چوتھے بعد انکار مسیلمه وطلیحه
بن خویلد واسود عنبسی مرتدین کی مصداق حدیث حوض ہونے سے
فرماتے ہین پس معلوم شد که از سائر اہل رده حریفان نبی بر لعبه
مراد اند الخ علاوه اسکے تمامی منتہی الکلام مین مصداق حدیث بنانے
مین سوای مالک بن نویره کے اور کسیکا نام مذکور نہین ہے جس سے
معلوم ہوا که مولویصاحب کے نزدیک مصداق حدیث حوض تحقیقاً مالک
حضرت عمر یعنے مالک بن نویره ہے پس ہر چند اس تحقیق کا بطلان
بہی کلام شاه صاحب سے ظاہر ہے جیسا که مذکور ہوا مگر بحول الله
وقوته تعالے اب خود کلام مولویصاحب سے مالک کے مصدر
تبدیل وتغییر واحداث وتقصیر ہونے کو ایسا باطل کرتا ہون که پہر
جاے دم زدن نرہے کیونکه مولویصاحب بصارة العین مین فرماتے
ہین ودر باب بطلان خلافت یزید انچه در احادیث نبویه وتصریح اکابر اہلسنت
مذکور ست اگر مخاطب والاشان را شوق استماع آن در سر باشد مختصرش بگوش دل بشنود خرج
الرویانی فی مسنده عن ابی الدرداء قال سمعت النبی صلعم یقول اول
من یبدل سنتے رجل من بنی امیة یقال له یزید انتهی اور
ازالة الغین مین فرماتے ہین فکیف که حضرت نام یزید فرماید وخروج او

صفحہ ۹۹ منتہی الکلام

ص ۲۰۳

بنص شارع بوقوع آید و ہیچ قیدے از طرف خود افزودہ نشود
پس اول من یبدل سنتی رجل یقال لہ یزید بلا معارض ماند انتہی
جس سے معلوم ہوا کہ یزید پہلا شخص ہوگا جو تبدیل سنت رسول
کرے گا پس اگر مولویصاحب قائل ہون کہ مالک سے تبدیل وقوع
مین آیا تو تکذیب اس حدیث کی لازم آتی ہے پھر اولیت تبدیل یزید
کیونکر درست ہوگی مولوی صاحب یقینا قبول کرتے ہین پس تحریر
سابق اونکی جو دربارۂ مالک ہے یقینی منسوخ ہوگئی معذلک بنظر
مزید تسکین خاطر وقت ناظر مولوی حیدر علی ضرور ہے کہ حال مالک
کیطرف توجہ کامل کیجاے اور تحقیق حق حاصل کیجائی پس واضح ہو
کہ اس مقام پر جناب سید مرتضی علم الہدی رضی اللہ عنہ وارضاہ
نے عجب تحریر لطیف و تقریر شریف فرمائی ہے کہ اہلسنت کیلیے
راہ چارہ و تدبیر مسدود ہوگئی اور ساری حرفتین اونکی مردود
ہوگئین چنانچہ مولوی صاحب نے خود اوس عبارت کو نقل کیا ہے
اور اوسکے ابطال کے لیے کیا کیا پیچ و تاب کھایا ہے جس سے
عاجزی و زبونے اونکی نمایان ہے اور حیرانی و سرگردانی
مثل آفتاب درخشان تابان ہے وھی ھذہ عبارتہ الشریف کما فی منتہی
الکلام واما صنع خالد فی قتل مالک الخ یعنے حرکت خالد دربارہ
مالک کہ اوسکو قتل کیا اور مال اوسکا لوٹ لیا اور اوسکی زوجہ کے
ساتھہ اوسی شب مباشرت کی حالانکہ کوئی امر اوس سے ایسا ظاہر
نہو اتھا کہ وہ مرتد قرار دیا جائے بلکہ خلاف اسکا اوس سے نمایان
تھا کہ وہ مسلمان تھا اور حقیقۃ لائق اس سزا کا وہ شخص تھا جسنے غفلت کیا اوسکے

حقوق سے اور قاتل مالک یعنی خالد بن ولید پر حکم خدا کو جاری نکیا
اور خطا پر مصر رہا حالانکہ خود خالد کی خطا کا اقرار کیا اور قبل اسکے کہ
ہم اون روایات پر غور و فکر کرین کہتے ہین کہ کیونکر جائز ہے اہلسنت
کو کہ وہ اسکے قائل ہون کہ مالک باوصف اقرار بصلوۃ و صوم منکر
زکوۃ تہا حالانکہ قرآن مین دونون کا حکم ساتھہ ہی آیا ہے اسلیئے کہ
اگر وہ اسکے قائل ہون کہ مالک باوصف اقرار بصلوۃ منکر زکوۃ
تہا تو اس سے خود اونکے اصول مقررہ باطل ہوتے ہین کیونکہ یقین
معلوم تہا کہ زکوۃ و صلوۃ کا حکم شرع محمدی و دین اسلام مین یکسان
تہا پس اگر اہلسنت قائل ہون کہ مالک منکر زکوۃ تہا تو لازم آتا ہے
کہ اصول دین کے اصول دین ہونے مین قدح لازم آوے اور زکوۃ
کا ضروریات دین سے ہونا باطل ہو جائے اور اس سے زیادہ عجب
یہہ ہے کہ قاضی القضاہ صاحب مغنی کہتے ہین ایسا ہی حال تہا کل اہل
ردہ کا یعنے وہ لوگ بہی نماز پڑہتے تہے اور منکر زکوۃ تہے حالانکہ ہمنے
بیان کیا کہ یہہ امر بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت محال ہے اور خود یہہ
روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہے اسلیئے کہ جمیع اہل نقل نے روایت کی
ہے کہ جب خلیفہ اول نے لشکر واسطے قتال مرتدین کے روانہ کیا
تو اونکو حکم دیا کہ تم اذان و اقامت کہو اگر وہ لوگ جنسے لڑنے گئے
ہو وہ بہی اذان کہین اور اقامت کرین تو اونسے باز آو نہ لڑو اور
اگر ایسا نکرین تو بے تامل اونسے جنگ و جدل کرو پس خلیفہ صاحب
نے علامت اسلام کی اذان و اقامت کو قرار دیا پس یہہ کہنا قاضی
صاحب کا کہ اسیطرح تمامی اہل ردہ نماز پڑہتے تہے غلط ہوا اور خود

یہہ امر یقینی ہے کہ اصحاب مسیلہ و طلحہ وغیرہ نے خود دعوای نبوت
کیا تہا اور اصل اسلام سے رو گردان ہو گئے تھے اور نہ اسلام
کی نماز کو مانتے تھے نہ کسی دیگر احکام اسلام کو انتہی ترجمۃ کلامہ الشریف
اب اس تقریر شریف و عبارت لطیف و تحریر منیف کو ہر پہلو و
جوانب سے دیکھنا چاہیئے اور اسکی جودت و متانت پر نظر رکھنا
چاہیئے کہ کیسا اہلسنت کو محصور کیا اور عن ایمانھم و شمائلھم غضب
کردگار سے مقہور کیا مولوی حیدر علی اس سے یہہ سمجھے ہین کہ جناب
سیدہ رضا اصل ردہ مالک کو فی نفس الامر محال ثابت کرتے ہین
چنانچہ کما شریف مرتضی امام الائمہ طائفہ در کتاب شافی کہ بجواب
مغنی قاضی القضاۃ عبد الجبار معتزلی بقالب تالیف درآوردہ بمقتضائے
حبک الشئ یعمی و یصم درصدد آن شدہ کہ ردت مالک را بمعنے انکار
زکوۃ از دائرہ امکان بیرون نماید چنانچہ عبارت شریف مذکور
کہ حیر تگاہ خلائق است بچشم عبرت بین ملاحظہ باید کرد سبحان اللہ
کیا خوش فہمی ہے اور کیا لیاقت علمی جناب سید اس استحالہ قبول
روایات کو بنابر اصول موضوعہ اہلسنت ثابت کرتے ہین یا فی نفس
الامر یا بنابر اعتقاد خود سچ ہے حبک الشئ یعمی و یصم نے مولوی
صاحب کو ایسا مجبور کیا کہ اونہون نے عبارت جناب سید کو
نہ دیکھا نہ سنا دیکھیئے جناب سید خود فرماتے ہین کیف یجوز عند
خصومنا علے مالک و اصحابہ جحد الزکوۃ یعنی ہمارے فریق مخالف
اہلسنت کیونکر اسکے قائل ہو سکتے ہین کہ مالک اور اوسکے اصحاب
نے باوصف اقرار صلوۃ انکار زکوۃ کیا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ

ص ۹۱ منتهی الکلام

یہ استحالہ بنابر اصول موضوعۂ اہلسنت ہے نہ فی نفس الامر
ولعمری ذلک طریف جدًا ایسی خوش فہمی کے ساتھہ مولویصاحب
اعتراض بہی کرتے ہین چنانچہ اول اعتراض اونکا یہہ ہے نخستین
آنکہ اگر مراد از مقارنت صلوۃ وزکوۃ این معنی ست کہ اکنون ممکن
نیست کہ احدی از مردم بفرضیت احدہما دون الآخر قائل گردد
فمع انہ اغرب من کل غریب عند المنصف اللبیب مکذبش شبہہ
مشہور است کہ علمای فریقین در کتب خویش آوردہ اما کلام علمای
مخالفین پس قبل ازین گذشت واما کلام علمای اہل الحق پس درین
مقام آنچہ فخر المتکلمین امام المتبحرین در تفسیر کبیر تقریرش فرمودہ
وکنتوری در ہفوات خود نقل نمودہ بران اکتفا میرود فانظر
الی عبارتہ احتج مانعوا الزکوۃ فی زمان ابی بکر الصدیق بہذہ الآیۃ
وقالوا انہ تعالی امر الرسول باخذ الصدقات ثم امرہ ان یصلی
علیہم وذکر ان الصلوۃ سکن لہم فکان وجوب الزکوۃ مشروطا
بحصول ذلک السکن ومعلوم ان غیر الرسول لایقوم مقامہ
فی حصول ذلک السکن فوجب ان لایدفع الزکوۃ الی احد غیر
الرسول انتہی ترجمہ یعنے مانعین زکوۃ نے استدلال کیا ابوبکر
کے زمانہ مین اس آیہ کے ساتھہ اور کہا کہ خدا نے اپنے رسول کو
حکم کیا باخذ صدقات اور حکم کیا بصلوۃ اون لوگون پر اور یہہ بہی
ذکر کیا کہ یہہ صلوۃ سکن یعنے موجب رحمت ہے اون لوگون کے
لیئے اور معلوم ہے کہ غیر رسول اس بارے مین حضرت کا قائم مقام
نہین ہوسکتا تو ضرور ہوا کہ غیر رسول کو زکوۃ نہ دیجائے اور صرافت

اس کلام مولوی صاحب کی از قبیل بدیہیات ہے اسلیئے کہ جناب سید
استحالۂ انکار زکوۃ بنابر اصول موضوعہ اہلسنت ثابت فرماتے
ہین تو مولویصاحب کو ضرور تہا کہ اپنی اصول موضوعہ کو یاد کرتے
اور اس کلام کو بخوبی سمجھتے جب جو چاہتے کہتے پس ضرور ہے کہ ہم
پہلے وجہ اس استحالہ کی مولوی صاحب کو سمجھا لین بعد اوسکی اونکی
کلام کی بطلان کو ظاہر کرین علامہ سیوطی اتقان مین فرماتے ہین
کہ اصل تواتر قرآن پر ایک مسئلہ بہت مشکل امام فخر الدین نے وارد
کیا ہے کہ ابن مسعود سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ سورۂ حمد اور
معوذتین کے قرآن ہونے کے منکر تھے اور یہہ امر بہت مشکل ہے
اسلیئے کہ اگر ہم کہین کہ قرآن کو زمانۂ صحابہ مین تواتر حاصل تہا تو پہر
ابن مسعود نے جو قرآن متواتر کا انکار کیا اس سے کفر اونکا لازم
آتا ہے اور اگر کہین کہ اوس زمانہ مین قرآن کو تواتر حاصل نہ تہا
تو لازم آتا ہے کہ قرآن متواتر الاصل نہ ہے اور یہہ اوس سے
زیادہ مشکل ہے پس اس عقدۂ لاینحل کے دفعیہ کے لیئے ضرور ہے
کہ ہم قائل ہون کہ اصل روایات دربارۂ مذہب ابن مسعود بانکار
قرآنیت معوذتین و سورۂ حمد باطل ہے جب ہی نجات ہوگی والا
فلا انتہی ملخصاً و قدم سابقاً پس اسیطرح کا اعتراض یہان بھی
دربارۂ انکار مالک بفرضیت زکوۃ وارد ہوتا ہے لہذا اہلسنت
کو ضرور ہے کہ اصل روایات کا انکار کرین اور تقریر اوسکی یون ہے
کہ ہرگاہ اوس زمانے مین قرآن متواتر اور حکم صلوۃ و زکوۃ کہ
ضروریات دین سے ہے یکسان تہا اور مالک مقر بقرآن و مقیم صلوۃ

تو پہر انکار زکوۃ اوس سے کیونکر ہو سکتا ہے اسلیئے کہ اگر زکوۃ کا انکار
کیا تو لازم آتا ہے کہ کافر ہو جائے کیونکہ کہ منکر ضرور دین کافر ہے
جیسا کہ شاہ صاحب نے لکہا ہے اور کوئی اوسکو کافر نہین کہتا والا
تکذیب خلیفۂ دوم لازم آتی ہے اور جہالت اونکی ثابت ہوتی ہے
بلکہ کل صحابہ کی جہالت کیونکہ قتل منکرین زکوۃ مین سب شامل تہے
اور کسینے نہ کہا کہ بسبب انکار زکوۃ و منکر ضروریے دین ہوکر کافر ہوا
بلکہ صدر اول مین کوئی متنفس مدعی کفر مالک نہوا علاوہ مفاسد جدید
جس وجہ سے مولوی صاحب نے معنی ارتداد مین تاویل کیا اور اگرکبہی
کہ احکام قرآنی و اقتران صلوۃ بزکوۃ اوس زمانے مین متواتر نہ تہا
تو پہر اصل تواتر قرآن اور ضروریات دین کا ضروری دین ہونا باطل
ہوتا ہے والا یرضی بہ مسلم پس سوای اسکے اہلسنت کو کچہ چارہ نہین ہے کہ مثل
امام رازی اپنی اصل روایات انکار زکوۃ کا انکار کرین اور اوسکو باطل
قرار دین پس بنا بر لزوم احد الامرین الممتنعین یعنے یا اقرار بکفر مالک
بوجہ انکار زکوۃ و جہل و کفر خلیفۂ دوم یا التزام عدم تواتر قرآن و
ضروریات دین جناب سید اعلی اللہ مقامہ نے بقاعدہ اذا ابتلیت
ببلیتین اختار اہونہما فرمایا کیونکہ جائز ہے اہلسنت کو کہ اسکے قائل
ہون کہ مالک نے با وصف اقامت صلوۃ اصل زکوۃ کا انکار کیا
کہ اسکا قائل ہونا بنا بر اصول موضوعہ اونکے جائز نہین ہے پس یا
اصل روایات انکار مالک کا ادای زکوۃ سے انکار کرین یا اسکے قائل
ہون کہ مالک ادای اصل زکوۃ کا نہین منکر تہا بلکہ خلیفۂ اول کے
ہاتہہ مین دینے کا منکر تہا کہ اونکو خلیفۂ اول بحق نہین جانتا تہا اور ہرگاہ

لہ یعنی جب رد بلا دلیل نہین آدمی
واسطے ہوتا ہے تو بلا دلیل
اختیار کرتا ہے ۱۲

شق اول کو اختیار نہین کرسکتے والاصحت صحاح سقام کا بطلان لازم آتا ہے لابد شق ثانی کو اختیار کرینگے وہو المطلوب ازینجاست

منتہی الکلام صہ ۹۹

اکہ حسب نقل مولویصاحب صاحب مفاتیح مالک کو منجملہ باغیون کے شمار کرتے ہین نہ کافر نہ مرتد نہ محدث وغیرہ کذلک ابن حزم اندلسی اپنی کتاب محلی مین پس اس تقریر عدیم النظیر جناب سید سے نہ انکار ورود روایات اہلسنت دربارۂ انکار مالک ظاہر ہوتا ہے نہ انکار روایات الحق بشرط وجود صحت اونکے چنانچہ کاشف اسکا قول جناب سید ہے وقیل ان تصفح الخ یعنے قبل تلاش کرنے روایات کے ہم کہتے ہین الخ پس اس تقریر لطیف پر اعتراض کرنا مولویصاحب کا خود اعجب عجیب ہے اسلیئے کہ ہرگز جناب سید کا یہہ مقصود نہین ہے کہ وہ روایات موجودۂ فریقین کے منکر ہین جو مولویصاحب کو حاجت نقل اقوال فریقین ہو بلکہ مقصود یہی ہے کہ وہ تسلیم کیونکر کرسکتے ہین والتسلیم فرع الوجود معہذا جو عبارت مولویصاحب نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے اوس سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ مالک مذکور منکر اصل فرضیت زکوۃ ہو بلکہ وہ مدعی ارتفاع حکم مذکور ہے بوجہ ارتفاع سبب کے کہ بگمان اوسکے وجوب زکوۃ مشروط تہا ساتہہ حصول سکن کے اور حصول سکن بوجہ وفات رسول مرتفع ہے کیونکہ غیر رسول قائم مقام آن حضرتؐ ان امور مین نہین ہوسکتا تو اصل حکم زکوۃ بہی مرتفع ہوا پس اس تقریر سے بہی مالک کا منکر اصل زکوۃ ہونا ثابت نہوا غایۃ الامر یہہ کہ اشتباہ ہوا اور ایسے شبہات اکثر صحابہ کو عموماً اور خلیفۂ دوم کو خصوصاً ہوگئے ہین چنانچہ قصۂ انکار وفات رسول سے

اور تسلیم وجود روایت فرع وجود ہے ۱۲

ظاہر ہے علاوہ بران تحقیق صاحب مفاتیح کما فی منتہی الکلام وہ زمانہ زمانۂ تبدیل احکام تھا جیسا کہ فرماتے ہین فان قیل لو کان منکرو الزکوٰۃ فی زمان ابی بکر اھل بغی ولم یکونوا کفاراً فلیکن فی زماننا کذلک قلنا من انکر فی ھذا الزمان کفر بالاجماع والفرق انھم کانوا من زمن تبدیل الشریعۃ واحکامھا ولیس الآن کذلک وانھم وقعوا فی الفترۃ بموت النبی و کانوا جھالا بامور الدین بعیدا من العلماء الخ یعنے اگر کہا جائے کہ جسطرح منکرین زکوٰۃ زمانہ خلیفۂ اول مین اہل بغاوت سے تھے اور کافر نہوئے تھے تو چاہیے کہ اس زمانہ مین بہی وہی حکم ہو کہو نگا مین کہ جو اس زمانے مین منکر زکوٰۃ ہو وہ بالاجماع کافر ہے فرق یہہ ہے کہ وہ لوگ اوس زمانے مین تھے کہ احکام شریعت کی تبدیل ہوا کرتی تہی اور اب ایسا نہین ہے اور وہ لوگ بسبب وفات حضرت کے فترہ مین پڑگئے یعنے شبہہ ہوگیا اور وہ لوگ امور دین سے چندان واقف نہ تھے بلکہ جاہل تھے اور علما سے دور رہتے تھے انتہی تو بفرض تسلیم کہ وہ لوگ شبہہ مین واقع ہوئے پس منکر اصل زکوٰۃ نہوئے پھر کیف استشہاد کو یہان کوئی مناسبت نہین ہے نہ اوس سے مولوی صاحب کو کوئی منفعت ہوئی افسوس صد افسوس کلام متسق النظام جناب سید علام علم الہدی اعلے اللہ مقامہ کی رد کرنے کا حوصلہ ایسے بزرگ کو ہوا ہے جسکو نہ اپنے اصول کی خبر ہے نہ مواخذۂ فحول علما کا خوف وخطر اہل حق یعنے شیعۂ اثنا عشریہ سے مجادلہ کیلئے لباس خوارج پہنکر آمادۂ جدال ہوتے ہین اگر حضرت مولوی کو

کچھ بھی ادراک و شعور و وقوف و شعور ہوتا تو یہ اعتراضات نہ فرمائے
کیونکہ یہہ کل تقریر جناب سید اصول اہلسنت پر مبنی ہے اور
گویا اقوال صحابہ سے ماخوذ اور مروی ہے کیونکہ سیف بکری خالد
خالد بن ولید قاتل مالک عمری نے بھی اعتراض مالک سے پیش کیا
تھا چنانچہ انسان العیون برہان الدین حلبی مین ہے ویقال ان
خالداً استدعی مالک بن نویرہ وقال له کیف ترتد عن الاسلام
وتمنع الزکوٰۃ الم تعلم ان الزکوٰۃ قرینۃ الصلوٰۃ یعنی خالد نے
مالک سے کہا کہ تو کیونکر مرتد ہو سکتا ہے اسلام سے اور منع
کر سکتا ہے زکوٰۃ کو کیا نہین جانتا کہ زکوٰۃ اور صلوٰۃ ایک ساتھ
وارد ہین الخ جس سے معلوم ہوا کہ خالد نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ باوصف اقرار بصلوٰۃ تو منکر زکوٰۃ ہو سکتا ہے حالانکہ اسی جرم
انکار زکوٰۃ کے سبب سے خالد اُنے گئے تھے پس گویا کلام جناب سید
تقریر خالد سے ماخوذ ہے اب مین بکمال ادب ملتمس ہون کہ جناب
مولویصاحب یہ کل اعتراضات اپنے روبرو اپنے سیف اللہ خالد
بن ولید کے پیش کرین اور کوئی درجہ تحقیق و تصفیہ مین لپنے سیف اللہ
کے اوٹھا نہ رکھین کہ اونھون نے کیسا حمل کلام مالک حضرت عمر
سے کہا حالانکہ بقول مولویصاحب مالک نے صاف صاف انکار
زکوٰۃ کیا اور اوسکی خبر بن خلیفہ تک پہونچین جسپر خالد کی تقرری
ہوئی کہ مالک کو قتل کرین اوپر بھی خالد انکار زکوٰۃ کو مالک سے
محال ثابت کر رہے ہین وہی نقل ہے جو اکثر مولویصاحب ازالۃ الغین
مین فرماتے ہین کہ تیر تو لگ گیا ہے مگر خدا جھوٹ کرے باقی

صفحہ ۳۲۲ فی بریۃ خالد بن الولید الی بنی خذیمۃ وقد نقل فی التشیید

اس کلام کی شق ثانی جو مولوی صاحب فرماتے ہین کہ اگر مقصود شش
این است کہ حق تبارک وتعالی در جاہای بسیار ہر دو عبارت را در کتاب
مستطاب خویش جمع کردہ پیہم آورد پس مسلم است لیکن بادعای شریف
کہ استحالہ انکار مالک بن نویرہ از دادن زکوٰۃ واقرار صلوٰۃ ہست
ربطی ندارد زیرا کہ نہ بدیہی است نہ برہانی بران قائم شدہ کہ ہرگاہ دو
چیز در کلام شارع مقارن یکدیگر مذکور شود تمامی احکام وقیود دو
جہات ہر دو مساوی الاقدام باشد فکیف ہمہ مردم در ین امور
بر مسلک واحد متفق اللفظ والمعنی باشند الی آخر عبارتہ بس نہایت
لغو ہے اما اولاً پس اسلیئے کہ مخالف مقصود جناب سید ہے جیسا بیان
ہوا جب تک غرض قائل نہ سمجھے تخمینے باتون سے اوسپر اعتراض کرنا کار
فضلا نہین ہے ثانیاً مثالیۃ لمولویصاحب کہتا ہون کہ اس صورت
مین بھی کلام جناب سید نہایت متین ہے کیونکہ یہہ امر بدیہی ہے
کہ جب کوئی مدعی ہو کہ ہم حکم خدا اور رسول کو مانتے ہین اور اسلام پر باقی
ہین اور کل صحابہ بھی ایسا ہی کہین اور تسلیم کرین تو ضرور ہے کہ کل احکام
کو مانے اور قبول کرے خصوصاً اون امور کو جو ضروریات دین بھی
ہون کہ اگر ایک کا بھی منکر ہو تو کافر ہو جاتا ہے نہ یہہ کہ ایک حکم کو تسلیم کرے
دوسرے کا انکار کرے اسپر بھی اکابر صحابہ باوصف علم ویقین کہ یہہ منکر
ضروری دین کا ہے اور خلیفہ بحق اوسکے قتل کا حکم دیتے ہین کل
مہاجر وانصار اوسکو مسلمان اور مؤمن نیک اعتقاد کہین اور
اوسکی تبدیل وتغیر نہ کرینگے گواہی دین حالانکہ ہرگز کوئی شخص
ایسے کو مسلمان نہین کہہ سکتا مگر در صورتے کہ وہ اس ضروری

دین کا کوئی دوسرے معنے لگاتا ہو اور اپنی غلط فہمی سے اوسکا منکر ہو جیسا کہ ما نحن فیہ مین ہے پس معلوم ہوا کہ وہ اصل حکم کا منکر نہین تہا بلکہ اوس معنی کا منکر تہا جسے اور لوگ بیان کرتے ہین اور یہہ امر دیگر ہے از نجاست کہ چونکہ وہ بمعنی دیگر بطور تاویل یا غلط فہمی یہہ حکم لگاتا تہا اسی وجہ سے آپ بہی اوسکو کافر نہین کہتے پس غرض جناب سید یہی ہے کہ مالک منکر اصل زکوۃ نہ تہا جیسا کہ اہلسنت ظاہر کرتے ہین والا مفسدہ عظیمہ لازم آتا ہے کہ اکابر صحابہ و اکثر اہلسنت منکر ضروریات دین کو بہی مؤمن و مسلم سمجھتے ہین اور کل صحابہ اوسکے اسلام و ایمان پر متفق ہوئے اور اوسکے قاتل سے آمادہ اخذ قصاص ہوئے پس ضرور ہے کہ واسطے دفع کرنے اس بلا کے اہلسنت اون روایات کو جو درباب انکار زکوۃ ہے قبول نکرین مثل انکار فخر رازی دربارہ روایات انکار ابن مسعود قرانیت حمد و معوذتین سے والا اسلام خلفا و دیگر صحابہ بین بنا بر اصول اہل سنت کلام لازم آتا ہے والکلام کذلک ثالثاً مقارن صلوۃ سے مصطلح شرعی یا تصدق مراد ہونا خارج از بحث ہے سہ ہر سخن جای و ہر نکتہ مقامی دارد۔ اسیوجہ سے جو مولویصاحب نے تعریض طرف آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ و یؤتون الزکوۃ وھم راکعون بنا بر لفظ یؤتون الزکوۃ کیا ہے اور تشنیعات لاطائلہ سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے قلم انداز کیا جاتا ہے خصوصاً درصورتیکہ مورد اوس تشنیع و تعریض کے

فریقین ہون کیونکہ اکابر مفسرین اہلسنت نے بہی نزول اس آیہ
کریمہ کو جناب امیر علیہ السلام کے بارے مین روایت کیا ہے جسکو
شوق اس مبحث کے مطالعہ کا ہو وہ بوارق موبقہ و رجینیزہ
جناب سبحان علی خان مرحوم و صدیقہ سلطانیہ جناب سید العلماء
و عبقات الانوار فے امامۃ الائمۃ الاطہار ملاحظہ کرے انشاء اللہ
بعد مطالعہ ان کتابون کے پہر حوصلہ تعریض و تشنیع کا باقی نرہیگا
الا ان یکون خارجاً عن الاسلام یہان عبارت تفسیر کبیر امام المتکلمین
فخر الدین رازی پر اختصار کیا جاتا ہے و ہذہ عبارتہ و الثانی
روی عطاء عن ابن عباس انہا نزلت فی علی بن ابیطالب ع روی
ان عبد اللہ ابن سلام قال لما نزلت ہذہ الآیۃ قلت یا رسول اللہ
انا رأیت علیاً تصدق بخاتمہ علی محتاج و ہو راکع فنحن نتولاہ
و روی عن ابی ذر انہ قال صلیت مع رسول اللہ ص یوماً صلوۃ الظہر
فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ الی السماء و
قال اللہم اشہد انی سألت فی مسجد الرسول ص فما اعطانی احد
شیئاً و علی ع کان راکعاً فاومی الیہ بخنصرہ الیمنی و کان فیہا خاتم
فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم بمرأی النبی ص فقال اللہم ان اخی
موسی سألک فقال رب اشرح لی صدری الی قولہ و اشرکہ فی
امری فانزلت قرآناً ناطقاً سنشد عضدک باخیک و نجعل لکما
سلطاناً اللہم و انا محمد نبیک و صفیک فاشرح لی صدری و یسر لی
امری و اجعل لی وزیراً من اہلی علیاً اشدد بہ ظہری قال ابو ذر فواللہ
ما اتم رسول اللہ ہذہ الکلمۃ حتی نزل جبرئیل فقال یا محمد اقرء

انما ولیکم اللہ و رسولہ الی آخرها انتهی موضع الحاجة یعنی
عطا نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آیۂ انما ولیکم اللہ در بارۂ
علی بن ابی طالبؑ نازل ہوا اور عبداللہ بن سلام سے منقول ہے
کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو مینے عرض کیا یا رسول اللہ مینے دیکھا ہے
کہ جناب امیرؑ نے حالت رکوع مین انگشتری مبارک کو تصدق فرمایا
ایک محتاج پر اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روز
مینے حضرت رسول خدا کے ساتھ نماز ظہر پڑھی ایک سائل نے
مسجد نبوی مین کچھ سوال کیا کسینے اوسکو کچھ نہ دیا پس سائل نے
ہاتھ اپنے آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا خداوندا گواہ رہنا مینے
مسجد رسول مین سوال کیا کسی نے کچھ نہ دیا اوسوقت حضرت علیؑ
رکوع مین تھے پس سائل کیطرف انگشت مبارک سے اشارہ کیا اوسمین
انگشتری تھی سائل نے وہ انگشتری نکال لی اور یہ امر روبروی
آن حضرتؐ واقع ہوا پس فرمایا حضرتؐ نے پروردگارا برادر میرے
موسیٰؑ نے تجھسے عرض کیا کہ ہمارے سینہ کو کشادہ کر اور ہارون کو
وزیر میرا بنا اور شریک امر قرار دے پس تو نے قرآن ناطق نازل
کیا کہ قریب ہے ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ساتھ مضبوط کرینگے
اور تم دونون کو غلبہ دینگے خداوندا مین محمد ہون نبی تیرا اور صفی تیرا
پس کشادہ کر صدر میرا اور ہمارے امور کو سہل کر اور ہمارے
اہل سے علیؑ کو وزیر میرا بنا اور بسبب اوسکے پشت میری قوی کر
حضرت ابوذرؓ کہتے ہین قسم بخدا ابھی دعا حضرت کی تمام نہ ہوئی
تھی کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور آیۂ انما ولیکم اللہ لائے انتھے

افسوس ہے مولویصاحب کے حال پر کہ اپنے یہان کی روایات
پر نظر نہین کرتے اور ناحق و ناروا تشنیع کرتے ہین اب اس
روایت کو جو تین صحابی سے منقول ہے ملاحظہ کرین اور جو چاہین
کہین مگر یہہ بھی یاد رہے کہ منکر خبر واحد کافر ہے پس یہہ خبر جو
متواتر یا قریب بتواتر ہے اوسکے منکر کا کیا حال ہوگا ثالثاً یہہ کہنا
مولویصاحب کا مقصود ازین تقریر برارت ذمہ مالک نسبت
کہ تبریۂ اینگونہ تردامنی خارج از امکان است موجب خندۂ
سرشار ہے کیونکہ مالک ان لوگون کے کب خواہان اس احسان
کے ہین اسلیئے کہ اوس مالک نے اپنے مملوکہ خلیفہ دوم و عبد اللہ
بن عمر و طلحہ و سعد و ابو قتادہ وغیرہ کی شہادتون سے برارت
کلی اپنی حاصل کر لے اور تردامنی خلیفۂ اول و سیف اللہ کو باقرار
خود خلیفہ بخطای سہ گانہ خالد و استیفای دیت من بیت المال
ثابت کر دے اور اپنی بے جرمی کی فارغخطی لے لی ہے کہ ناحق و
ناروا مالک خلیفۂ دوم مقتول ہوا اور قاتلین و حاکمین و راضین
بالقتل پر الزام خون ناحق مسلمان کا دھر گیا وکفی بذلک لہ فخراً
وفازشرفاً و ذخراً لیکن دوسرا اعتراض مولوی صاحب کا
جسکو ان الفاظ سے بیان کیا ہے دوم آنکہ اگر مطلب این است
کہ ممکن نیست کہ شخص مجتہد بوجوب احد ہما دون الآخر حکم کند پس
اثبات پایۂ اجتہاد برای مالک خویش بذمۂ اولیای شریف
مرتضی خواہد بود و این از جملہ مستبعدات بلکہ محالات است چہ
از روایات و عبارات علمای جانبین قبل ازین معرض وضوح آمدہ

ص ۹۲
منتہی الکلام

کہ مالک بجہت ضعف اسلام و مخالفت امام از حدود الٰہی و واجبات
شرعی تجاوز کردہ ہرگز لیاقت اجتہاد نداشت پس بسبب سلب
امکان حکم بفرضیت احدہما و جحد و فرضیت الآخر از شخصی کہ بمرتبہ اجتہاد
نرسیدہ باشد لازم نمی آید کہ مالک و مملوکین او کہ بلا ریب مخالف
اصحاب کبار و اہلبیت اطہار اخیار بودند چنانچہ آنفاً گذشتہ اگر
بوجوب نماز قائل باشند ضرور است کہ بوجوب زکوٰۃ ہم قائل
شوند بلکہ بعنت و انحراف و حرص شان کہ بروایات فریقین ثابت
اقتضای آن دارد کہ از ادای زکوٰۃ سر باز زنند و از نماز دست
برندارند چنانچہ گفتہ اند کہ قرآن بر سر زبان است و زر میان جان
بیت بر بناری چو خر در گل بمانند + وگر الحمد خواہی صد بخوانند +
پس دلیل کمال فہم و ذکاء و عقل رسای حضرت مولوی ہے اما اولاً
پس ہرگاہ مطلب شریف جناب سید نہایت واضح ہے کہ بنابر
اصول موضوعہ سنیہ یہ الزام لگتا ہے تو مثل حائکین کے ایسے کے
کیت مین گم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اون اصول موضوعہ کا
اپنی انکار کرنا اس الزام کے عذاب سے نجات پائین ثانیاً ہرچند
غرض جناب سید نہ اثبات اجتہاد مالک ہے بنابر اعتقاد اہلسنت
نہ انکار وجود روایات لیکن ہرگاہ خود مولوی صاحب نے کلام جناب سید کو
بوجہ اپنے خوش فہمی کے اس محمل قبیح پر حمل کرتے ہین تو مین بھی
متابعۃً گوش گزار کرتا ہون کہ اگر مقصود آپکا یہ ہے کہ بنابر اصول
اہل حق مالک کا اجتہاد ثابت نہیں ہے جیسا کہ قبل اسکے کہا ہے
و بحمد اللہ کہ مملوکان مالک و طرفداران آن بے نصیب و ہالک

ص ۹۹

بر اثبات اجتہاد ایشان قدرتے ندارند کہ محصل اوسکا یہہ ہے اگر مالک
منکر خلافت ابوبکر و مقر بخلافت جناب امیرؑ تہا تو ضرور تہا کہ اطاعت
خلیفۂ اول بنابر مسئلہ تقیہ کرتا اور زکوۃ اونکے عمال کے حوالہ کرتا
پس بسبب ترک تقیہ یہہ سزا ملی اور بوجہ اسکے کہ مخالفت جناب
امیرؑ کی کہ حکم خلیفہ نہ مانا تو فاسق ٹہرا اور فاسق مجتہد نہین ہوسکتا انتہی
محصلاً تو اس سے آپکو کوئی فائدہ نہین کیونکہ بنابر مذہب اہل حق
آپکے خلفا و صحابہ و مجتہدین کا بہی اجتہاد ثابت نہین ہے بلکہ خطا
و کفر و نفاق اونکا مسلم ہے پہر اس سے آپکو کیا فائدہ ملا باقی مخالفت
تقیہ کو جو مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مقصود اونکا تعریض و تشنیع
ہے تقیہ پر پس خود صحیح بخاری مین ہے التقیۃ الی یوم القیمۃ
اور وجوب تقیہ عند خوف الضرر ہے نہ مطلقاً پس ممکن ہے کہ مالک
حضرت عمر کو خوف ضرر نہ ہو اور موافقت سعد بن عبادہ جو مصادیق
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم سے تھے باعث قوی اسکا ہو
ہو کہ یہہ اقتدا بہی موجب اہتدا ہے اور مخالفت جناب امیر
علیہ السلام اوسوقت ثابت ہوگی کہ آپ اسکو ثابت کرین کہ بعد مصالحہ
جناب امیرؑ با ابوبکر مالک نے مخالفت کی ہو اور یہہ امر محال ہے
کیونکہ جناب امیرؑ کا بیعت نہ کرنا چہہ مہینے تک خود صحیح مسلم اور صحیح بخاری
سے ثابت ہے اور قتل مالک قبل اوسکے واقع ہوا جیسا کہ خود مولوی
صاحب نے فرمایا ہے کہ بفور استماع خبر مصیبت اثر رحلت نبوی
مالک نے ادای زکوۃ سے انکار کیا پس معلوم ہوا کہ مالک بمتابعت
جناب امیرؑ اوسوقت تک مخالف خلیفہ رہا حتے کشد آنچہ شد فاین الفسق

بر تقیہ اعتراض

اور شاہ ولی اللہ نے بتصریح تمام مخالفت جناب امیرؑ اور نہ موافقت
کرنا صحابہ کا اس قتل مین ازالۃ الخفا مین لکھا ہے پس دعاوی باطل
مولوی صاحب باطل ہوئے وقد یجئ فیما بعد ایضاً انشاء اللہ اور
اگر مقصود یہ ہے کہ بنابر اصول موضوعہ اہلسنت مالک کا اجتہاد
ثابت نہین ہے تو محض غلط ہے کیونکہ ہرگاہ عموماً ہر صحابی آپ کے نزدیک
مجتہد مسلم ہین تو اس صحابی کے مجتہد ہونے مین کیا عذر ہے جسکو
بہ نسبت دیگر صحابہ مقبولین آپکے مرتبہ ریاست وعہدہ اخذ صدقات
بہی عہد رسول سے حاصل تہا کیونکہ ریاست بغیر قابلیت ناممکن ہے
ثالثاً ہرگاہ خالد بن ولید کا قتل مالک مین باقرار خلیفہ اول واتفاق
دیگر صحابہ خطا کرنا ثابت ہے جیسا کہ بیت المال سے دیت دینا کاشف
اسکا ہے تو ضرور اجتہاد مالک مع الصواب آپکے نزدیک ثابت ہوگا
رابعاً ہرگاہ زنان پردہ نشین جنکو خود جاہل ونافہم ونادان بہی کہتے
ہین مجتہد ہون اور استنباط مسائل کرین جسپر خلیفہ دوم فرمائین
کل الناس افقہ من عمر حتی العجایز تو اس صحابی جلیل القدر رئیس
مقرر کردہ رسول کے اجتہاد مین کیا عذر ہے خامساً ہرگاہ غاصبان
خلافت علوی وباغیان امیر مؤمنان بلکہ محاربین ومقاتلین نفس
رسول منان کا عموماً اجتہاد آپکے یہان مسلم ہے تو پہر اجتہاد مالک
بخطا ہو یا صواب آپکو کیا عذر رہے سادساً ہرگاہ ابن ملجم ملعون
باوصف کہ صحابی بہی نہ تہا آپکے یہان بالاتفاق مجتہد علی الاطلاق ہو جیساکہ
سابقاً مذکور ہوا بلکہ عمر بن سعد ملعون بہی بسبب اسکے کہ وہ قاتل
جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا تہا آپکے یہان صدوق وثقہ مجتہد

قرار پایا تو مالک کو بوجہ عدم بیعت ابو بکر کون کہہ سکتا ہے کہ مجتہد
نہ تہا ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین قال ابن معین
فی عمر بن سعد کیف یکون من قتل الحسین ثقة انتہی اقول
رحم اللہ من انصف و العجب ممن یخرج حدیثه فی کتبهم مع علمهم
بحاله ثم کلام میرک وفیه انه لم یباشر قتله ولعل حضوره مع
العسکر کان بالرای و الاجتهاد و ربما حسن حاله وطاب ماله
و من الذی سلم من صدور معصیة عنه وظهور زلة منه
فلو فتح هذا الباب اشکل الامر علی ذوی الالباب انتهی مابه هف یعنے
کہا ابن معین نے دربارہ عمر بن سعد کہ قاتل جناب امام حسین علیہ السلام
کیونکر موثوق ہو سکتا ہے پہر کہتے ہین خدا رحم کرے صاحبان انصاف
پر مگر تعجب ہے اون لوگون سے جو عمر بن سعد سے روایات اپنی
کتابون مین نقل کرتے ہین حالانکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف ہین
شارح ملا علی کہتے ہین کہ یہہ کلام قابل اعتبار نہین ہے کیونکہ وہ
خود مباشر قتل نہوا اور ممکن ہے کہ عمر سعد بقوت اجتہاد یہ حاضر لشکر
ہوا ہو اور باجتہاد رای یہہ کام کیا شاید اسکے بعد اوسکا حال اچہا
اور مآل اوسکا خوب ہو علاوہ بران کون ایسا ہے جو معصیت اور
لغزشون سے مبرا ہو اگر ایسے امور کا اس بارے مین خیال ہو تو بڑی
مشکل ہوگی انتہی اور سابقاً توثیق عمر بن سعد او شمر بن ذی الجوشن
قاتل جناب سید الشہدا اروحی لہ الفدا و علیہ آلاف التحیة و الثنا ہی
نزد اہلسنت مذکور ہوئے فتذکر سابقاً ابہی آپ نے کلام ابن امام کا
نقل کیا ہے جسمین استدلال کرنا مالک کا آیہ قرآنی سے اپنے دعوی پر

مذکور ہے اب اس سے بڑھکر کیا اجتہاد ہوگا حتے کہ باتفاق ارباب
سیر و تواریخ و احادیث خلیفۂ اول اوس استدلال کو قطع
نہ کرسکے جیساکہ جملہ قسمیہ و اللہ لاقاتلن سے ظاہر ہے پس کیونکر
ممکن ہے کہ حضرات اہلسنت مالک حضرت عمر کے اجتہاد سے منکر
ہوسکین و المجتہد قد یصیب و قد یخطی یعنے مجتہد کبھی خطا ہوتا ہے
کبھی صواب تو مقبولۂ اہلسنت ہی باقی رہا مخالفت امام پس اسکا
اثبات ذمۂ مولویصاحب ہے کہ بدلائل اسکو ثابت کرین جو
کسیطرح ممکن نہین ہے لیکن یہہ کہنا کہ مقتضای لعنت و حرص یہی
ہے کہ پابند نماز رہین اور بوجہ حب مال ادای زکوۃ سے انکار
کرین پس بہ نسبت خلفای ثلثہ بھی یہی تقریر بشبہی زائد زیادہ تر
قابل قبول ہے کہ باوصف بقا بر ظاہر اسلام و بجا آوری احکام
حرص و ہوای دنیانے ایسا متوالا کیا کہ غصب حقوق آل نبیؐ پر
آمادہ و مستعد ہوگئے اور حکومت و سلطنت کے نشہ نے ایسا
بدحواس کیا کہ بے اختیار ہوکر جلب سلطنت و خلافت پر تل گئے
پس جیسا دربارۂ مالک باوصف اقرار الصلوۃ انکار زکوۃ کے
وجوہات آپ بیان کرتے ہین جو سراسر خلاف واقع ہے کما یتضح
من بعد وہی وجوہ بلکہ بشئے مزید ارتداد اصطلاحی خلفا مین
جاری ہین مگر فرق یہہ ہے کہ دربارۂ مالک ادعای محض و افترای
بحت ہے اور دربارۂ خلفا مطابق واقع صحیح و درست جیساکہ
کہ امام غزالی نے بھی رسالہ سر العالمین مین اسکی تصریح فرمائی ہے
فافہم و تذکر و لاتکن من الغافلین لیکن تیسرا اعتراض قولہ سوم انکہ سلمنا

که وجوب زکوٰة ضروری دین است لیکن آنها زکوٰة را بعد از وفات
شریف مشروط بعضی از شروط پنداشتند و بجهت انحراف و
عدم رسوخ بر قواعد اسلامیه علم تعنت و عناد برافراشتند و گفتند
از افات الشرط فات المشروط پس حکم باین که ممکن نیست انکار زکوٰة
از شخصی که وجوب نماز را قبول کرده باشد از عجائب ترهاتست
موجبۂ آنکه اگر سلب امکان مذکور را آخین فی الاسلام است
فهو مسلم لکنه لایجدیه نفعًا و اگر بسبیل عموم است فیکفی فی تکذیبه
ماروی عند الفریقین حیرانم که مقتضیات عقل رزین و دانش
دوربین که تمیز خطا از صواب کار اوست از حضرات متشیعین در
وقت مناظره چرا مسلوب میشود انتهی سراسر حسرت خیز و تحیر آمیز
ہے اگر مولوی صاحب کلام جناب سید نہ سمجھے تھے تو اوس پر
اعتراض کرنے کیا چلے سابقًا مقصود جناب سید بوضوح تمام
مذکور ہوا کہ باوصفیکہ تم قائل اوسکے اسلام کے ہوا ور معترف
ہو کہ وہ قائل بہ نماز تھا تو اب اوسکا منکر زکوٰة ہونا کیونکر جانتا
ہوگا بغیر اسکے کہ اوسکو کافر کہیں کیونکہ منکر ضروری دین کافر
ہے اور ہرگاہ اوسکو کافر نہیں کہہ سکتے تو ضرور ہے کہ ان روایات
کو باطل قرار دین زیادہ ترجای حیرت بلکہ حسرت یہہ ہے
کہ مولوی صاحب بہوس ابطال کلام جناب سید عالی مقام
ایسے حواس باختہ ہوگئے کہ بے سروپا باتین فرمانے لگے کیونکہ
سابقًا خود بیان فرما چکے ہین کہ وہ لوگ حیات رسول کو شرط
زکوٰة جانتے تھے چنانچہ کلام اپنے امام کا اسی مادہ مین نقل فرمایا

اور یہان بہی کہا کہ بعد وفات رسول اونہون نے کہا کہ اذا
فات الشرط فات المشروط پس اب یہہ کہنا مولوی صاحب کا لیکن
آنہا زکوۃ را بعد از وفات شریف مشروط به بعض از شروط
میدانستند کیسا لغو اور مہمل ہے گیا مولوی صاحب کو یہہ بہی خبر
معلوم ہے کہ شرط مشروط سے مقدم ہوتا ہے یا مولوی صاحب
اون لوگون کو بہی مثل خلیفۂ دوم قائل بحیات یا رجعت جناب
رسالت مآب جانتے ہین کہ جب وہ حضرت پہر زندہ ہونگے
تو ہم زکوۃ دینگے بالجملہ اس تقریر سے بہی اصل انکار زکوۃ نہین
ثابت ہوا بلکہ غلط فہمی اونکی اور خطا فی الاجتہاد اونکا معلوم
ہوا کہ وہ لوگ اصل زکوۃ کے منکر نہین تہے بلکہ بقاعدۂ اذا
فات الشرط فات المشروط سقوط فرضیت زکوۃ کے قائل ہوئے
اور ظاہر ہے کہ اصل انکار زکوۃ اس سے نہین ثابت ہوا پس رد
کرنا روایات انکار زکوۃ ضرور ہوا اذ ہو المطلوب اور یہہ جو کہا کہ
کہ اگر سلب امکان از راسخین فی الاسلام است الخ پس محض وہم
ہے کیونکہ راسخین فی الاسلام سے کوئی بحث ہی نہین ہے بلکہ
جن لوگون کو آپ منکر زکوۃ بیان کرتے ہین اونکے بارے مین
گفتگو ہے کہ وہ روایات انکار زکوۃ بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت
قابل قبول نہین ہے ولا لزم المفاسد العدیدۃ کما مر مرارا اور
یہہ جو کہا اگر بر سبیل عموم است فیکفی فی تکذیبہ مار وی عند
الفریقین پس از قبیل خبط ہے جناب سید کب منکر ہین کہ روایات نہین
اس بارے مین منقول نہین ہین جو یہہ شاہد تکذیب ہو خود

تحریف در عبارت مولوی صاحب

جناب سید نے فرمایا قبل ان تتصفح الخ لینے قبل تلاش روایات
اور رہیہ فرع اقرار بوجود ہے ہزارون روایتین آپکے یہان مناقض
ایک دوسرکے موجود ہین اس سے کیا ہوتا ہے جیسا امام فخر رازی
نے ابطال روایت انکار ابن مسعود پر مدار تواتر قران رکھا ہی
ویسا ہی یہان بھی زکوٰۃ کا ضروری دین ہونا اور مالک کا
اسلام پر باقی رہنا موقوف ہے ابطال روایات انکار پر اور
تشنیعات جو مولویصاحب نے بیان کیے ہین مفاد انکا بجز اظہار
کمالات مولوی صاحب کچھہ نہین ہے کیونکہ بقول استاد
خود مصداق ان تشنیعات شیعہ کے خود بدولت ہین اسلیے
کہ یہہ حضرت کلام جناب سید پر معترض ہین اور معترض لامذہب
لہ قول شاہ صاحب ہے پس حضرت مولوی کا بیمذہب ہونا اس
بخوبی ثابت ہوا من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ لیکن جو تہا
اعتراض بالاختصار یہہ ہے چہارم آنکہ اگر از ہمناعت شریف
مرتضی کہ در نقل وصیت حیش بعض از الفاظ را انظر بمصلحتہا
سانحہ از میان برداشتہ قطع نظر ہم نمائیم باز مفید مدعاے
او نیست زیرا کہ در صحاح روایات مرویست کہ حضرت فاروق
وامثالش با صدیق اکبر در وقتے کہ ارادۂ قتال مانعین زکوٰۃ
بالہام ربانی در دل او تصمیم یافت مناظرہ کردند وگفتند کہ حدیث
نبوی حکم میکند کہ جان و مال کلمہ گو محفوظ ماند و تو بر خلاف آن
ارادۂ قتل داری ابوبکر صدیق جواب داد آیا خاتمہ این حدیث
را یاد ندارید کہ فرمودہ مگر آن قتل کہ بحق کلمہ متعلق باشد

ص ۹۳ منتہی الکلام

وزکوة حق کلمه هست بانه تجداهر که میانه نماز و زکوة فرق خواهد کرد
با وی مقاتله خواهم نمود پس اصحاب کبار رای جهان آرای
او را بر چشم گذاشتند و برای قتل بجان و دل برخواستند پس حالیا
اگر بر فرض و تسلیم وقت انفاذ جیش و نصب رئیس که تنبیه
اهل انحراف عموما بفرستادنش منظور بود از وجود و عدم انکار
زکوة حرفی نزنند و برطبق سنت سنیه خیر البریه علیه آلاف
الصلوة والتحیه امر فرمایند که تا بر قومی که تا زند هنگام استماع
بانگ نماز دست از غارت و قتل باز دارند والا داد قتل و غارت دهند
ولالتی بران نمیکند که کسی دران وقت انکار از ایتاء زکوة نکرده
باحدی الدلالات الثلث فان عدم الذکر لیس دلیل العدم علاوه
ذکر اذان و صلوة و عدم ذکر منع زکوة مشعر بران است که مقصود
بالذات از فرستادن لشکر قتال و استیصال اهل ردت شرعی
که اکثر دعوی نبوت آغاز کردند و از شریعت خلیع العذار گردیدند و
تنبیه و تادیب مانعین زکوة مقترن صلوة ضمیمه آنست سخت حیرانم
که چون انکار زکوة که از اعراب سرزده در صحاح خصوصا صحیح بخاری
مندرج باشد و علمای فریقین بروایتش تعرض کنند شریف مرتضی
در انکار آن غیر از تجاهل در مناظره قاضی عبد الجبار کدام باعث بود
واین جحد و انکار اگر فقط بروایات خویش هست پس قطع نظر از مخالفت
واقعی کما عرفت بر مخالفین شریف چگونه حجت تواند شد کما لا یخفی
علی الوضیع والشریف و اگر بروایات مخالفین اوست پس روایات
آنها بندای بلند آواز میدهد که او البته سر از دادن زکوة باز زده گو

در وقت قدوم لشکر ظفر پیکر برای پاک دامنی خویش حیله با انگیخته باشد
وانچه شریف مذکور در قول صاحب مغنی اعنی وکذا سائر اهل الردة
گفتگو کرده قابل آن نیست که طلبه علوم دینی بحل آن پردازند زیرا که
مراد از سائر ارباب ردت مسیلمه کذاب و دیگر مدعیان نبوت کافه بود
عابدین اصنام نیستند بلکه افراد قوم دیگر که مماثلت مالک داشتند
پس معنی کلامش این است که مالک بن نویره چنانکه از زکوة انکار کرد
همچنین باقی اهل رده فلا التباس ولا غبار و ازینجاست که در کلام
صاحب مغنی هرگز از وجود و عدم مسیلمه کذاب و طلیحه و عنسی خانه
خراب عینی و اثری پیدا نمی شود کلامش و اثر در قوم مالک است
که ریاست اخذ صدقات بر آنها داشت وهم کسانیکه از جماعتهای دیگر
اتباع او اختیار کردند و نگر هیچ این طرفه صناعت دیگر است که شریف
مرتضی عبارت خصم خود را بر غیر محل و صور خیالیه خویش فرود آورده
و در پی نقض آن شده و پر ظاهر است که اگر اینچنین حیله ها و تجاهلها بکار
نمی برد چگونه عند الجهال مشهور میشد که شریف از عهده جواب سبکدوش
و فارغ البال گردیده و چگونه ضخامت کتاب او بده جزو متوسط میرسید
فکیف که از شصت هم متجاوز باشد و اگر کسی را در کلام مکثرین خلائق هنوز
شبهه باقی ماند باید که عبارت قاضی مذبور که خود شریف در کتاب
شافی آورده و قلم در کف خویش داشته ملاحظه فرمایند و آن عبارت این است
شبهة اخری لهم و ذکروا قصة خالد بن الولید فی قتل مالک بن نویرة
ومضاجعته امرأته من لیلته وان ابا بکر ترک اقامة الحد علیه
وزعم انه سیف من سیوف الله سله الله علی اعدائه مع ان الله تعالی

قد اوجب القود وحد الزنا عموماً وان عمر نبّهه وقال له اقتله فانه
قتل مومنا ثم قال الجواب عن ذلك ما قاله شیخنا ابو علی وهو ان
الردة ظهرت من مالك بن نویرة لان فی الاخبار انه رد صدقات
قومه علیهم لما بلغهم موت رسول الله ص کما فعله سائر اهل الردة
فاستحق القتل ثم قال فان قیل کان یصلی قیل له کذلك سائر
اهل الردة فانما کفر بامتناع من الزکوة واسقاط وجوبها دون
غیره انتهی کلام المولوی **اقول** موجب صد تحیر بلکہ ہزاران تحسر ہے
کہ باوصفیکہ مولوی صاحب امام المتکلمین اہلسنت ہین کیون ایسی بے تکی
باتین کرتے ہین اعتراض جناب سید قاضی کے اس فقرہ پر ہے وکذلك
سائر اهل الردة یعنے مثل مالک کے سب اہل ردہ نماز پڑہتے تھے اوسپر
اعتراض جناب سید فرماتے ہین کہ اگرچہ بنابر اصول اہلسنت قبول سوا اثبات
انکار زکوة مع الاقرار بالصلوة محال ہے مع ذلک یہہ قول قاضی بدووجہ
باطل ہے پہلے یہہ کہ باتفاق ارباب نقل ابوبکر نے وقت روانگی لشکر حکم
دیا کہ اگر آواز اذان سنو تو جنگ نکرو جس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ مقر
بصلوة نتھے بلکہ منکر نماز تھے اسیوجہ سے خلیفہ نے علامت اسلام اذان
کو قرار دیا دوسرے یہہ کہ بالیقین معلوم ہے کہ مسیلمہ وغیرہ مرتدین مدعیان
نبوت نے بالکلیہ احکام شرعی سے دست برداری کی تہی پس معلوم ہوا کہ وہ
لوگ منکران صلوة تھے نہ مقران جیسا کہ قاضی کہتے ہین یہہ خلاصہ اعتراض
جناب سید ہے بر کلام قاضی وکذلك سائر اهل الردة اس تقریر عدم
التنظیر پر اعتراض مولویصاحب یہہ ہے کہ جناب سید نے بنابر بعض مصلحت
سانحہ بعض الفاظ کو نقل وصیت بکری سے حذف کیا مگر چونکہ مولویصاحب نے

اون الفاظ محذوفہ و ساقطہ کو بنابر بعض مصلحت سانحہ مذکور نکیا لہذا
قابل التفات نہین ہے معہذالک بتصریح شاہ عبدالعزیز صحت اس نقل
کی مسلم ہے کیونکہ تحفہ مین فرماتے ہین ذکر جواب طعن قتل مالک مین انچہ
درکتب معتبرہ فن سیر و تواریخ ثابت است سرایا باطراف و جوانب
فرستاد و بر طریقہ مسنونہ جناب پیغمبر فرمود تا بر سر قومی کہ بتازند
اگر آواز اذان ازان قوم بشنوند دست از قتل و غارت باز دارند الخ مختصر

ص ۲۳ تحفہ اثنا عشریہ

اب براے خدا غور فرمائیے کہ عبارت جناب سید عزیز مین مطابق
اس نقل کے ہے یا مخالف کہ فرماتے ہین وقد روی جمیع اهل النقل
ان ابابکر وصی الجیش الذین انفذهم بان یوذنوا ویقیموا فان
اذن القوم الذین بازاهم واقاموا کفوا عنهم الخ یعنے جمیع اہل نقل
نے روایت کی ہے کہ ابوبکر نے اوس لشکر کو جسے روانہ کیا تہا وصیت
کی کہ اگر وہ لوگ جنسے لڑنے گئے ہو اذان و اقامت کہین تو باز رہو
اونسے الخ اب براے خدا دونون عبارت کو ملاکر فرمائیے مطابقت
ہے یا مخالفت یہہ حال ہے مولوی صاحب کی صداقت بیانی کا ثانیاً
مناظرہ صحابہ کا ساتھہ ابوبکر کے دربارہ قتال مانعین زکوۃ خصوصاً
حضرت عمر کا مسلم ہے لیکن سب کا جواب خلیفہ اول کو تسلیم اور قبول
کر لینا ممنوع ہے کیونکہ بعد قتل مالک خلیفہ دوم نے خلیفہ اول پر
اعتراض کیا اور خالد سے قصاص لینے کی مستدعی ہوئی کہ یا قتل کرو یا رجم
کر دیا معزول کرو جسکا جواب خلیفہ صاحب نے یہی دیا تاول فاخطأ
لا اشیم سیفا سلہ اللہ اور جناب امیرؑ و دیگر صحابہ بہی اس اعتراض
مین شریک تہے پس اگر عند المناظرہ سب نے راے خلیفہ کو تسلیم کر لیا تہا

تاول فاخطأ

تو اب اعتراض کرنا کیونکر جائز ہوا پس یہ قول مولوی صاحب کا کہ کبار
صحابہ رای جہان آرای او را بر سر و چشم گذاشتند بھی غلط ہوا
ثالثاً بفرض تسلیم کہ تنبہ اہل انحراف عموماً منظور بود علامت انحراف
بھی عموماً بیان کرنا ضرور تھا جس سے معلوم ہو کہ وہ لوگ فلان امر سے
منحرف ہین اور وہ علامت بنابر جامعیت ایتای زکوۃ ہے کہ منکرین
زکوۃ و مرتدین حقیقی دونو مین قدر مشترک ہے مگر خلیفہ نے یہ
علامت نہ قرار دی بلکہ اذان و اقامت کو علامت قرار دیا کہ جو اذان
نہ کہے اوس سے لڑنا اور جو کہے اوس سے نہ لڑنا پس معلوم ہوا کہ وہ
لوگ اصل نماز سے منحرف تھے تو یہ قول قاضی کہ مثل مالک کل اہل ردہ
مقر بہ صلوۃ و منکر زکوۃ تھے غلط ہوا اور مولویصاحب کے ہواخواہی
بدہواہی ہوئے باقی رہا یہ کلام کہ وصیت اذان برطبق سنت
سنیہ خیر البریہ اسپر نہین دلالت کرتی کہ اوسوقت کوئی منکر
زکوۃ نہین تھا خرافت محض ہے کیونکہ انکار زکوۃ سے اب کوئی بحث
نہین ہے مقصود اثبات انکار اہل ردہ ہے ادای صلوۃ سے
اور وہ اس وصیت بکری سے ثابت ہوا وہو المطلوب فبطل
قول القاضی لکن ذلک سائر اہل الردۃ یعنی کانوا یقیمون الصلوۃ
پس قول قاضی باطل ہوا کہ مثل مالک تمامی اہل ردہ نماز پڑھتے
تھے رابعاً تقریر مولویصاحب بذیل علاوہ مفید مطلب جناب سید
ہے کیونکہ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مقصود اصلی قتال اہل ردہ
شرعی تھا جو منکر صلوۃ و زکوۃ دونون تھے یہ کہ مثل مالک صرف
منکر زکوۃ و مودی صلوۃ تھے پس اس سے بھی تقریر

قاضی باطل ہوئی جو اونہون نے سبکو مثل مالک تاراک الصلوٰۃ کہا تہا و ہو
المطلوب تماشا حیرانی کی کوئی وجہ نہین ہے جناب سید کو تو ہرگز
اس سے انکار نہین ہے کہ روایات اہلسنت مین خصوصاً صحیح بخاری
مین انکار مالک اداے زکوٰۃ سے منقول نہین ہے بلکہ غرض جناب
سید یہہ ہے کہ تم اون روایات کو بنا بر اصول موضوعہ اپنے تسلیم کیونکر
کر سکتے ہو اسلیے کہ اس بنیاد پر مالک کا کافر مطلق ہونا لازم آتا ہے
اور تم اسکے قائل نہین ہو پس ضرور ہے کہ اصل روایات کی صحت
سے انکار کرو اس تقریر سے یہہ سمجھنا کہ جناب سید منکر وجود روایات
کذائی ہین دلیل کمال خوش فہمی ہے والناس اعداء ما جہلوا استادنا
اسی عبارت مغنی وکذلک سائر اہل الردۃ مین یہہ کل تقریر ہوئی
پہر اوسیکو مولوی صاحب کہتے ہین کہ اس قابل نہین ہے کہ طلبۂ علوم
ادہر متوجہ ہون تو ناحق مولوی صاحب نے اسقدر سر مغزن کی الی آخر فرع
اگر اپنی تقریر کو مولوی صاحب ایسا سمجہتے ہین تو بجا و درست ہے
کہ خرافت اوسکی طلبہ علوم پر ظاہر و ہویدا ہے تابعایہ زیرا کہ مولوی
صاحب کا محض غلط ہے کیونکہ خود جو عبارت مغنی نقل کرتے ہین
اوسمین ہے انہ ردصدقات قومہ علیہم لما بلغہ موت رسول اللہ
کما فعلہ سائر اہل الردۃ یعنے اوسنے رد کیا زکوٰۃ کو بعد وفات آنحضرتؐ
جیسا کہ رد کیا تمامی اہل ردہ نے فان قیل کان یصلے قیل لہ کذلک
سائر اہل الردۃ یعنے اگر کہا جائے کہ مالک نماز پڑہتا تہا تو کہا جائیگا
کہ اسیطرح تمامی اہل ردہ کا حال تہا پس ان دونون عبارتون سے
بخوبی معلوم ہوا کہ سائر اہل ردہ نے زکوٰۃ واپس کیا تہا اور تمامی

مرتدین نماز پڑہتے تہے کیونکہ ایک جگہہ مالک مشبہ ہے اور سائر
اہل ردہ مشبہ بہ دوسری جگہہ برعکس اسکے اور تخصیص بافراد قوم
دیگر کہ مماثلت مالک داشتند محض بے وجوہی بلکہ از قبیل چیستان ہی
کیونکہ اصل مماثلت ہی کے باعث سے یہہ تقریر ہورہی ہے اوسپر یہ کہنا
کہ مماثلت مالک داشتند کس درجہ لغو ہے ثامنًا یہہ صحیح ہے کہ کلام
مغنی مین تصریح مسیلمہ وغیرہ کی نام بنام نہین ہے مگر اسمین بہی
کوئی عذر نہین کہ عبارت کذلک سائر اہل الردۃ مین وہ بہی داخل
ہین جسکو کوئی عاقل انکار نہین کرسکتا فضلا عن فاضل الایہہ کہ قائل
بعدم ردہ اون لوگون کے بہی ہون باقی یہہ کہ کلام قوم مالک مین دائر
ہے پس مسلم ہے مگر قاضی جی اوسی مالک کو مشبہ و مشبہ بہ دیگر مرتدین
یقینی الردۃ کا قرار دیتے ہین کہ مثل مالک ہی کے سائر اہل ردہ
جنکی ردۃ یقینی تہی مقر صلوۃ تہے اور متبوعیت مالک و تابعیت
دیگر اقوام کلام قاضی سے ہرگز نہین ظاہر ہوتی کیونکہ وہان توصاف
یہی مرقوم ہے کہ مالک نے مثل سائر اہل ردہ زکوۃ کا انکار کیا اور
مثل مالک کے سائر مرتدین نماز پڑہتے تہے پس برعکس ارشاد مولوی صاحب
مالک کا تابع ہونا در بارہ انکار زکوۃ ثابت ہوا نہ متبوع ہونا جو یہ قول
مولوی صاحب وہم کسانیکہ از اتباعہای دیگر اتباع او اختیار کردہ
اند صحیح ہوسکے باقی رہی بیہودہ تقریرین مولوی صاحب کی دربارہ
اظہار لیاقت جناب سید پس قابل ریشخند ہے نہ لایق التفات
دانشمند کیونکہ فضل و کمال جناب سید مرتضی علم الہدی رضی اللہ عنہ
مسلم و مقبول بین الفریقین ہے امام یافعی تاریخ مراۃ الجنان مین

بنسبت جناب سید فرماتے ہین کان اماما فی علوم الکلام والادب
والشعر یعنے تھے وہ جناب امام بیچ علم کلام اور ادب وشعر کے
اور فاضل رشید ایضاح لکافۃ المقال مین اپنے کو معتقدین فضل وکمال
وتبحر جناب سید رضی اللہ عنہ سے قرار دیتے ہین پس اب حق مین
مولوی صاحب کے کیا گذارش کرون کہ اپنے رشید المتکلمین کے
معتقد علیہ کے حق مین ایسے کلمات موجب کن امور کے ہین الیس
منکم رجل رشید مین بہی بکمال ادب التماس کرتا ہون کہ برای خدا
ورسول وخلفا کلام مغنی جسے مولوی صاحب نقل فرمارہے ہین
اوسکو ملاحظہ کرین کہ کسیطرح اس تقریر سے مناسبت رکھتا ہے
یا نہین غالبا کوئی ذی فہم اس تاویل باطل کو مولوی صاحب کے
قبول نکرے گا بعد اسکے جو مولوی صاحب خود اپنی خوش فہمی پر
متنبہ ہو کہ فرماتے ہین منشار عثرت ووہم شریف مرتضی آنست
کہ بادراک محل صحیح کہ عبارت قاضی بران محتوی است وفریقین روایت
کردہ اند متوجہ نشدہ **شعر** اذا لم یکن للمرء عین صحیحۃ ٭ فلا
غرو ان یرتاب والصبح مسفر اکنون بدانکہ عبارت مذکور دو محمل
دارد یکی آنکہ تقریرش در صدر گذشت دوم احتمالی کہ مدار
اعتراض شریف است وشک نیست کہ ہرگاہ تخیل فاسد او را باد
قاطعہ باطل کنیم لامحالہ اول متعین خواہد بود باید دانست کہ خیال
فاسد شریف در معنی عبارت صاحب مغنی کہ بقید قلم آمد این است
کہ مالک بن نویرہ بمجرد استماع خبر وفات رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم صدقات را بر قوم خود رد کرد چنانچہ سائر اہل ردت

ص ۹۶

مثل مسیلمه وطلیحه وغیره همه صدقات را بر قوم خویش باز گردانیدند وادای نماز وابای
زکوة مختص بمالک نه بود بلکه متنبیان مذکور ودگر اهل ارتداد هم سالک این طریق
وشارب این رحیق بوده اند ودر بطلان آنچه که شریف مرتضی ازین تلقاء النفس
متفوه بان شده چند دلیل قاطع در عبارت مغنی واقع است والطف ازهمه
آنکه شریف هم بمدلول آن اقرار دارد ولیکن در فهم معنی صحیح
وحمل عبارت بر مطلوب بجهت عصبیت رو براه نمی آرد حالا آن
دلائل را بسمع اصغا بشنو اول آنکه خلاصه اوسکا یه هے که وس
دینا زکوة کا فرع اسکا هے که مسیلمه وغیره متولی صدقات رها هو
حالانکه کسی اخبار وآثار سے اسکا ثبوت نهین هوتا بلکه خلاف اوسکے
فریقین مین مشهور هے که مسیلمه نے آن حضرت کو ایک مکتوب
لکها من مسیلمة رسول الله الی محمد رسول الله الخ جسکا جواب
آن حضرت نے یه لکها من محمد رسول الله الی مسیلمة الکذاب
الخ که بعد اوسکے پیچ وتاب کها کر اوس شقی نے لاکه آدمی کو جمع کرکے
قصد مقاتله آن حضرت واستیصال شریعت غرا کیا اور طلیحه
ابن خویلد کا عروج وخروج بعد وفات آن حضرت هوا که مدعی
نبوت هوا اور بهت سے اعراب گرد اوسکے جمع هوئے اور بعد
محاربه خالد بن ولید شام کی طرف فرار کر گیا اور گاهے اوسکو
تولیت صدقات نه حاصل تهی اور اسود عنسی شعبده باز وساحر
تها که اوسنے بهی لشکر عظیم جمع کیا دربارۂ قتل اوسکے اختلاف
هے که آن حضرت کے عهد مین قتل هوا یا زمانه ابی بکر مین مگر کبهی
اوسکو تولیت صدقات نهین حاصل تهی انتهی مختصر الکلام المولوی

اقول عقلائی عالم کو صلا ہے اور ارباب بصیرت کی دعوت
بر ملا ہے کہ اس تقریر عدیم النظیر پر مضحکہ کرین اور بسوے
قائل ریش دراز ذکر ین سبحان اللہ جس تقریر کو کوئی عاقل باور
نکرے اور نہ لفظ قائل مساعد ہووے تو مولوی صاحب کے نزدیک
احتمال اول اور صحیح قرار پائی اور جو مطلب کہ مثل نصوص و اضح
و ظاہر ہوا وسکو مولوی صاحب دور از عقل و خارج از وہم
تصور کرین فے الحقیقۃ خوب کہا ہے ؎ اذا لم یکن للمرء عین
صحیحۃ ✣ فلا غرو ان یرتاب والصبح مسفر ✣ جو احتمال کہ مولوی
صاحب کے نزدیک قوی ہے وہ از قبیل المعنے فی ابطن الشاعر
ہے بخلاف احتمال دیگر کہ ہر عربی دان یہی سمجھے گا چنانچہ فقیر اوس
عبارت کو دوبارہ نقل کرتا ہے اور لفظی ترجمہ لکھے دیتا ہے
جسکے بعد پھر کسی کو شک و شبہہ باقی نرہے ناظرین سے امیدوار
معافی ہون عبارت قاضی یہہ ہے ان الردۃ ظہرت من مالک بن
نویرہ لان فی الاخبار انہ رد صدقات قومہ علیہم لما بلغہم
موت رسول اللہ ص کما فعلہ سائر اہل الردۃ فاستحق القتل ثم
قال فان قیل کان یصلی قیل لہ کذلک سائر اہل الردۃ وانما
کفر با متناع الزکوۃ واسقاط وجوبہ دون غیرہ ترجمہ تحقیق کہ
ردت ظاہر ہوئی مالک بن نویرہ سے اسلیے کہ خبرون مین آیا ہے
کہ مالک نے اپنی قوم کی زکوۃ کو اون پر واپس کیا جسوقت خبر وفات
رسول پہونچی جیسا کہ سائر اہل ردہ نے کیا تہا پس اسیوجہ سے مستحق
قتل ہوا پہر کہا پس اگر کوئی کہے کہ مالک نماز پڑہتا تہا تو اوسکا جواب

یہہ ہے کہ اسیطرح سائر اہل ردہ نماز پڑہتے تہے اور مالک نہین
کافر ہوا مگر بوجہ منع کرنے زکوٰۃ کے اور اوسکے وجوب کے
ساقط کر دینے کے نہ دوسرے سبب سے انتہی اب ناظرین منصفین
خود غور کر لین کہ یہہ عبارت مطابق مقصود مولوی صاحب ہے
یا مطابق فہم جناب سید بہلا کوئی عاقل یہہ سمجہہ سکتا ہے کہ سائر
اہل ردہ سے کوئی فرقہ خاص مرتدین کا کسی قسم خاص کے ساتہہ
مراد ہے نہ کل مرتدین اوس زمانہ کے جیساکہ مولوی صاحب کہتے ہین
بلکہ صاف صاف مطلب اس عبارت کا وہی ہے جو جناب سید سمجہے
ہین کہ قاضی صاحب کل اہل ردہ کو مثل مالک نماز پڑہنے والی کہتے
ہین نہ بعض کو کیونکہ لفظ سائر اہل ردہ شامل ہے کل مرتدین بعد
الرسول کو خواہ ارتداد اونکا بوجہ انکار زکوٰۃ ہو یا بوجہ عبادت اصنام
یا بوجہ ادعای نبوت کاذبہ جیساکہ شاہ عبد العزیز صاحب نے بہی آیہ
ومن یرتد منکم مین کل مرتدین کو داخل کیا ہے بغیر تفرقہ وجوہ
ارتداد حالانکہ بعض بوجہ ادعای نبوت کاذبہ اور بعض بوجہ عبادت
اصنام اور بعض بوجہ منع زکوٰۃ مرتد ہوگئے تہے مولویصاحب نے
جناب سید کی تردید مین کئی ورق کتاب کے سیاہ کیے اسقدر تطویل
لاطائل کیا نہ مطلب جناب سید سمجہے نہ اپنے قاضی کی غرض تک پہونچے
چونکہ خلیفۂ اول پر یہہ اعتراض ہوتا تہا کہ اونہون نے ایک مسلمان
یعنے مالک بن نویرہ کا خون ناحق کیا اور باوصف تنبیہ صحابہ وخود
خلیفۂ دوم حضرت عمر خالد سے نہ قصاص لیا نہ قتل کیا نہ رجم کیا لہذا
اس الزام کے رفع کے لیئے قاضی ماضی نے چاہا کہ مالک کے ارتداد کو

ثابت کرین اور مرتدین حقیقی مثل مسیلمہ وغیرہ کے مساوی بتادین
کہ دونون منکر زکوۃ تھے اور دونون مقر صلوۃ تاکہ مالک بھی مثل
اون مرتدین حقیقی کے واجب القتل قرار پائے اور خلیفہ کا گلا
الزام سے چھوٹ جائے یہہ غرض قاضی ہے اور مولوی صاحب
صرف اس غرض سے کہ کلام سید پر اعتراض ہو جائے تیر لگے
یا نکہ مسیلمہ وغیرہ یقینی مرتدین کو اس مماثلت سے خارج کرتے ہین
اور لفظ سائر اہل ردہ کو اقوام مالک وغیرہ مانعین زکوۃ مین دائر
بلکہ منحصر کرتے ہین اب خود مولوی صاحب کو مین حکم قرار دیتا ہون
کہ فرمائین اس صورت مین الزام خلیفہ کے سر سے رفع ہوگا یا اور
بڑھ جائیگا کیونکہ پہلے فقط مالک تھا اب اور لوگ بھی شریک
مقتولین ہوئے اسلیئے کہ وجہ اعتراض یہی تھا کہ مالک باوصفی کہ
مسلمان تھا اور نماز خوان تھا خلیفہ نے اوسے قتل کرایا پس اگر اور
لوگ بھی ایسے نکلے تو معترض ضرور کہیگا کہ یک تشد دو شد اور یہی
سمجھی رفع الزام بغیر اسکے نہین ہو سکتا کہ مالک کو مشابہ یقینی مرتدین
مثل مسیلمہ وغیرہ بنائین تاکہ دونون کا ایک حکم ہو جیسا کہ قاضی نے
کہا اب مقصود جناب سید ابطال مساوات مالک و مرتدین حقیقے
ہے کہ یہہ کہنا تمہارا کہ مثل مالک کے وہ مرتدین حقیقے تھے منکر زکوۃ
و مقر صلوۃ تھے باطل ہے کیونکہ کسیطرح یہہ نہین ثابت ہوتا کہ مسیلمہ
وغیرہ قائل ہون کسی حکم کے ساتھ احکام شریعت سے بعد ارتداد
تا مساوات مطلوب ثابت ہو پس کلام قاضی باطل ہوا اور الزام قتل
مالک خلیفہ کی گردن پر بنا رہا اور مولوی صاحب کی تاویل خود اپنی آپ

بیچ گئی ہوئی کیونکہ جواز قتل مقرین صلوۃ تو خود امر متنازع فیہ ہے یہان بس
نتیجہ اس تاویل کا یہی ہوا کہ اعتراض کا بار دو بالا ہو گیا بار یک خرنشد
بلکہ دو خرہان اگر مولوی صاحب اسکے قائل ہون کہ فقط مالک بن
نویرہ ہی و اتباع اوسکے منکر زکوۃ تھے نہ دیگر مرتدین یعنے مدعیان
نبوت وغیرہ بلکہ وہ لوگ مقر بزکوۃ تھے تب البتہ اونکو زیبا ہے کہ
یہہ تقریر کرین اور کلام جناب سید پر اعتراض کرین و الا از قبیل
گوز شتر ہوگا نہ لائق التفات اہل نظر باقی مولویصاحب جو در بارۂ
مسیلمۂ کذاب اسقدر دراز نفسی فرماتے ہین اور تطویل لاطائل سے
حجم کتاب کو بڑہا کے لیاقت اپنی جہال پر ثابت کرتے ہین مفاد اوسکا
بجز ظہور جہالت کے کچھہ نہیں ہے کیونکہ مقصود اونکا اگر اس تقریر
سے یہہ ہے کہ جناب سید یہہ فرماتے ہین کہ مثل مالک مسیلمۂ کذاب
بہی متولی صدقات تہا تو دروغ محض ہے پہلے اس امر کو کلام جناب
سید ہمام سے ثابت کر دین تب طالب جواب ہوون نہ قاضی کا یہہ
مطلب ہے نہ جناب سید نے اسپر اعتراض کیا ہے اور اگر یہہ خوش
فہمی لفظ کذلک سائر اہل الردۃ سے ہے جو عبارت قاضی مین ہے
تو پہلے مولوی صاحب اپنے تو فرقے کو جنہیں یقینی بوجہ منع زکوۃ
مرتد کہتے ہین متولی صدقات ہونا و در ریاست بطاح کا اونسے
مفوض ہونا ثابت کرین تا مساوات مطلوب مولویصاحب ثابت
ہو تب تقریر در بارۂ مسیلمہ پیش کرین و ہو غیر ممکن اور اگر مقصود
مولویصاحب اس عبارت طویل و عریض سے یہہ ہے کہ مسیلمۂ
کذاب کبھی مسلمان ہی نہوا کیونکہ منع زکوۃ فرع اقرار باسلام ہے

اور نہ خلیفہ اون سے بوجہ انکار زکوۃ لڑے جیسا کہ سیاق کلام مولوی صاحب دلالت کرتا ہے تو ہر چند فضیلت قتل مرتدین اور معالکہ ہے کیونکہ جب مسلمان ہی کبھی نہوا تو پھر مرتد کیونکر کہلائیگا معذالک اپنے علامہ نور الحق کی تیسیر القاری کو ملاحظہ کریں کہ اوسمیں صاف لکھا ہے و زکوۃ رکنے از اسلام است ہر کہ از اداء آن امتناع آرد کشتنی ست چنانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بمسیلمہ کذاب دریں باب قتال کرد انتہی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مسیلمہ مسلمان تھا چونکہ اوسنے منع زکوۃ کیا تھا اسوجہ سے خلیفہ اوس سے لڑے اسیطرح دربارہ طلیحہ واسود عنسے بھی پہلے کلام جناب سید سے ثابت کریں کہ وہ ان دونوں کو مرتد بوجہ منع زکوۃ فرماتے ہیں تب یہہ تقریر پیش کریں حالانکہ خود جناب سید اسیوجہ سے قاضی پر اعتراض کرتے ہیں کہ قاضی صاحب ان ثلثہ کو بھی سائر مرتدین کیطرح مانع زکوۃ و مقر بصلوۃ بیان کرتے ہیں بقولہ وکذالک سائر اہل الردۃ اوسپر جناب سید اعتراض کرتے ہیں کہ قد علمنا ان اصحاب مسیلمۃ وطلیحۃ وغیرھما ممن ادعی النبوۃ وخلع الشریعۃ ما کانوا یرون الصلوۃ ولا شیئا مما جاءت بہ شریعتنا یعنے یہہ معلوم ہے کہ مسیلمہ وطلیحہ وغیرہ مدعی نبوت ہوئے تھے اور تارک شریعت نہ نماز کو مانتے تھے نہ دوسرے حکم کو احکام شریعت سے پس بعد اسکے یہہ تطویل مولویصاحب کی از قبیل فوات حمیری وضرطات بعیری ہے وبخن کہ نطول الکلام بردہ مگر عجیب تر مضمون یہہ ہے کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں

یہ کیسا طرز بیان ہے ... بنظیر جناب مولوی ... سید ... علی

اما طلیحہ بن خویلد کہ عروج وخروج او بعد وفات شریف اتفاقی ست یعنی طلیحہ کا عروج وخروج بادعای نبوت بعد وفات آن حضرت اتفاقی ہے حالانکہ خود اوستاد انکے چھوٹے شاہ صاحب انکی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ تحفہ مین ہے در آخر عہد پیغمبرؐ سہ گروہ مرتد شدند اول بنو مدلج قوم اسود عنسی ذو الحمار کہ در یمن دعوای نبوت کردہ بدست فیروز دیلمی کشتہ شد دوم بنو حنیفہ اصحاب مسیلمہ کذاب کہ در ایام خلافت خلیفہ اول بدست وحشی قاتل امیر حمزہ کشتہ شد سوم بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد متنبی کہ حضرت پیغمبرؐ خالد را براو فرستاد واو از دست خالد گریختہ بشام رفت و در عاقبت ایمان آورد اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین بذیل عبارت طولانی فرماتے ہین شرح این حادثہ آنکہ در اواخر ایام آن حضرتؐ سہ فرقہ از عرب مرتد شدند ذو الحمار عنسی درمیان مدلج دعوای نبوت کرد آن حضرتؐ بجانب معاذ بن جبل وجمعی از مسلمین نامہ نوشت یہانتک کہ کہا وطلیحہ اسدی درمیان اسد مدعی نبوت شد ہم در حیات آن حضرتؐ وبعد انتقال وی الی آخرہ مختصرا یہ حال ہے مولوی صاحب کی دعوی اتفاق کا کہ طلیحہ کے دعوی نبوت کو بعد وفات آن حضرتؐ اتفاقی کہا حالانکہ خود شاہ عبد العزیز وولی اللہ نے اسکو باطل کر دیا کہ بالاتفاق قائل ہین کہ ارتداد اونکا عہد نبویؐ مین ہوا اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تو یہانتک صاف کر دیا کہ خود حضرتؐ نے خالد کو اوس سے جنگ کے لئے روانہ فرمایا اب اس تقریر سے مولوی صاحب کی

تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۰۰

ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء ص ۲۰

تاریخ دانی کو علاوہ کشف وکرامات خاندانی سمجھ لینا چاہیے
ع قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا + اور دربارہ اسود عنسی جو
مدعی اختلاف ہیں وہ بھی محض لغو ہے چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے
ذو الخمار عنسی کہ در کہانت وشعبدہ دستی تمام داشت درمیان
مذحج دعوت نبوت نمود آن حضرتؐ بجانب معاذ بن جبل وجمعی از
مسلمین کہ ہمراہ او بودند نامہ نوشت تا برای قتل او آمادہ شوند
فیروز دیلمی ازان جماعت متصدی قتل او شد وجناب نبویؐ
بر صورت این ماجرا بوحی مطلع شدند وفرمودند فاز فیروز ودر خارج
خبر این واقعہ آخر ربیع الاول بصدیق اکبر رسید واین اول مژدۂ فتح
بود کہ حضرت صدیق بآن مسرور گردید انتہی بعد آن مولویصاحب
فرماتے ہیں دوم آنکہ صاحب مغنی گفتہ اگر کسے گوید کہ مالک بن نویرہ نماز
میگزارد پس نسبت ارتداد باو چہ معنی دارد خواہم گفت کہ دیگران ہم
از بقیۂ اہل ردت نماز می خواندند تخصیص مالک بچیست ندانی کہ نسبت
ارتداد باین مردم بدان جہت او فتاد کہ بمنع زکوٰۃ رفتند وباسقاط
وجوبش خیال بستند این قول او ادل دلیل بر بطلان فہم شریف
مرتضی است زیرا کہ ردت شرعی ومدعیان نبوت کاذبہ را کہ بمعارضہ
قرآن مجید پرداختند ودرازاء سورۃ الفیل این ہملات را مرتب سازند
الفیل ما الفیل وما ادریک ما الفیل لہ ذنب قصیر وخرطوم طویل بانماز
اہل اسلام چہ کارست ع سگ ومسجد ای غافل از عقل ودین +
وباین ہمہ شریف مرتضی در کلام خویش اشعاری کردہ جای کہ
گفتہ ماکانوا یرون الصلوٰۃ ولا شیئاً مما جاءت بہ شریعتنا پس

معلوم شد کہ از سائر اہل ردت حریفان بنی یربوع مراد اند وہو المطلوب
سبحان اللہ کیا خوش فہمی ہے باوصفی کہ معنی بہی بیان کرتے
ہین اور اونکو بقیہ اہل ردہ بہی لکھتے ہین جو شامل ہے تمامی مرتدین
کو اوسپر بہی مطلب جناب سید نہین سمجھتے یہی تو جناب سید بہی فرماتے
ہین کہ ایسے لوگونکو کون کہہ سکتا ہے کہ یہہ لوگ مثل مالک تھے اور مانع
زکوۃ ہوئے چنانچہ اسکی تصریح خود جناب سید نے کی ہے جسکو
مولوی صاحب فرماتے ہین و باین ہم شریف مرتضی در کلام خویش
اشعاری کرد پس یہ خوش فہمی مولوی صاحب کی ہر کہ ایسے صاف امر کو چھپاتے ہین اور آپ
قاضی معتزلی کی اصلاح مین یہ حرفتین دکہاتے ہین اور مؤیدات سے
اسکے ہے عبارت مفاتیح جسے خود مولوی صاحب نقل فرماتے
ہین اگرچہ مانعین زکوۃ از قبیل بغاۃ ہین مگر وانما لم یدعوا بہذا الاسم
لدخولہم فی غمار اہل الردۃ واضیف الاسم فی الجملۃ الی الردۃ اذ
کانت اعظم الامرین خطباً یعنے چونکہ غمار اہل ردہ مین وہ سب لوگ
داخل تھے اسیوجہ سے اس نام سے پکارے گئے کہ انتساب
ارتداد بہ نسبت انتساب بغاوت اعظم تہا پس معلوم ہوا کہ قاضی نے
بہی اوسی بنا پر مالک وغیرہ مانعین زکوۃ کو حکم مرتدین حقیقی مین
قرار دیا کہ جیسا اور اہل ردہ نے زکوۃ دینے سے انکار کیا مالک
نے بہی اور اگر کوئی کہے کہ مالک نماز پڑہتا تہا تو ہم کہین گے کہ سب
اہل ردہ کا یہی حال تہا پس معلوم ہوا کہ مراد سائر اہل ردہ سے مرتدین
حقیقی ہین نہ صرف مانعین زکوۃ جیسا کہ مولوی صاحب کہتے ہین فافہم
فانہ دقیق جداً ثم قال سوم آنکہ خاتمہ عبارتش اعنی حکم ردت مالک

واتباع او بجہت انکار زکوۃ بود دیگر ہیچ نیز برہان قاطع بر بطلان
تخیل امام متشیعین ہست والا کفر مسیلمۂ کذاب بر خلاف واقع بسبب
انکار زکوۃ لازم آید و ایضاً مستلزم این معنے است کہ کفر و ارتداد آن
لعین از جہت دعوی نبوت کاذبہ نباشد و این را جز امام المتشیعین
ہیچ عاقلے تجویز نتواند کرد انتہی پس نہین معلوم کہ یہہ عبارت کیونکر
مفید مطلب مولویصاحب ہوئی کیونکہ اس کلام کا مفاد یہی ہے کہ
کفر مالک صرف بوجہ انکار زکوۃ ہے نہ دوسری وجہون سے جیسا
کہ دوسرون مین پایا گیا مثل ادعای نبوت وعبادت اصنام وغیرہ بلکہ پس
قاضی کی غرض اس کلام سے دفع اعتراض ہے کیونکہ کلام سابق کی
سے مالک کا مرتد حقیقی ہونا ظاہر ہوتا تہا اور اسپر مفاسد عدیدہ
لازم آتے ہین لہذا بطور دفع دخل مقدر ظاہر کر دیا کہ مالک کا ارتداد
صرف بوجہ منع زکوۃ تہا نہ دوسرے اسباب سے پس نہ معلوم اس
تقریر سے اعتراض جناب سید کیونکر رفع ہوا کہ وہ فرماتے ہین یہہ
دلیل غلط ہے کہ سائر اہل ردہ منکر زکوۃ و مقر صلوۃ تھے اسیطرح
کوئی وجہ استلزام کی بہی نہین معلوم ہوئی کہ اوس بنیاد پر جناب
سید اسکے قائل ہون کہ مسیلمہ بوجہ نبوت کاذبہ کافر نہین ہوا حالانکہ
خود جناب سید نے اسکی تصریح فرمائی ہے اوسپر بہی یہہ الزام
بلزوم التزام موجب حیرت اولی الافہام ہے بالجملہ لفظ سائر اہل ردہ
مقتضی تعمیم ہے کہ شامل ہو جمیع مرتدین کو بای نحو کان باقی یہہ کہنا
کہ این را جز امام المتشیعین ہیچ عاقلے تجویز نتواند کرد محض خرافات
وجہالت ہے کیونکہ متشیعین بجز دوازدہ امام کے کسیکے امامت کے

قائل ہی نہین ہین جو جملہ امام المتشیعین درست ہو البتہ امام یافعی آپکے
جناب سید کو امام کہتے ہین اور نہ معلوم کہ مولوی صاحب اپنے امام
نور الحق صاحب تیسیر القاری کو عاقل تصور کرتے ہین یا کیا جو وہ قائل
ہوئے کہ کفر مسیلمہ و مقاتلہ اوس سے بوجہ انکار زکوۃ تہا کما مر باقی عبارت
مفاتیح جو نقل کی ہے کہ محصل اوسکا ذکر اعتراض شیعہ ہے بر جواز قتال
ابوبکر با مانعین زکوۃ اور تقسیم مرتدین بدو قسم مرتد عن الدین و مرتد
بوجہ فرق صلوۃ و زکوۃ پس مطابق دعوی مولویصاحب اوس سے
وجہ اطلاق ردت البتہ معلوم ہوتی ہے وھذہ عبادتہ وھذا الصنف
علی الحقیقۃ اھل بغی و انما لم یدعوا بھذا الاسم فی ذلک الوقت
لدخولھم فی غمار اھل الردۃ فاضیف الاسم فی الجملۃ الی الردۃ
اذ کانت اعظم الامرین خطبا انتہی لیکن اطلاق کفر کی کوئی وجہ نہین
معلوم ہوتی کیونکہ خود مولویصاحب تصریح کرتے ہین کہ صاحب
نہایہ جائی کہ ردت کفر بعد از تصریح درین عبارت کہ ارتداد بر تخلف
محمول ہست ارادہ کردہ ردت را مضاف بکفر نمود و صاحب مجمع البحار
لا عن الاسلام آوردہ پس باین قرینہ معلوم شد کہ در ہر دو مقام
نفی و اثبات ہمان تقصیر و تخلف مراد است کہ سخن دران میرود
لا غیر و الاظہر آن بود کہ میگفتند لم یکفر احد من اصحابہ بعدہ
و انما کفر قوم من جفاۃ الاعراب مثلا انتہی جس سے معلوم ہوا کہ
کفر کا اطلاق اگر یہان ہوتا تو کفر حقیقے مراد ہوتا جسکی نفی کے درپے
ہین مولویصاحب اسیوجہ سے صاحب نہایہ و مجمع نے کفر نہ کہا بلکہ
ارتداد کہا اور ہر گاہ یہان بہی وہی لفظ کفر صاحب مغنی نے اطلاق کیا ہے

تو معلوم ہوا کہ صاحب مغنی مالک کو مرتد حقیقی و کافر جانتے ہین کہ وانما
کفر بامتناع الزکوٰۃ اور بعد نقل عبارت مفاتیح مولویصاحب لکھتے
ہین و بر کسانیکہ خدمت فن حدیث بجا آوردہ شروح صحاح را مطالعہ
کردہ اند مخفی نمی ماند کہ بسیاری از محدثین مثل امام نووی در حق مالک
بن نویرہ ہمین قسم فرمودہ او را در زمرۂ مقصرین بر شمردہ و صاحب
منہاج و مانند او نیز ہمین جادہ اختیار کردہ اند کما لا یخفی مین کہتا ہون
کہ جسنے خدمت فن حدیث اور علم کلام کیا ہے اور کتب اہلسنت کو بخوبی
دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بنا بر مرض عام افتراق و انعدام اتفاق
اہلسنت اس بارے مین بہی مختلف ہین صدر اول یعنے شیخین اور طلحہ
و سعد و ابن عمر و ابو قتادہ و سائر مہاجرین و انصار مالک بن نویرہ کو مسلمان
با ایمان جانتے تھے کہ عہد رسول سے عہدۂ اخذ صدقات پر مقرر تہا اور
اور صحابہ نے اوسکے تبدیل و تغییر کرنے پر گواہی دی اور فضل
بن روزبہان شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و صاحب مغنی وغیرہ
اوسکو مرتد حقیقی بوجہ منع زکوٰۃ جانتے ہین کہ منکر ضروری دین کافر ہے
مولوی حیدر علی و کرمانی وغیرہ نہ کافر جانتے ہین نہ مرتد بلکہ مسلمان محدث
یعنے متخلف عن بعض الواجبات بیان کرتے ہین پس اس اظہار کمالات سے
مولویصاحب کو کوئی نفع نہوا بالفرض تسلیم امام نووی کے ایسا جاننے
سے قاضی کا بہی ایسا ہی جاننا اور اسی مد مین شمار کرنا نہ ثابت ہوا جو
مطلب مولوی ہے اور یہہ حرفت بہی قابل لحاظ ہے کہ دعوی تو
مولوی صاحب بسیاری از محدثین کو بیان کرتے ہین اور وقت تفصیل
بجز امام نووی اور کوئی نہین ملتا بعد اسکے مولوی بغرض تطویل حجم

کتاب عبارت صاحب تحفہ اور ضربت حیدریہ اور بحار سے ورپی اثبات
تعدد و فرقہای منکرون زکوٰۃ ہوئے ہین مگر ساری تقریر از قبیل تنبیہ
بر بدیہیات اولیات ہے نہین معلوم کون منکر ہے اسکا کہ فرقہ متعدد
منکر زکوٰۃ نہین ہوئے بعد ازان جو فرماتے ہین اکنون دریں وقت
این امر کہ بعضے دیگر غیر ازین یربوع تابع مہملات مالک بن نویرہ گردیدہ
کدام حالت منتظرہ باقی ماند و در صحت قول صاحب مغنی و کذلک سائر
اہل الردۃ ہم تردد و شبہہ را گنجایش ہست پس وہ حالت منتظرہ یہہ ہے
کہ صاحب مغنی سائر اہل الردۃ فرماتے ہین جو مستدعی استغراق کل فرق
ہے جسمین مسیلمہ وغیرہ سب داخل ہین اور آپ اون لوگون کو سائر اہل
ردہ سے خارج کرتے ہین پس بحمد اللہ آپکے اس سر مغز سے وہ
ثابت نہین ہوا اور نہ یہہ دعوی آپکا ثابت ہوا کہ دوسرون نے متابعت
مالک کی کی جسکو بار بار آپنے بتکرار ظاہر کیا اور استحالہ جناب سید کو دربارۂ
قبول روایات انکار مالک بنابر اصول موضوعہ اہلسنت آپ باطل نہ کر سکے
فالباقی باق بحالہ و ما اثبتہ لیس فی محالہ بلکہ فائدہ جدیدہ یہہ حاصل
ہوا کہ بنقل خود مولوی صاحب شاہ عبد العزیز کا قائل ہونا ارتداد و کفر حقیقی
مالک و دیگر مانعین زکوٰۃ ثابت ہوا جو خلاف مطلوب مولویصاحب ہے
کیونکہ شاہ صاحب بعد نقل آیہ من یرتد منکم عن دینہ فرماتے ہین کہ دین
امر کمال مناقب صدیق اکبر وغیر او از اصحاب رسول اللہ ہست کہ آنہا مسیلمہ
کذاب را در خلافت صدیق کشتند و دیگر فرقہای اعراب کہ تفصیل آنہا
طول دارد مرتد شدہ بودند و انکار زکوٰۃ میکردند ہمہ آنہا جہاد کردند و
آنہا را بہ تیغ گشتند و بسیاری از آنہا باز اسلام آوردند انتہی پس فرقہ

مسیلمہ اور جملہ مرتد شدہ بودند و انکار زکوۃ میکردند و جہاد کردند
و باز اسلام آوردند یہہ سب دلیل اسکی ہے کہ شاہ صاحب کے نزدیک
مالک وغیرہ بہی اگرچہ بوجہ منع زکوۃ ہو مرتد اور کافر ہوئے کہ بعض مقتول
ہوئے بعض اسلام لائے پس اس سے سارا دمدمہ مولویصاحب کا ہوا
ہوگیا اور جو کچہہ تشنیعات لاطائلہ جناب سید پر کیئے تہے بنشے زائد ہو کو
صاحب کے طرف منقلب ہوئے والحمد للہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً بالجملہ ہرگاہ
متانت اس تقریر لطیف او رزانت اس تحریر شریف کی معلوم ہوئی
اور مالک بن نویرہ کا اصل زکوۃ سے منکر ہونا باطل ہوا بلکہ بنابر تحقیق امام
رازی اہلسنت وغیرہ من العلما مجتہد ہونا اوسکا ثابت ہوا غایۃ مافی الباب
مالک مذکور مجتہد خاطی ہوگا اور خود اہلسنت مجتہد خاطی کے لیئے ایک
اجر کے قائل ہین پس افسوس ہے کہ اہلسنت اپنے خاص مالک کو جس سے
ایک خطا فی الاجتہاد سر زد ہوئی مرتد قرار دین اور خالد بن ولید
جس سے خود ایسے قصہ مین باقرار خلیفہ اول دو خطا ہوئی او سکو نہ مرتد
عن الاسلام کہین نہ مرتد بمعنی متخلف عن الواجبات چنانچہ تاریخ ابن خلکان صاحب
مین ہے لما بلغ الخبر ای خبر خالد مع مالک وامرأتہ ابابکر وعمر فقال
عمر لابی بکر ان خالداً قد زنیٰ فارجمہ فقال ما کنت لارجمہ فانہ تاول
فاخطأ قال فانہ قتل مسلماً فاقتلہ بہ فقال ما کنت لاقتلہ بہ فانہ
تاول فاخطأ قال فاعزلہ قال ما کنت لاشیم سیفاً سلمہ اللہ علیہم ابداً
یعنے جب خبر قتل مالک اور تصرف کرنا خالد کا زوجۂ مالک سے عمر کو پہونچی
تو ابو بکر سے کہا کہ خالد نے زنا کیا او سکو رجم کرو ابو بکر نے کہا ہم رجم
نکرینگے کیونکہ خالد نے تاویل کیا خطا ہوئی اوس سے پہر عمر نے کہا

ص
ذکر ویمہ
[illegible]

اگر خالد نے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا اسکو قتل کرنا چاہیئے ابوبکر نے
کہا ہم قتل ہی نکرینگے خطا فی الاجتہاد کیا تب عمر نے کہا خالد کو معزول
کرو ابوبکر نے کہا جس تلوار کو خدا نے کھینچا ہم اوسکو میان مین نکرینگے
انتہی اور یہ اعتراض خلیفہ اول پر فقط خلافتمآب ہی سے منقول
نہین ہے بلکہ جناب امیرؑ اور طلحہ اور زبیر و سعد بن ابی وقاص و دیگر
صحابہ بہی اس اعتراض مین شریک تھے جیساکہ مرآۃ الزمان سبط
ابن جوزی مین ہے سبحان اللہ ایک مجتہد خاطی تو مرتد قرار پائے
اور مورد حدیث اصحابی بنایا جائے اور دوسرا مرتد جو دو خطا کرے
کہ مسلمان صحابی کو قتل کرے اور اوسکی جورو سے اوسی شب بالجبر زنا
محصنہ بہی کرے وہ صحابی رسول مجتہد سیف خدا بنایا جاوے بڑی
ناانصافی نری ہٹ دہرمی ہے اور اگر روایات اور اخبار مین تفحص تام
کیا جائے اور وسعت نظر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مالک بن
نویرہ جیساکہ مقر بصلوۃ و صوم و دیگر ارکان شرعیہ تہا ویسا ہی مقر
بوجوب زکوۃ بہی تہا چنانچہ ملا علی متقی کنز العمال تبویب جمع الجوامع سیوطی
مین نقل کرتے ہین عن ابی عون وغیرہ ان خالد بن الولید ادعی ان
مالک بن نویرہ ارتد بکلام بلغہ عنہ فانکر مالک ذلک وقال انا
علی الاسلام ما غیرت ولا بدلت وشہدت لہ ابو قتادۃ وعبد اللہ
بن عمر فقدمہ خالد وامر ضرار بن الازور الاسدی فضرب عنقہ
وقبض خالد امرأتہ ام متمم فتزوجہا فبلغ عمر بن الخطاب قتلہ مالک
بن نویرہ وتزوجہ فقال لابی بکر انہ قد زنا فارجمہ فقال ما کنت
لارجمہ الخ یعنے خالد نے دعوی کیا کہ مالک بن نویرہ مرتد ہوا پس مالک نے

اسکا انکار کیا اور کہا کہ ہم اسلام پر باقی ہین کوئی تغیر و تبدیل ہمسے سرزد
نہوئی اسپر ابو قتادہ اور عبد اللہ بن عمر نے گواہی دی پس خالد نے
مالک کو آگے بلایا اور ضرار اسدی کو حکم دیا کہ اسکی گردن مارد و پس مالک
کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ ام تمیم کو اپنے قبضہ مین لایا جب یہہ خبرین
عمر کو پہونچین تو ابو بکر سے کہا کہ خالد نے زنا کیا اوسکو سنگسار کرو
ابو بکر نے کہا ہم سنگسار نکرینگے الخ اور کتاب مرآۃ الزمان سبط ابن
جوزی مین ہے فانکر مالک ذلک وقال انا علی الاسلام وما غیرت
ولا بدلت وشہد لہ ابو قتادۃ و عبد اللہ بن عمر الخ یعنے مالک نے ارتداد
کا انکار کیا اور کہا ہم اسلام پر باقی ہین کوئی تغیر و تبدل ہمسے نہوا ابو قتادہ
عبد اللہ بن عمر نے اسپر گواہی دی الخ اور خود حاشیہ تحفہ سے بھی ظاہر ہے
چنانچہ تاریخ طبری سے ناقل ہین کہ مالک نے کہا ہملوگون کو خضوع کرنا
چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ ہم لوگ اسلام پر ہین چنانچہ جب خالد آیا تو اون
لوگون نے زکوۃ لیکر ابو بکر پاس بہیجدیا الخ جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ
بشہادت ابو قتادہ انصاری و اورع اصحاب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب
مالک نے کوئی تغیر و تبدیل نہ کیا تہا نہ منکر زکوۃ تہا نہ منکر صلوۃ بلا وجہ
و بلا سبب خالد نے محض نفسانیت سے قتل کیا غایۃ الامر یہہ ہے کہ اوسکو
فقط اسکا عذر تہا کہ خلیفہ اول اور انکے عمال کو نہ دینا چاہیئے کیونکہ مالک
ابو بکر کو خلیفہ ناحق جانتا تہا چنانچہ تصدیق میرے اس دعوی کی بہی
خود کتب معتبرہ اہلسنت سے ہوتی ہے تفسیر در منثور علامہ سیوطی
مین اخرج عبد الرزاق والعدنی وابن المنذر والحاکم عن عمر قال لان
اکون سالت النبی عن ثلث احب الی من حمر النعم عن الخلیفۃ بعدہ

وعن قوم قالوا نقر بالزکوۃ من اموالنا ولا نودیہا الیک انحل قتالہم وعن الکلالۃ انتہی یعنے عمر سے منقول ہے کہ کہتے تھے اگر ہم رسول سے تین امر دریافت کیے ہوتے تو عمر نعم سے بہی زیادہ بہتر تہا ایک یہہ کہ خلیفہ بعد انکے کون ہے دوسرے یہہ کہ جو مقر بزکوۃ ہو اور کہے کہ تم لوگون کو نہ دینگے اوس سے قتال کرنا جائز ہے کہ نہین تیسرے معنے کلالہ دریافت کرتے انتہی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مالک اصل زکوۃ کا منکر نتہا بلکہ ان خلفاے جور کے ہاتہہ مین دینے کا وہ منکر تہا جس وجہ سے خلیفہ ثانی کو تمنا رہی کہ کاش رسول سے دریافت کرے کہ آیا قتال کرنا ان سے جائز تہا یا نہین اور امام ابن حزم اندلسی کتاب محلی مین لکہتے ہین کما فی البوارق الموبقۃ ان فی اہل الردۃ قسمین قسم لو یسلموا قط ولا یختلف احد فی انہ یقبل توبتہم واسلامہم والثانی قوم اسلموا ولو یکفروا بعد اسلامہم ولکن منعوا الزکوۃ من ان یدفعوہا الی ابی بکر فعلی ہذا قوتلوا الخ یعنے اہل ردہ دو قسم کے تہے ایک وہ جو اسلام کبہی نہ لائے تہے دوسرے وہ جو اسلام لائے تہے مگر وہ بعد اسلام کافر نہوئے بلکہ زکوۃ کے ابوبکر کو دینے سے انکار کیا اسی وجہ سے وہ قتل ہوئے اور مضمون تفسیر در منثور سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ خلیفہ ثانی ابوبکر کے اس فعل کو کہ اونہون نے مالک سے مقاتلہ کیا نا جائز تصور کرتے تہے اور یہہ امر یعنے مالک کا انکو زکوۃ کا نہ دینا بہی مستند تہا ساتہہ روایت معتمد کے جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے ابوبکر عن عبد الرحمن السلیمانی قال ابوبکر الصدیق مما یوصی بہ عمر من ادی الزکوۃ الی غیر ولاتہا

مالک کو خلیفہ رسول و غیرہ کے ہاتہہ مین زکوۃ دینے کا انکار تہا نہ اصل زکوۃ کا

ص ۱۰۱ مقصد اول

لم یقبل منه ولو تصدق بالدنیا جمیعاً ابو بکر عن محمد یعنی ابن
سرین کانت الصدقۃ تدفع الی النبی ومن امر به والی ابی بکر ومن
امر به الخ یعنی ابو بکر نے عمر سے وصیت مین کہا کہ جو شخص زکوۃ دے
غیر متولی کے ہاتھہ مین یعنی غیر متولی مستحق کے ہاتھہ مین وہ زکوۃ مقبول نہ
ہوگی اگرچہ تمامی دنیا کو تصدق کرے اور محمد بن سیرین سے روایت
ہے کہ صدقہ عہد رسولؐ مین حضرت کے ہاتھہ مین آتا تھا یا جسکو
حضرت نے حکم دیا تھا وہ لیتا تھا اور اسیطرح عہد ابو بکر مین یا ابو بکر
کے ہاتھہ مین یا جو اس کام پر مامور تھا صدقہ دیا جاتا تھا جس سے بخوبی معلوم
ہوا کہ جو زکوۃ غیر متولی بحق کو دیجائے وہ مقبول نہین ہے اگرچہ
تمامی دنیا کو تصدق کرے اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ
صدقہ رسول خداؐ کے ہاتھہ مین دیا جاتا تھا یا جسکو حضرت حکم دین
اور معلوم ہے کہ ابو بکر کسیطرح مستحق نہ تھے کہ زکوۃ لے سکین
کیونکہ نہ رسول خدا نے کبھی اونکو متولی صدقات کیا تھا نہ کبھی کسیطرح
زکوۃ اونکے قبضہ مین دیگئی تھی نہ مالک کو حضرت رسولؐ سے کوئی
حکم ملا تھا کہ تم ابو بکر کو زکوۃ دو اگرچہ بطور خزانچی گری ہی کیون نہو
نہ یہہ کہ بعد میرے تم ابو بکر کو زکوۃ دینا پس مالک کا انکار کرنا ابو بکر
کو زکوۃ دینے سے کسیطرح ناجائز نہ تھا بلکہ عین حق و صواب تھا
پس ضرور تھا کہ پہلے خلیفہ صاحب اپنے استحقاق اور قابلیت کو ثابت
کرتے بعد اوسکے مطالبہ کرتے کہ ہم اسکے مستحق ہین یا یہ عہدہ ہمسے
مفوض ہوا ہے نہ یہہ کہ ناحق ناروا اوس صحابی جلیل القدر کو جو اس
عہدہ والا پر عہد رسولؐ سے فائز تھا قتل کرا دین باز نجاست کہ بعض

علمای اہلسنت نے صاف اسکو لکھدیا کہ یہ قتل کرنا بوجہ انکار زکوۃ وغیرہ
نہ تہا بلکہ بوجہ بیعت نکرنے کے تہا چنانچہ مولوی عبد الرؤف حنفی رسالہ
ضربۃ الکرار مین فرماتے ہین اور طعن اونکا حضرت ابوبکر و عمر پر عدم
حفظ روایات و قرآن اور فتوی مین غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ او
اونکی جماعت کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرانا الی ان قال کوئی شخص انکار
نہین کرسکتا انتہی کلامہ اور مؤیدات سے اسکے سب ہے حکم دینا بقتل
سعد بن عبادہ و قتل جناب امیر المؤمنین نفس خیر المرسلین بوجہ عدم
بیعت خلیفۂ اول کے جسکی تعمیل حضرت عمر نے یہ کی کہ آگ لکڑیان لیجا کر
چاہا کہ مکان دختر رسول جلادین جیساکہ کتب معتبرہ احادیث و سیر
و تواریخ مین مذکور ہے دیکھ لیجئے فیما بعد انشاء اللہ تعالی بلکہ مین کہتا ہون
بفرض و تسلیم کہ مالک منکر زکوۃ تہا جب بہی قتل اوسکا ناجائز تہا
کیونکہ اسباب جواز قتل تین امر ہین جیسا کہ حیوۃ الحیوان مین عثمان
سے منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا نے لا یحل دم امرء مسلم الا باحدی
ثلث رجل کفر بعد اسلام او زنی بعد احصان او قتل نفسا بغیر
حق فیقتل بہا یعنے قتل کسی مرد مسلم کا جائز نہین ہے مگر تین وقت
مین ایک جب بعد اسلام کافر ہوجاسے دوسرے زنای محصنہ مین
تیسرے بلا حق اگر کسیکو قتل کرے تب قتل ہوگا اسیوجہ سے قاتل مالک
البتہ جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب کے نزدیک واجب الرجم اور
واجب القتل تہا بلکہ بنا براوس قاعدہ کے بہی جس سے خلافت
خلیفہ اول کی اہلسنت کے نزدیک صحیح ہوئی یعنے ما راہ المسلمون
حسنا فہو حسن اور اجماع سے بہی قتال کرنا ناجائز تہا اسلیئے کہ اس

صہ ۲۳ ضربۃ الکرار

مادہ مین کل صحابہ اس رائے کے مخالف تھے اور کوئی صحابی اس
قتال کو یعنے قتال مانعین زکوۃ کو عموماً حسن نہ جانتا تھا جیساکہ ازالۃ الخفا
مین ہے و فرقہ منع زکوۃ نمودند درین باب جماعت فقہای صحابہ
باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال بایشان جائز نباشد
ازانجملہ عمر فاروق گفت کیف نقاتل الناس وقد قال رسول اللہ
امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ اکثر صحابہ درین امر متوقف
بودند تا آنکہ فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب رفق نمودند و با حضرت
مرتضی نیز مانند این سوال و جواب درمیان آمد قال انس بن مالک
کرہ الصحابۃ قتال مانعی الزکوۃ و قالوا اہل القبلۃ فتقلد ابوبکر
سیفہ و خرج وحدہ فلم یجدوا بدًا من الخروج انتہی ملخصاً
یعنے انس بن مالک سے منقول ہے کہ صحابہ قتل مانعین زکوۃ کو مکروہ
جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اہل قبلہ ہین پس ابوبکر نے تلوار حمائل
کی اور تنہا جنگ کے لئے نکلے تب باقی صحابہ بمجبوری آمادہ جنگ
ہوئے اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ ابوبکر سے اس بارہ مین تمامی
صحابہ کی مخالفت کیا اور کوئی اصحاب رسول سے اس امر پر راضی
نہوا اور خود جناب امیر سے بھی اس مادہ مین سوال و جواب
ہوا اور حضرت نے بھی عدم رضا ظاہر فرمائی اور نیز اوسی
کتاب مین ہے قال ابن عباس فما وافق ابابکر علی رایہ ولا
وازرہ علی امرہ ولا اعانہ علی شانہ اذ خالفہ اصحابہ
فی ارتداد العرب الا العباس الخ یعنے کسی نے اصحاب نبی سے
موافقت ابوبکر نہ کی دربارۂ قتال مانعین زکوۃ اور نہ مشورہ

ازالۃ الخفا صفحہ ۳۶

[illegible]

ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۵

دربارهٔ اہانت کیا اونکی اس بارے مین مگر عباس سے اگرچہ روایت
سابقہ سے مخالفت کل صحابہ ظاہر ہے اور اس روایت سے
موافقت حضرت عباس تاہم مخالفت جناب امیرؑ اور تمامی صحابہ
کی ظاہر ہوئی پس یہ فعل بکر ہی مخالف اجماع تمامی صحابہ کب قابل
مدح ہے کیونکہ حکم مخالف اجماع کہ کفر ہے معلوم ہے اور ید اللہ
علی الجماعۃ والشاذ کالمعدوم والنادر للذئب آپکے یہان امر
مشہور ہے چنانچہ ایسی مخالفت اجماع کے سبب سے عیاذاً باللہ
جناب امیرؑ پر کیا کچھ تشدد ہوا کہ واجب القتل قرار پائے
پس ابتدای حالت قتال مانعین زکوۃ کی یہ تہی اور انتہای صورت
یہ ہے کہ عموماً تمامی صحابہ اور خصوصاً حضرت عمرؓ اس فعل سے خلیفہ
کے بہت ناراض رہے کہ امر مرارا چنانچہ اسی وجہ سے بعد حصول
خلافت خلیفۂ دوم کے اون اسیرون کو جو ابوبکر کے حکم سے
مقید تھے رہا کرایا اور خالد بن ولید سیف خلیفہ اول کو معزول
کیا جیسا کہ ملل اور نحل مین ہے الخلاف السابع فی قتال مانعی
الزکوۃ فقال قوم لا نقاتلهم قتال الکفرة وقال آخرون بل
نقاتلهم حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالاً مما اعطوا رسول اللہ
لقاتلتهم علیه ومضی بنفسه لمقاتلتهم ووافقه الصحابة باسرهم
وقد ادی اجتهاد عمرؓ فی ایام خلافته الی رد السبایا والاموال
الیهم واطلاق المحبوسین منهم انتهی یعنی ساتوان اختلاف
دربارۂ قتل مانعین زکوۃ ہے کہ بعض نے کہا ہم اونسے مثل
کفار قتال نکرینگے اور بعض نے کہا ہم قتال کرینگے یہانتک کہ ابوبکر

> اختلاف اصحاب دربارۂ قتل مانعین زکوۃ

نے کہا اگر جو ریسمان عہد رسولؐ مین ادا کرتے تھے وہ بھی نہ دین تو ہم
اونسے جنگ کرینگے اور تن تنہا اونسے لڑنے کو چلے تب صحابہ نے
اونکی موافقت کی اور اجتہاد عمر اسپر قائم ہوا کہ اونکے قیدیون کو رہا
کرین اور اونکا مال اونکو واپس دین بلکہ تاریخ طبری سے معلوم
ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم نے بعد حصول خلافت اول کام جو کیا وہ
یہی ہے کہ سیف ابوبکر کو معزول اور اونکے سپہ سالار کو مخذول
کیا وہذہ عبارتہ انما نزع عمرؓ خالدًا فی کلام کان خالد تکلم بہ فیما
یزعمون ولم یزل عمر علیہ ساخطًا ولامرہ کارھًا فی زمان ابی بکر
کلہ لوقعتہ بابن نویرہ وما کان یعمل فی حربہ فلما استخلف عمرؓ
کان اول ما تکلم بہ عزلہ فقال لا یلی لے عملًا ابدًا فکتب عمرؓ الی
ابی عبیدۃ ان خالدًا اکذب نفسہ فھو امیر علی ماھو علیہ وان
ھو لم یکذب نفسہ فانت الامیر علی ماھو علیہ ثم انزع عمامتہ
عن راسہ وقاسمہ مالہ نصفین الخ یعنی عمر نے خالد کو بسبب اوس
کلمہ کے جو اوسنے کہا تھا معزول کیا اور ہمیشہ عمر خالد سے ناراض تھے
اور اونکے جملہ امور سے کارہ تھے زمانہ ابوبکر مین بسبب واقعۂ مالک
بن نویرہ کے جب عمر خلیفہ ہوئے تو اول کلام یہی کیا کہ خالد کو معزول
کیا اور کہا کبھی ہمارے کسی کام پر وہ مقرر نہین ہو سکتا بعد اوسکے
ابوعبیدہ کو لکھا کہ اگر خالد اپنی تکذیب آپ کرے تب تو وہ سردار
لشکر رہے نہین تو تم بجاے اوسکے امیر ہو اور خالد کے سر سے
عمامہ اوتار کر مال اوسکا نصفا نصف تقسیم کر لو الخ پس ان روایات
کے مطالعہ سے ناظرین متاملین پر فرق درمیان مالک و دیگر منکرین

[illegible]

زکوٰۃ بہی معلوم ہوگا کہ خلیفۂ دوم کے نزدیک یہہ حرکت خلیفۂ
اول ایسی ناحق تہی کہ خلافت ہونیکے ساتہہ ہی خالد قاتل مالک کو
معزول کیا اگرچہ خلیفہ صاحب کی برارت ذمگی اب بہی نہین حاصل
ہوئی کہ قصاص خالد سے مالک کا پورا نہ لیا مگر خلیفہ اول کا ظلم و عدوان
وترک امر حق بخوبی واضح ہوا کہ عمر نے سبایا اور اموال کو اون منکرین
زکوٰۃ کے واپس کیا بلکہ بنابر تحقیق شاہ صاحب معلوم ہوتا ہے
کہ خود خلیفہ اول بہی اپنے ظلم کو سمجہے کہ آخر مجبور ہو کر دیت مالک کے
بیت المال سے دلوائی جس سے اور مسلمانون کی حق تلفی کا الزام پڑہ گیا
بہرکیف حال تحقیقات مولوی صاحب معلوم ہوا کہ یہہ لوگ عشق مین
خلفا کے ایسے حواس باختہ ہوتے ہین کہ اپنے ضار و نافع مین بہی
تمیز نہین کرسکتے کیون مولوی صاحب جب مالک مرتد نہی ہوگیا تہا تو
اوس سے لڑنے مین کیا عذر تہا جو درمیان صحابہ و ابوبکر مناظرہ ہوا
اور سب ایک طرف ہوگئے اور ابوبکر سبکے مخالف تہے اور جب
لڑنا صحیح تہا تو پہر دیت دینے کی کیا وجہ اور خلیفہ دوم کے سبایا
و اموال واپس کرنے کا کیا باعث اور خالد کے معزول کرنے کی
کیا وجہ ہوئی اب برای خدا فرمائیے کہ کون برسر حق تہا اور کون
برسر باطل بینوا توجروا بالجملہ اگر تواریخ و اخبار کی طرف
توجہ کیجائے تو بخوبی معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت مالک بن نویرہ محض
مظلوم قتل ہوا اور خالد بن ولید نے محض از راہ شہوت پرستی
اوسکو قتل کیا جسپر خلیفۂ اول نے محض اپنی خواہش نفسانی اور نفس
پرستی سے خالد کو بچایا اور حد جاری نہ کی جسپر خلیفۂ دوم اور اکثر

صحابہ آزردہ و ناراض ہوئے کیونکہ شاہ صاحب تحفہ مین علاوہ
رد صدقات کے قتل مالک کی دو وجہ لکھتے ہین اینقدر خود بشہادت
مردم گرد د نواح بہ ثبوت رسیدہ بود کہ ہنگام استماع خبر قیامت اثر
وفات پیغمبر زنان مالک بن نویرہ حنا بندی و دف نوازی و دیگر لوازم
فرحت و شادی بعمل آوردہ شماتت اہل اسلام نمودہ بود دیگر اتفاقاً مالک
بحضور خالد در مقام سوال و جواب در حق جناب پیغمبر این کلمہ گفت
قال رجلکم کذا و صاحبکم کذا و این اضافت بسوی اہل اسلام نہ بخود
شیوہ کفار و مرتدان آن زمان بود انتہی مختصراً حالانکہ یہ دونون
وجہین محض غلط ہین کیونکہ پہلا امر یعنے شماتت اونکی اہل اسلام پر
بعد وفات رسول اسقدر جو غلط ہے کہ نہ کسی کتاب مین کتب تواریخ
سے اسکا وجود ہے نہ کتب احادیث مین اور کیونکر کوئی ایسا دعوے
باطل کر سکتا ہے کیونکہ اگر یہ امر ہوتا تو پھر مالک کے ارتداد مین عذر
ہی کیا تھا خالد اسی کو صاف کہتا کہ تجھسے یہ امر خلاف اسلام ظاہر
ہوا اور صحابہ مین اسقدر اختلاف کیون ہوتا کیا معاذ اللہ وہ لوگ
اسلام کے شماتت کرنے والے کو مومن مسلمان دیندار جانتے تھے
اور نیز خلیفۂ دوم کیون اسقدر خالد کے اس فعل پر ناراض ہوتے
اور خلیفۂ اول کیون تاویل و خطا کی تاویل کرتے اور دیت بیت المال
سے کیون دیتے اور بفرض تسلیم بہت سے افعال عورتین ایسے
کرتی ہین کہ ہرگز رضای صاحب خانہ اوسمین نہین ہوتی چنانچہ بی بی
عایشہ کے افعال مخالف شرع نبوی صحاح ستہ اہلسنت مین بکثرت
ثابت ہین لیکن دوسرا امر یعنے رجلکم یا صاحبکم کا کہنا ہرگز کسی وقت مین

علامت ارتداد نہ تہا نہ قبل وفات رسول نہ بعد وفات آنحضرت
نہ بعد قصۂ ارتداد کیونکہ خود خلیفۂ دوم نے الرجل لیہجر کہا اور کوئی منافق
ارتداد ہوا نہ کسی نے قتل کیا حالانکہ بلا اضافت محصنہ موجب کمال
تحقیر و توہین تہا اسیطرح خلیفۂ دوم نے جب حلی خانۂ کعبہ کو تقسیم
کرنا چاہا تو راوی نے کہا ان صاحبیک لو یفعلاہ رسول خدا کو صاحب
عمر کہا اور خود عمر نے بہی اوسی نہ مرتد کہا نہ قتل کیا بلکہ خود عایشہ نے
ابوبکر سے کہا جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے بذیل قصۂ افک کہ ابوبکر نے
کہا فان اللہ قد انزل عذرک تو عایشہ سے روایت ہے قلت بحمد اللہ
لا بحمدک ولا بحمد صاحبک الذی ارسلک یعنے جب ابوبکر نے عایشہ
سے کہا کہ خدا نے تیرا عذر نازل کیا تو عایشہ نے کہا شکر خدا ہے
نہ شکر تیرا نہ تیرے صاحب کا جسنے تجہے بہیجا ہے پس اگر واقع مین رجلکم
یا صاحبکم کہنا علامت ارتداد تہا تو ارتداد عمر و عایشہ بلکہ خود ابوبکر
ثابت ہوتا ہے کہ باوصف استماع کلمۂ کفر اپنی دختر بلند اختر سے معاشرت
رہے اور کوئی تنبیہ بہی نہ کی حالانکہ اونکے ادنے سے امر پر باوصفیکہ
کہ سر مقدس نبوی عایشہ کی گود مین ہوتا تہا مگر یہہ بزرگوار لات چکہا
دیتے تہے پس معلوم ہوا کہ یہہ سب محض غلط ہے اب اصل وجہ
مالک کے قتل ہونے کی وہی رنڈی و شہوت پرستی و مستی ہے
کہ خالد چاہتا تہا کسیطرح مالک کی زوجہ کو اپنے تصرف مین لاکر
اور حظ نفسانی اوٹہائے چنانچہ بقاعدہ المؤمن ینظر بنور الایمان
خود مالک عمر نے تاڑ لیا اور صاف صاف کہدیا کہ خالد کو دوسری
لاگ ہے اور اس شعلہ کی بہڑکانے والی دوسری ہی آگ ہے چنانچہ

ص ۲۱۵

اصل وجہ قتل مالک

تاریخ ابن خلکان مین ہے وتقدم الی ضرار بن الازور الاسدی لیضرب عنقه والتفت مالك الی زوجته ام متمم وقال لخالد هذه التی قتلتنی وکانت فی غایة الجمال الخ یعنے جب ضرار متوجہ قتل مالک ہوا تو مالک اپنی زوجہ ام متمم کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ اسی نے ہمکو قتل کرایا اور وجہ اوسکی یہہ تہی کہ زوجہ مالک نہایت ہی حسینہ تہی اور یہہ امر کچہہ اسی کتاب مین نہین ہے بلکہ تاریخ طبری وغیرہ کتب تواریخ مین بہی موجود ہے کما نقل اکثرها فی التشئید اور اوسی شب ہم بستر ہونا دلیل ظاہر اس شہوت پرستی کی ہے چنانچہ شرح تجرید علامۂ قوشجی مین ہے حیث قال قتل مالك بن نویرہ طمعاً فی التزویج بامرأته ولذلک تزوج بها من لیلة وضاجعها یعنے قتل کیا مالک کو خالد نے بطمع تزویج اوسکی زوجہ کے اور اسیوجہ سے اوسی شب کو مباشرت کی زوجہ مالک سے اور صواعق محرقہ مین ہے واما انکار عمر بر ابی بکر که او قتل خالد بن ولید انکرد که او مالک بن نویرہ۔ اکہ مسلمان شدہ بود کشت و زوجۂ او را نکاح کرد و در ہمان شب قبل انقضای عدت دخول نمود چون عمر رض باین معنے اطلاع یافتہ با صدیق گفت کہ خالد بن ولید باین عملی کہ کردہ مستحق قتل است و او را می باید کشت و ابو بکر درین معنی تامل نمود و خالد را نکشت و این انکار مستلزم آن نیست کہ ابو بکر را ذم کردہ باشد یا الحاق نقصی باو گردد کہ در خلافت او بودہ باشد الخ اور مرأة الزمان سبط ابن جوزی مین ہے لما اداد خالد قتل مالك وجاءت امرأته ام متمم بنت المنهال وکانت

من اجمل النساء فالقت نفسها عليه وقد كشفت وجهها فقال
اليك عني فقد قتلتني يشير الى ان خالد انما داها اعجبته فقتل
ليأخذها وروى عن بعض من حضر هذه السرية قال رعنا
القوم تحت الليل فربعت المرأة فخرجت عريانة فوالله لقد عرفنا
حين رأيناها انه سيفتن عنها صاحبها ولما قتل مالك تزوج
خالد امرأته فكتب اليه ابوبكر بالقدوم عليه ولما بلغ عمر بن
الخطاب خبر خالد وقتله مالكا واخذه لامرأته قال اي عباد الله
قتل عدو الله امرءا مسلما ثم وثب على امرأته والله لنرجمنه
بالحجارة فلما قدم خالد المدينة دخل المسجد وعليه ثياب
عليها صدء الحديدة معتجر العمامة قد غرز فيها ثلثه اسهم فيها
اثر الدم فوثب اليه عمر فاخذ الاسهم من راسه فحطمها وقال
يا عدو الله عدوت على امرء مسلم فقتلته ثم نزوت على امرأته
والله لنرجمنك بالحجارة وخالد لا يرجع عليه بلا ولا نعم وهو يظن
ان راى ابي بكر فيه كراى عمر فدخل خالد على ابي بكر وعمر في المسجد
فذكر لابي بكر عذره ببعض الذي ذكر له فتجاوز عنه وراى
انها الحرب وفيها ما فيها فرضي عنه فخرج خالد من عنده وعمر
في المسجد فقال له خالد هلم يا ابن حنتمة الى يريد ان يشاتمه
فعرف عمر ان ابابكر قد رضي عنه فدخل بيته خلاصہ اوسکا یہ
کہ جب خالد نے قتل مالک کا ارادہ کیا تو زوجہ مالک ام تمیم بنت منہال
آئی اور اپنے کو مالک پر گرا دیا اسمین نقاب چہرہ سے الگ ہو گیا اور
منہ اوسکا کھل گیا مالک نے کہا دور ہو ہمسے کہ تو نے ہمکو قتل کرایا مقصود

اس سے اشارہ تہا اسطرف کہ خالد اوسپر فریفتہ ہوگیا پس اسوجہ
سے مالک کو قتل کیا تاکہ اوسکی زوجہ پر متصرف ہو اور دوسری
روایت مین ہے کہ قوم مالک کو شبکو وقت حراست مین رکہی تہی
اور اوسکی زوجہ بہی حراست مین تہی کہ ناگاہ وہ برہنہ نکلی راوی
ناقل ہے کہ قسم بخدا اوسی وقت ہم لوگون کو یقین ہوا کہ اب
مالک ضرور قتل ہوگا پس جب خالد نے مالک کو قتل کیا اوسی
شب کو زوجہ مالک سے عقد کیا جب یہہ خبر ابوبکر کو پہونچی تو
حکم دیا کہ ہمارے پاس حاضر ہو اور جب عمر نے سنا تو لوگون سے
کہا ای بندگان خدا اس دشمن خدا (یعنے خالد نے) ایک مرد مسلمان
کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ پر چڑہ بیٹہا واللہ اوسکو ہم سنگسار
کرینگے جب خالد داخل مدینہ ہوا تو عمامہ مین اپنے تین تیر خون
آلودہ لگائے تہا عمر نے اوچک کر اوسکے سر سے تیر نکال کر جلادیا
اور کہا کہ ای دشمن خدا تو نے مرد مسلمان کو قتل کیا اور اوسکی
زوجہ پر چڑہ بیٹہا واللہ ہم تجہے سنگسار کرینگے اور خالد خاموش
تہا کچہہ جواب نہ دیتا تہا کیونکہ اوسکو یہہ گمان تہا کہ ابوبکر کی رای
بہی مثل عمر ہے پس ایک روز تنہا ابوبکر کے پاس خالد گیا اور بہت
سی معذرت کی یہانتک کہ ابوبکر راضی ہوگئے اور عمر اوسوقت
مسجد مین تہے پس جب ابوبکر راضی ہوگئے تو خالد وہان سے
نکلا اور مسجد مین آیا اور عمر سے کہا ای پسر حنتمہ اب سامنے میرے
آؤ اور چاہتا تہا کہ عمر سے گالی گفتہ کرے پس عمر چپ چاپ اوٹہ کر
گہر مین اپنے چلے گئے انتہی اور فوات الوفیات ذیل تاریخ ابن خلکان

[illegible]

مین ہے قیل ان خالدا کان یھوی امرأۃ مالک فی الجاھلیۃ وکان خالد یعتذر فی قتلہ فیقول انہ قال لی وھو یراجعنی ما اخال صاحبکم الا قد کان یقول کذا وکذا الخ یعنے خالد زوجہ مالک بن نویرہ پر ایام جاہلیت سے عاشق تہا اور اوسکے قتل کی فکر مین رہتا تہا پس خالد نے کہا کہ مجھسے مالک نے کہا کہ تمہارے صاحب ایسا کچھ کہتے تہے الخ پس معلوم ہوا کہ خالد جاہلیت کے زمانہ سے مالک کی زوجہ پر عاشق تہا اور حیلہ و مکر کرتا تہا کہ کسیطرح قتل کرے یہانتک کہ بدولت خلیفۂ اول اپنے مطلب پر فائز ہوا اور یہی وجہ تہی کہ خلیفۂ دوم نے اس حرکتِ خالد کو بلفظ زنا تعبیر کیا اور بقسم کہا دشمن خدا کو ہم ضرور سنگسار کرینگے مگر خلیفۂ اول کے بدولت رُک گئے سنگ آمد سخت آمد کا مضمون ہوا خیر بہرحال خالد کی شہوت پرستی تہی کہ مالک کو قتل کیا اور اوسکی جورو سے داد عیاشی و تماشابینی دیا مگر نمعلوم حضرات اہلسنت کو اس خالد پرستی سے کیا نفع ملیگا جو نخواہی نخواہی مالک خلیفۂ دوم کو مرتد اور کافر بناتے ہین اور خلفا اور صحابہ کا بھی کچھ لحاظ نہین کرتے نہ خلیفۂ دوم کا پاس و ادب کرتے ہین خصوصاً مولوی حیدر علی کہ برخلاف خلفا و صحابہ بلکہ خود اپنے اوستاد شاہ عبدالعزیز کے خلاف بالخصوص ایسے مالک کو مصداق حدیث حوض بناتے ہین اور اوسکے احداث و تغیر و تبدیل کو ثابت ٹھہراتے ہین حالانکہ مہاجرہ و انصار نے بالاتفاق اوسکی پاکدامنی پر شہادت دی اور اوسکے تغیر و تبدیل نہ کرنے پر گواہی دی اب بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ ان ملوکون کو ملوک مالک خلیفۂ دوم کے حوالہ

کرین کہ وہی انسے سمجھین لیکن امر دوم یعنے خلیفۂ اول کا از راہ نفسانیت
قصاص نہ لینا اور خالد کو چھوڑ دینا اور صحابہ کا مخالف رہنا پس جو
ان روایات سے ثابت ہوا خلیفہ صاحب نے نہ حضرت عمر کا کہنا
مانا نہ دیگر صحابہ کا چنانچہ مرأۃ الزمان سبط ابن جوزی مین ہے
قال ابو ریاش دخل خالد المدینۃ ومعہ لیلی بنت سنان زوجۃ
مالک فقام عمر فدخل علی علی فقال ان من حق اللہ ان یقاد
من ھذا المالک وقتلہ وکان مسلما ونزا علی امرأتہ علی ما
ینزو الحمام ثم قاما فدخلا علی سعد بن ابی وقاص وطلحہ
بن عبد اللہ فتابعوا علی ذلک ودخلوا علی ابی بکر وقالوا
لابد من ذلک فقال ابو بکر لا اغمد سیفا سلہ اللہ علیہم انتہی
یعنے جب خالد زوجہ مالک کو لیکر داخل مدینہ ہوا تو عمر جناب امیر
علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ قصاص مالک خالد سے
ضرور لینا چاہیئے کہ اسنے مالک سے مرد مسلمان کو قتل کیا
اور جیسے کبوتر کبوتری پر چڑہتا ہے خالد زوجہ مالک پر چڑہ
بیٹھا پس عمر اور جناب امیر سعد بن ابی وقاص اور طلحہ کے
پاس آئے اور باتفاق ابو بکر سے جاکر کہا ضرور قصاص لینا
چاہیئے ابو بکر نے کہا ہم ہرگز اوس سیف کو میان مین نہ کرینگے
جسے خدا نے اونپر کھینچا یعنے خالد سے قصاص نہ لینگے الخ
کیون صاحبو صحابہ کے دو ایک آدمی کے اتفاق سے تو خلافت
آپکے یہان صحیح ہو جائے اور نصوص صریحہ نبوی بیکار قرار پائے
یہان جو اسقدر صحابہ کا اجماع ہے خلیفۂ دوم جنکے بارے مین خود

شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین صفحہ ۹۹ ابن اثیر و حافظ عماد الدین و حافظ جمال الدین ابو الفرج ابن الجوزی و شیخ شمس الدین مظفر سبط ابن الجوزی و دیگر مورخین ثقات نقل کردہ اند الخ ۱۲ منہ

اہلسنت یہہ حدیث موضوع روایت کرتے ہین ان اللہ جعل الحق علے لسان عمر اور جناب امیرؑ کے بارے مین تو بالاتفاق یہہ حدیث متواتر مشہور ہے الحق مع علی و علی مع الحق اسیطرح سعد بن ابی وقاص و طلحہ بن عبد اللہ جو عشرہ مبشرہ سے اور بفضائل کاملہ آپکے یہان معروف ہین ان سبھون نے علاوہ بر شہادت ابو قتادہ و عبد اللہ بن عمر بر اسلام و تبدل و تغیر نکرنے مالک کے بالاتفاق خالد کو زانی قابل رجم اور قاتل مسلم واجب القتل جانا اور ابوبکر سے اس بارے مین مبالغہ فرمایا مگر کسیکی شنوائی نکی اسپر بھی مالک مرتد و مورد حدیث حوض قرار پاوے اور خالد و ابوبکر و عمر و دیگر صحابہ مجتہدین یقینی المغفرۃ مین شمار کیے جائین سبحانک اللھم ھذا بھتان عظیم وافتراء جسیم لا یقبلہ عقل سلیم

تذییل جمیل چونکہ اثناے کلام مین نقل عبارت شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز ذکر آیۂ کریمہ یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم آگیا یعنی اے وہ لوگ کہ ایمان لاے ہو جو شخص تملوگون سے اپنی دین سے برگشتہ ہو جاے پس لاویگا خدا اوس گروہ کو جسے خدا دوست رکھتا ہو اور وہ لوگ خدا کو دوست رکھتے ہین متواضع ہین مسلمانون کیلیے اور سخت ہین واسطے کافرون کے راہ خدا مین جہاد کرتے ہین اور نہین ڈرتے ملامت سے

ترجمہ آیۂ کریمہ یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ

ملامت کرنیوالونکے یہ فضل خدا ہی جسے چاہتا ہی دیتا ہے خدا جواد و دانا ہے
اور دونون باپ بیٹون نے اس آیہ سے حقیّت خلافت خلیفہ اول
پر استدلال کیے ہین لہذا اجمالاً ذکر اسکا بیان کیا جاتا ہے جسکو شوق اسکی تفصیل
کی ہو وہ عماد الاسلام و بوارق موبقہ جواب باب امامت تحفہ اثنا عشریہ
و کتاب مستطاب عبقات الانوار منہج اول مطالعہ کرے بیان اجمالی بیان
پر اقتصار کیا جاتا ہی پس واضح راے ارباب انصاف ہو کہ طریقہ تفسیر
اہلسنت کی بیان دو طور پر ہی ایک یہ کہ بحدیث نبوی ہو کہ خود آنحضرت
نے تفسیر فرمائی ہو اور بیان کر دیا ہو کہ اس آیہ کریمہ سے مراد ہی دوسرے
یہ کہ صحابہ نے اوسکے مطلب بطور خود بیان کئے ہون بطور تطبیق
واقعات وغیرہ پس اس آیہ کریمہ کو اگر بطور اول یعنے حسب ارشاد
فیض بنیاد آنحضرت دیکھین تو خلیفہ اول کو اس آیہ سے کوئی تعلق
ہی نہین کیونکہ احادیث نبویہ سے جو اہلسنت کے یہان منقول ہین وادی کے
بارے مین نازل ہونا اس آیہ کا معلوم ہوتا ہی جیساکہ تفسیر کبیر امام فخر الدین
رازی مین ہی وروی مرفوعا ان النبی لما نزلت ہذہ الایۃ اشار
الی ابی موسی الاشعری وقال ہم قوم ہذا وقال اخرون ہم
الفرس لانہ روی ان النبی لما سئل عن ہذہ الایۃ ضرب بیدہٖ
علی عاتق سلمان وقال ہذا و ذووہ ثم قال لو کان الدین معلقا
بالثریا لنالہ رجال من ابناء فارس یعنی منقول ہی کہ جب آیہ نازل
ہوا تو حضرت نے اشارہ فرمایا طرف ابوموسے اشعری کے اور کہا کہ وہ
لوگ قوم اسکی ہین اور بعض لوگون نے کہا کہ اہل فارس مراد ہین کیونکہ
جب حضرت سے سوال کیا کہ مراد اس آیہ سے کون ہی تو حضرت نے

ص ۶۱۳
تفسیر کبیر جزو ثالث
مطبوعہ مصر

فضیلت اہل عجم

سلمان فارسی کے شانہ پر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے
اور ہمراہیان اوسکے پھر فرمایا کہ اگر دین معلق ہو ساتھ ثریا کے تو کچھ
لوگ اہل عجم سے اوسکو پالینگے انتہی پس حسب ارشاد جناب رسالتمآب
مصداق اس آیہ کے دو شخص قرار پائے قوم ابوموسی اور حضرت سلمان
فارسی و قوم اونکی پس خلیفہ اول یون بھی خارج ہوئے اور چونکہ ابوموسی
اشعری کا منافق ہونا اونکا قطعہ سے ثابت ہی جیسا کہ مابعد[ف] اسکے کتب
اہلسنت سے بخوبی مذکور ہوگا لہذا وہ بھی خارج ہوئے ہر چند مفاد
اس حدیث کے بھی وہ خارج تھے کیونکہ حضرت نے قوم ابوموسی کو
مصداق اسکا فرمایا تھا نہ خود ابوموسی کو بخلاف سلمان فارسی اور اونکی
قوم کے پس جس کسی کو اہلسنت سے متابعت رسول مقصود ہو
وہ اس فرمان رسول کے مطابق حضرت سلمان فارسی اور اونکی
قوم کو مصداق آیہ کریمہ تصور کرے اور از انجا کہ حسب تصریح علمای
اہلسنت منکر خبر واحد کا کافر ہے کما فی ہدایۃ السعداء پس جو سنی خلاف
اسکے دعوے کرے اور حکم نبوی کو نمانے وہ اپنے اصول سے آپ کافر ہوگا
ع ماراچہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت ۔ باقی رہا طریقہ ثانیہ یعنے
صحابہ کی راے اور بیان کے مطابق پس تفسیر کبیر مین چند قول مذکور
ہین ایک یہ کہ مراد اس سے خلیفہ اول یعنے ابوبکر ہین اور اصحاب اونکے
جنہون نے اہل ردہ سے قتال کیا دوسرے یہ کہ مراد اس آیہ سے
انصار رسول مختار ہین جنہون نے اعلاء کلمہ اسلام و اظہار دین مین نصرت
آنحضرت کی کی تیسرے اہل یمن چوتھے یہ کہ جناب امیر مراد ہین
جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کو خود اختلاف ہے کہ کون لوگ مراد ہین

ف تیسری جلد مین اس کتاب ذو الفقار حیدری کے جو بعد بیان ہوا ہے جو بعد اس حصہ کے انشاء اللہ مطبوع ہوگی اور اوسمین آخر صحابہ نقول ہیں اہلسنت کا مصداق حدیث ہونا بیان کیا گیا ہے فانتظروا انا معکم من المنتظرین

پس جو لوگ اہلسنت سے صحابہ پرست ہین وہ چارون قول کے قایل ہون اور اختلاف مین پڑے رہین بالتعیین خلیفہ اول کو کیونکر مورد اس آیہ کریمہ کا قرار دے سکتے ہین اور اگر واقعات تواریخی کی روسے خلیفہ اول کو معین کرین کہ بدولت انکے مرتدین قتل ہوے اسوجہ سے وہی لوگ مراد ہین جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکہا ہے پس اگر بنظر انصاف اوس قصہ کو ملاحظہ کرین تو سوے نقصان کے کوئی نفع نہوگا اسلیے کہ باتفاق اصحاب حدیث وارباب تواریخ اہلسنت مرتد دو قسم کی تہی ایک مرتد اصل دین سے دوسرے منکرین زکوۃ قسم اول حقیقۃً مرتد نہ تھے بلکہ کافر تھے جیسا کہ ابن حزم نے محلی مین لکہا ہے کما نقل فی البوارق ان فی اہل الردہ قسمین قسم لم یسلموا قط لا یختلف احد فی انہ یقبل توبتہم واسلامہم والثانی قوم اسلموا ولم یکفروا بعد اسلامہم ولکن منعوا الزکوۃ من ان یدفعوہا الی ابی بکر فعلی ھذا قوتلوا ولم یختلف الحنفیون والشافعیون فی ان ھولاء لیس لہم حکم المرتد اصلا وہم قد خالفوا فعل ابی بکر فیہم ولا تسمیہم اہل ردہ الخ یعنے اہل ردہ دو قسم کے تھے ایک تو وہ کہ اسلام ہی نہ لائے تھے ونکی توبہ قبول ہونے مین کسی کو اختلاف نہین کہ وہ پھر مسلمان ہو سکتے ہین دوسرے وہ لوگ جو اسلام لائے تھے مگر بعد اسلام وہ کافر نہوے فقط زکوۃ کے ابو بکر کے ہاتھ مین دینے سے اونکو انکار تہا اور اسیوجہ سے وہ قتل کیے گئے اور اس بارے مین حنفیہ شافعیہ مین کوئی اختلاف نہین ہے کہ یہ لوگ مرتد نہ تھے صرف مخالف فعل ابو بکر تھے پس انکو ہم مرتد نہین کہتے الخ

اور سابقاً جو تحقیقات مولوی حیدر علی در بارہ مسیلمہ وغیرہ مذکور ہوئے
اوس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ لوگ پہلے مسلمان نہین ہوئے تھے
پس جب وہ مسلمان ہی نہوے ابتدا سے کافر تھے تو مرتد نہوے اور
جب مرتد نہوے تو قاتلین اونکے مورد اس آیہ کریمہ کے نہین ہو سکتے
کیونکہ اسمین قتل مرتدین کا ذکر ہے نہ قتل کفار کا باقی رہی قسم ثانی
یعنی مانعین زکوۃ پس سابقاً تفصیل تمام مذکور ہوا کہ بالاتفاق
تمامی صحابہ نے اوس قتال کو ناجائز کہا خود جناب امیرؑ اور ابو بکر سے
اس بارہمین گفتگو ہوئی اور بعد قتل مالک بھی جناب امیرؑ نے ابو بکر سے
کہا کہ خالد سے مالک کا قصاص لینا چاہیے اور خود خلیفہ دوم قبل
قتال بھی معترض تھے اور بعد قتال بھی فعل ابو بکر پر معترض رہے
یہانتک کہ جب خود خلیفہ ہوے اون قیدیون کو رہا کیا اور خالد کو
معزول کیا اسیطرح سعد بن ابی وقاص و طلحہ و تمامی صحابہ ناراض رہے
بلکہ علاوہ برانکہ کبار صحابہ خلیفہ اول سے طالب قصاص ہوے خود احد ع
اصحاب عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور ابو قتادہ انصاری نے اونکے اسلام
پر گواہی دی اور آپنے جور و ستم خالد پر قسم کھائی کہ اب کبھی اوسکے ساتھ
شریک جنگ نہون پس جو فعل باجماع صحابہ ناجائز و حرام ہو اور اوسکے
مرتکب سے صحابہ طالب قصاص ہون اوسکو اہلسنت کب ممدوح کہسکتے
ہین پس افسوس ہے کہ حضرات اہلسنت ان امور پر بھی غور نہین کرتے
اور فضیلت خلفا کی فکر مین دوڑے پڑے پھرتے ہین یہ نہین سمجھتے کہ
اسمین فضیلت ہوتی ہے یا منقصت سبحان اللہ جن مقتولون کو صحابہ
مہاجر و انصار مسلمان مرد دیندار کہین اور خلیفہ دوم و عبد اللہ بن عمر

والوقتادہ وغیرہ اونکے اسلام کی گواہی دین اور جناب امیر اور خلیفہ
دوم وسعد بن ابی وقاص طلحہ وغیرہ اونکے قاتل کو واجب القصاص
کہین اور زانی وقاتل مسلم بتائین اونہین کو یہ حضرات مصداق
آیہ کریمہ من یرتد منکم عن دینہ الا یہ قرار دین یہ نیا انصاف ہے
مگر صاحب مفاتیح شارح مصابیح نے بنقل مولوی حیدر علی صاحب
فارغطی دیدی کہ یہ لوگ یعنی مانعین زکوۃ حقیقہ مین مرتد نہ تھے
بلکہ اہل بغاوت سے تھے اور چونکہ نام ارتداد سے زیادہ شناعت اون
لوگون کی ثابت ہوتی تھی اس نام سے پکارے گئے جیسا کہ منتہی الکلام
مین ہی پس اس سے بھی خلیفہ اول مقاتل مرتدین نہ قرار پائے بلکہ
مقاتل بغاۃ ٹھہرے اور بالفرض محال کہ وہ لوگ مرتد ہوے اور
قتال اونسے جائز ہوا ایسے جو لوگ کہ اونسے جہاد کرین اور اونکو قتل
کرین وہ لوگ مصداق اس آیہ کے ہونگے یا جو شریک بھی جہاد مین
ہوے وہ مراد ہونگے اب اونکو دیکھنا چاہیے کہ اونسے کسنے جہاد کیا اور
کسنے اونکو قتل کیا پس خود اہلسنت لکھتے ہین کہ اول جسنے مرتدین
سے قتال کیا وہ ابوسفیان تھا جو ہمیشہ منافق رہا چنانچہ ازالۃ الخفا مین
ہی عن ابن شہاب ان رسول اللہ استعمل ابا سفیان بن حرب علی
بعض الیمن فلما قبض رسول اللہ اقبل فلقی ذا الخمار مرتدا فقاتلہ
فکان اول من قاتل فی الردۃ وجاھد عن الدین قال ابن شہاب
وھو فیمن انزل اللہ فیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین
عادیتم منھم مودۃ وعن ابی ھریرۃ قال اول من قاتل اھل الردۃ
علی اقامۃ دین اللہ ابوسفیان بن حرب وفیہ نزلت ھذہ الایۃ

ص ۹۸ منتہی الکلام

ص ۲۴۹ ازالۃ الخفا

[illegible]

عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منہم مودۃ انتہی
یعنی آنحضرت نے ابوسفیان کو بعض جزر یمن پر عامل مقرر فرماکر بہیجا جب
آنحضرت نے وفات پائی تو ابوسفیان وہانسے چلا راہ مین ذوالخمار مرتد
سے ملاقات ہوئی پس اوس سے قتال کیا پس ابوسفیان اول شخص ہے
جسنے اہل ردہ سے قتال کیا اور راہ خدا مین جہاد کیا کہا ابن شہاب نے
کہ ابوسفیان داخل آیہ عسی اللہ الآیہ ہے (یعنی قریب ہے کہ خدا اور بیان
تم لوگون کے اور اون لوگونکے جنہون نے تمسے عداوت کی مودت قرار دیگا
اور ابوہریرہ سے منقول ہے کہ اول جسنے اقامت دین خدا کے لیے
اہل ردہ سے قتال کیا وہ ابوسفیان ہے اور اوسیکی شانمین یہ آیہ
عسی اللہ نازل ہوا اور تفسیر درمنثور سیوطی مین بہی یہ روایت
بذیل تفسیر آیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم مرقوم ہے پس تعجب ہے
اہلسنت کی سرپرستی سے کہ ایسے ابوالخلفا ابوسفیان کو جو حسب اً نسباً
خلفاے ثلثہ سے افضل واعلیٰ تھے اور خلیفہ اول اونکو شیخ قریش وسیدہم
فرماتے تھے جو بنص رسول موجب غضاب اصحاب کبار حضرت تہا جیسا کہ
صحیح مسلم مین ہے عن عایذ بن عمرو ان اباسفیان اتی علی سلمان و
صہیب وبلال فی نفر فقالوا ما اخذت سیوف اللہ من عنق
عدو اللہ ماخذھا فقال ابوبکر تقولون ہذا الشیخ قریش وسیدہم
واتی النبی فقال یا ابابکر لعلک اغضبتہم لئن کنت غضبتہم لقد
اغضبت ربک فاتاھم ابوبکر فقال یا اخوتاہ اغضبتکم فقالوا
لا یغفر اللہ لک یا اخی انتہی یعنی ابوسفیان کا گذر ہوا اوپر نزدیک
سلمان فارسی وصہیب بلال کے پس ان لوگون نے کہا کہ یہ دشمن خدا

ابوسفیان کا مصداق آیہ ہونا بتصریح علماء و قواعد اہلسنت

صحیح مسلم

خلیفہ اول کا حضرت ابوسفیان کو شیخ و سید قریش کہنا

ابھی تک سیف خدا سے بچار ہا پس ابوبکر نے اون صحابہ سے کہا کہ تم
لوگ در بارہ سید و سردار و شیخ قریش ایسے بات کہتے ہو بعد اسکے خدمت
رسول مین حاضر ہوے حضرت نے فرمایا کہ اے ابوبکر شاید تُنے اون
صحابہ کو غضبناک کیا اگر اونکو غضب مین لایا تو تو نے خدا کو غضبناک
کیا پس اونکے پاس ابوبکر آئے اور کہا کہ اے برادران شاید تمکو
ہم غضب مین لائے پس اون لوگون نے کہا نہ بخشے خدا تجہے اے
برادر پس ایسے بزرگ کو باوصف ایسے کار نمایان اور امر عظیم الشان
کے کہ پہلے ہیں مرتدین سے راہ خدا مین جہاد کیا اور اقامۂ دین خدا کے
لیے اپنی جان کی مطلقاً پروا نکی اور بنفس نفیس اونسے لڑنے پر امادہ و
مستعد ہو گئے اور آیۂ عسی اللہ ان یجعل بینکم اونکے بارے مین نازل ہوا
اہلسنت مصداق اس آیۂ کریمہ کا نہین بناتے اور خلیفہ اول کو جو بعد
ابوسفیان بلکہ تقلیداً اونکے صرف منع زکوٰۃ کے سبب سے دوسرون کے
بھروسہ پر آمادہ قتال ہوے مصداق اس آیۂ کریمہ کا بناتے ہین حالانکہ
درمیان ابوسفیان و ابوبکر فرق نمایان ہے اور بنابر مذاق اہلسنت انطباق
اس آیہ کا اسکے ساتھ نہایت چسپان ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے جو تمسے مرتد ہو
پس قریب ہے کہ خدا لائے اوس قوم کو جسے خدا دوست رکہتا ہے اور
وہ خدا کو دوست رکہتا ہے پس مقتضاے فسوف یاتی اللہ بتحقیق لمن
یہ ہے کہ وہ قوم اوسوقت موجود ہو اور ابوبکر باعتبار حال و زمان و مکان
وہین موجود تھے بخلاف ابوسفیان کہ وہ وہان موجود نہ تھے پس باعتبار
ابوبکر وہ زیادہ تر مصداق فسوف یاتی اللہ ہنی اور نیز ابوبکر کے متابعین
مدینے سے چڑہکر لڑنے کو گئے تھے پس وہ مصداق یاتی اللہ یعنی لاویگا خدا

وجوہ انطباق آیہ مذکورہ بر ابوسفیان حسب مذاق اہلسنت

کیونکر ہونگے بخلاف ابوسفیان کہ وہ مین سے اتی تھی فود السمار سے ملاقات ہوئی لڑنے لگے تو البتہ وہ مصداق یاتی اللہ ہو سکتے ہین کذلک باعتبار ایمان و اسلام ابوبکر کو سابق الاسلام کہتے ہین بخلاف ابوسفیان کے کہ اسلام اوسکا فتح مکہ مین بیان کیا گیا ہے فسوف یاتی اللہ بخوبی چسپان ہوگا بحسب مقررہ اسیطرح اذلۃ علی المومنین واعزۃ علی الکافرین اسیطرح یجاہدون فی سبیل اللہ کہ بتصریح ابوہریرہ و ابن شہاب خود ابوسفیان نے واسطے اقامۃ دین خدا کے جہاد کیا بخلاف ابوبکر کے کہ خود جہاد بجہے مرتدین سے نہ کیا نہ اوس فوج مین شریک ہوئے نہ اوس سرزمین پر تشریف لیگئے اور اگر مجازاً کہا بھی جاوے کہ خالد کا لڑنا بحکم ابوبکر تھا تو مثل بنی الامر المدینۃ ابوبکر پر جہاد کرنا صادق آسکتا ہے پس بتصریح اہلسنت باوصف امکان معنی حقیقی معنی مجازی مراد نہیں لیے سکتے اور گردن تاویل نہین جا سکتے الا بضرورت معذلک یہ جہاد اقامۃ دین خدا کیلیے نہ تھا بلکہ بطمع زکوۃ تھا جسپر صحابہ معترض ہوئے فاین المساوات اور اگر بوجہ صحابیت ابوبکر زیادہ مستحق قرار پائین تو ابوسفیان بھی صحابی تھے اور حسب نسب مین ابوبکر سے افضل تھے کہ خود خلیفہ اول نے اونکو سید و سردار قریش کہا اور ابوسفیان نے ابوبکر کو اذل البطن کے ساتھ تعبیر کیا کما فی تکمیل الایمان للشیخ عبد الحق الدہلوی اور اگر سسر رسول ہونا موجب شرف و استحقاق ہے تو ابوسفیان بھی مثل ابوبکر رسول خدا کے سسر تھے اور باعتبار قرابت بہ نسبت ابوبکر اقرب تھے اور اگر خلافت بکری موجب استحقاق و دخول تحت آیہ و من یرتد ہو تو ابوسفیان بھی اکثر خلفاے اہلسنت کے باپ تھے بالجملہ ہر طرح حسب

بوجوہ انطباق آیہ مذکورہ بر ابوسفیان حسب مذاق اہلسنت

ہ حسب آیہ ۔۔۔ [illegible] ۲۵ عمدۃ البعی ۔۔۔ فرمایا ہے شیخ الاسلام ابن دقیق العید الاسلام باحادیث الاحکام ۔۔۔ ان التاویل صرف اللفظ من ظاہرہ وکون الاصل حمل اللفظ علی ظاہرہ وکان الواجب ان یعضد التاویل بدلیل من خارج الخ ۱۲ منہ

ص ۱۰ تکمیل الایمان
واذل البطن قریش اشارت بابوبکر صدیق کرد کہ از بنی تیم بود الخ

قواعد اہلسنت باعتبار تطبیق واقعات ابوسفیان زیادہ تر مستحق ہیں
کہ مصداق اس آیہ کریمہ کے قرار دیے جائیں اور اگر ابوسفیان سے
در گذر کریں تو خالد بن ولید سیف اللہ اہلسنت جنکو خلیفہ دوم صاحب
زنا فرماتے تھے زیادہ تر مستحق ہیں کہ مصداق اس آیہ کی ہوں کہ اونکے
بدولت یہ مہم سر ہوئی اور خلیفہ اول اہلسنت کے نزدیک قاتل مرتدین
کہلانے لگے گو آنحضرت اسے خالد سے تبرا ہی فرماتے ہوں جیسا کہ
تحفہ اثنا عشریہ اور ازالۃ الخفا میں ہے کہ حضرت نے فرمایا اللھم انی
ابرء الیک مما صنع خالد اور خلیفہ دوم زانی وواجب القتل والرجم
بھی قرار دیں مگر بمقتضائے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان بھی
ہو کہ خالد بن ولید ہی کو مصداق اس آیہ کریمہ کا قرار دیں لیکن کافر نعمتی
اہلسنت قابل ملاحظہ ہے کہ خالد بن ولید سیف اللہ بکری کو اولاً کسیطرح
مصداق اس آیہ کا نہیں بناتے بلکہ سب کو حق لیلا بنا کر ابوبکر ہی کو
دیتے ہیں اور اگر کسی کو اہلسنت سے کچھ پاس نمک ہوا بھی تو بطفیل
خلیفہ اول بشمول دیگر اصحاب نہ بالذات وبالاصالۃ فاعتبروا یا اولی
الابصار اور اگر حضرات اہلسنت ان مجاہدین فی سبیل اللہ قاتلین
مرتدین کو جو باعتبار معنے حقیقی بنابر اصول اہلسنت مصداق یجاہدون
فی سبیل اللہ ہو سکتے ہیں مصداق اس آیہ کا بناتیں بلکہ بنابر معنے
مجازی امر وحاکم بقتال کو مصداق اوسکا قرار دیں تبھی خلیفہ اول نہیں
مصداق ہو سکتے بلکہ جناب امیر علیہ السلام مورد اس آیہ کریمہ کے ہونگے
کیونکہ خود حضرات اہلسنت اسکے بھی ناقل ہیں کہ جناب امیر نے ابوبکر کو
حکم کیا کہ مرتدین سے قتال کراو چنانچہ کنز العمال میں ہے فی باب اکرتی

ان ابابکر الصدیق استشار علیا فی اھل الردۃ فقال ان اللہ جمع
الصلوۃ والزکوۃ ولا اری ان یفرق فعند ذلک قال ابوبکر لو
منعونی عقالا لقاتلتھم علیہ کما قاتل رسول اللہ یعنی ابوبکر نے
جناب امیرؑ سے دربارہ اہل ردہ مشورہ کیا پس جناب امیرؑ نے فرمایا
کہ خدا نے نماز وزکوۃ کو ساتھ جمع کیا ہے ان دونون مین تفریق
نہین ہوسکتی اوسوقت ابوبکر نے کہا کہ واللہ اگر رسیمان بہی وہ لوگ
ندینگے توہم ضرور اونسے مقاتلہ کرینگے جیساکہ حضرت رسول نے
مقاتلہ کیا پس ہرگاہ مدار اس آیہ کے مصداق ہونیکا محض حکم وامر
پر قرار پایا تو جناب امیرؑ بالاولی مصداق اس آیہ کریمہ کی ہوئی حالانکہ
خود اہلسنت کے یہان بعض روایات سے بہی ثابت ہے کہ جناب امیرؑ
مصداق اس آیہ کریمہ کے ہین جیساکہ سابقا تفسیر کبیر سے منقول
ہوا وقال قوم انھا نزلت فی علیؑ یعنے ایک قوم قایل ہی کہ یہ آیہ
شان مین جناب امیرؑ کے نازل ہوا مین کہتا ہون کہ مویدات اسوجہ کی
بہت سے ہین بلکہ ہر لفظ اس آیہ کریمہ کا بہ ندائے بلند صدا دیتا ہے کہ
یہ آیہ شان مین جناب امیرؑ اور ہمراہیان آنحضرت کے ہے اولاً قولہ تعالے
یاایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ یعنی اے ایمان لانیوالو
جو تمسے مرتد ہوگا اپنے دین سے کاشف ہے اسکا کہ مرتدین انہین
صحابہ مخاطبین سے ہون نہ جفاۃ اعراب وغیرہ جنکا ایمان خود اہلسنت
کے نزدیک پورے طور سے مسلم نہین ہے پس مرتدین حقیقی بوجہ نہ
ایمان لانیکے خارج ہوگئے کیونکہ جب وہ لوگ ایمان ہی نہ لائے تھے
تو یاایھا الذین امنوا کا خطاب ونسے کیونکر ہوگا اور نیز وہ مرتد کیونکر

جناب امیر علیہ السلام کا مصداق آیۂ مذکورہ ہونا

ہو سکتے ہین کیونکہ وہ کافر تھے نہ مرتد باقی رہے مانعین زکوۃ پس اونکا
ہی مرتد ہونا اور بقا بر اسلام سابقا مذکور ہوا پس وہ لوگ ہی مصداق
اس آیہ کے ہوے اب باقی رہے وہی صحابہ جو مصداق یا ایہا الذین
امنو ابظاہر ہو سکتے ہین کہ خدا اونکو فرماتا ہے جو تملوگون سے مرتد
ہو جیساکہ مقتضاے لفظ منکم ہے چنانچہ خود حضرات اہلسنت اسے
لفظ منکم کے سبب سے آیہ استخلاف مین استدلال کرتے ہین خلافت
ثلثہ پر پس جو لفظ منکم وہان ہے وہی منکم یہان بھی ہے پس ضرور
ہوا کہ یہان بھی مخاطبین منکم وہی صحابہ ہون نہ غیر اونکا اور چونکہ
باتفاق فریقین ارتداد ہر مقام پر اپنے معنے حقیقی پر محمول نہین
ہو سکتا جیساکہ سابقا کلام مولوی حیدر علی سے مذکور ہوا کہ مراد
ارتداد سے ارتداد عن الدین نہین ہے بلکہ تغیر وتبدیل وتقصیر
بعض حقوق پس وہی معنی یہان بھی مراد ہے کہ جنہون نے تقصیر کرینگے
حقوق اہلبیت نبوی میں اونکی طرف یہ اشارہ ہی مصداق حدیث حوض
اور اس آیہ کریمہ کے وہی صحابہ اہلسنت مقصرین فی حق اہلبیت ہوے
کہ خدا اور رسول نے اونکو مرتد فرمایا اب یہان شاہصاحب فرماتے ہین و

تحفہ اثنا عشریہ صـ ۳۹۱

اگر امامیہ اہنارا ابنا بر انکار امامت مرتد نامند گوئیم در عرف قدیم وجدید مرتد
منکر دین را گویند واگر بتاویل باطل چیزی را از عقاید اسلام منکر شود آنرا
مرتد نامیدن در عرف جاری نیست وحمل معانی قرآن بالاجماع بر معانی
عرفیہ لغت است نہ بر معانے اصطلاحیہ قومی دون قوم ومعہذا لفظ
عن دینکم صریح است در آنکہ انکار ایشان تمام دین واصل آنرا باشد
نہ یک مسئلہ را از مسائل آن ومانعین زکوۃ را کہ در عہد خلیفہ اول مرتد

نامیدند بجہت آنست کہ آنہا منکر وجوب زکوۃ بودند وہر کہ منکر ضروریات دین شود اصل دین را انکار کرد وامامت باقرار علماے شیعہ از ضروریات دین نیست کہ بانکار او کفر وارتداد حاصل آید انتہی فقیر کہتا ہے کہ جن لوگون نے اس سالہ عجالہ کو دیکہا ہے وہ خود ابطال اس کلام کا کرسکتے ہین مگر بطور تنبیہ فقیر بہی اجمالاً گذارش کرتا ہے کہ یہ کلام بچند وجہ باطل ہے اما اولاً پس انحصار ارتداد منکر اصل دین مین باطل ہے جیسا کہ سابقاً قول مولوی حیدر علی صہ مذکور ہوا ہر چند رجوع از اصل دین یکے از افراد تغیر وتبدیل باشد لاکن چون در حدیث موجود است بشفاعت ازان وار وگیر نجات نخواہند یافت مگر قلیلے ارتداد را بر بعضے از شقوق وتاخیر از بعض حقوق فرود آوردند الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ علما نے ارتداد کو تبدیل وتاخیر پر بہی محمول کیا ہے پس جو وجوہ وہان باعث اسکے ہوے وہی یہان بہی موجود ہین بلکہ اولے اوس سے کیونکہ یا ایہا الذین امنو امن یرتد منکم کا صاف صاف مقتضا یہی ہے کہ صحابہ موجودین حاضرین مخاطبین سے کچہ لوگ مرتد ہون اور وہ بغیر اسکے نہین بن سکتا کہ یہی لوگ مراد ہوں کیونکہ اگر ارتداد سے ارتداد عن الدین مراد لیا جاے تو صحابہ مخاطبین منکم سے بتصریح اہلسنت کوئی مرتد نہوا جیسا کہ خود فاضل کرمانی فرماتے ہین ولم یرتد واحد من اصحابہ علیہ الصلوۃ والسلام یعنے کوئی مرتد نہوا اصحاب آنحضرت سے پس اس صورت مین من یرتد منکم لغو ہوتا ہے بخلاف اسکے کہ جب ارتداد کے معنی تبدیل وتاخیر مراد ہون تو من یرتد منکم درست ہوتا ہے کیونکہ

منتہی الکلام صہ ۴۳

باتفاق فریقین جو لوگ صحابہ سے مصدر تبدیل و تاخیر ہوی پس اونکو من یرتد منکم
کہنا صحیح ہوگا ثانیاً یہ کہنا کہ حمل الفاظ قران معانی لغویہ پر ہے نہ اصطلاحیہ
پر اگر درست ہو تو پھر آیہ استخلاف سے استدلال اہلسنت صحت خلافت
خلفا پر باطل ہوتا ہے کیونکہ یہ معنے خلیفہ بالاتفاق حاوث اور اصطلاحی
ہو نہ لغوی پس ہر گاہ حمل الفاظ قران معانی اصطلاحیہ پر باطل ہے
تو وہ استدلال اور نامی استدلالات انکے آیات قرانی سے باطل
ہونگے ثالثاً یہ کہنا لفظ عن دینکم صریح است ور آنکہ انکار ایشان تمام
واصل آنرا باشد لغو ہے کیونکہ اسصورت مین مرتدین حقیقی ومانعین
زکوۃ وہ نون اس آیہ سے نکل جاتے ہین جیساکہ بذریعہ لفظ منکم خارج
ہین اسلیے سابقاً مذکور ہوا مرتدین حقیقی اسلام ہی نہ لائے تھے پس
اونپر اطلاق مرتدین کا کیونکر ہوگا اور مانعین زکوۃ کو کسی نے اجتک نہ کہا
کہ وہ منکر تمام دین واصل اسلام تھے علاوہ بران سیکڑون احادیث
مین ادنی امور کے ساتھ لادین لہ کا اطلاق ہوا ہے چنانچہ لا دین لمن
لاحیاء لہ یا من ارضی سلطانا بما یسخط ابہ خرج عن دین اللہ
حالانکہ وہ اصل دین کے منکر نہین ہین معہذالک مارہین نفس خیر المرسلین
کے بارے مین خود آنحضرت نے فرمایا ہے جیساکہ شاہ ولی اللہ پدر
شاہ عبد العزیز صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین اخرج الحفاظ
ذکر الخوارج من حدیث جماعۃ عظیمۃ من الصحابۃ وھذا حدیث
متواتر بالمعنی اخرج ابن ماجہ من حدیث زر عن عبد اللہ بن
مسعود قال قال رسول اللہ یخرج فی اخر الزمان قوم احداث
الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول الناس

ازالۃ الخفا ص ۱۳۲
مقصد اول

یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما
یمرق السھم من الرمیۃ فمن لقیھم فلیقتلھم فان قتلھم اجر عند
اللہ لمن قتلھم یعنے حفاظ نے ایک جماعۃ صحابہ سے ذکر خوارج کو
اخراج کیا ہے اور یہ حدیث متواتر معنوی ہے کہ فرمایا حضرت نے
ایک قوم آخر زمانہ مین ظاہر ہوگی کہ کم سن ہونگے اور بیوقوف بہترین قول
کہین گے اور قرآن پڑہینگے مگر قرآن اونکے حلق سے نیچے نہ اوتریگا
وہ لوگ اسلام سے نکل جاینگے جسطرح تیر کمان سے پس جو پاوے
اونکو قتل کرے کہ خدا کے نزدیک مستحق اجر ہوگا اسیطرح تین روایت بلفظ
یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ روایت کیا ہے جس سے
صاف معلوم ہوا کہ وہ لوگ دین سے خارج ہونگے حالانکہ اہلسنت کے
نزدیک وہ بھی مسلمان ہین پس جسطرح خدا نے اس آیہ مین عن
دینکم فرمایا اسیطرح رسول نے اونکو یمرقون من الدین فرمایا
جس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ لوگ خارج از دین ہین پھر اونکی
مصداق ومن یرتد منکم عن دینہ ہونے مین کیا عذر رہا اور اسیطرح
مرجیہ وقدریہ کو جو پیشوایان اہلسنت سے تھے رسول نے فرمایا
لیس لھما فی الاسلام نصیب اور اسکے مانند ہین جناب امیر کے
یعنی مارقین قاسطین وناکثین کے ساتھ متحد الحکم ہین جیسا کہ اس
حدیث سے ظاہر ہے عن علی کرم اللہ وجھہ قال عھد الی رسول
اللہ ان اقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین الخ کما فی توضیح
الدلایل یعنی فرمایا جناب امیر نے کہ عہد لیا مجھسے رسول نے کہ مین
جہاد کرون ساتھ ناکثین وقاسطین ومارقین کے ازینجاست کہ خود

حضرت نے فرمایا وقد امرنی اللہ بقتل اہل البغی والنکث والفساد
فی الارض فاما الناکثون فقد قاتلت واما القاسطون فقد
جاہدت واما المارقون فقد دوخت الخ اور خود پروردگار عالم
فرماتا ہے واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا پس ان جامحاربین
نفس المرسلین کے خارج از دین ہونے مین کیا عذر ہوگا اور روایات
متعددہ متواترہ سے حربک حربی یا علی ثابت ہے اور حدیث
من لم یقل علی خیر البشر فقد کفر سے جملہ مخالفین علوی کا کفر
ثابت ہے پھر اون لوگون کے ومن یرتد منکم عن دینہ کی
مصداق ہونیمین کون عذر باقی ہے رہا الغایہ کہنا و مانعین زکوۃ را
الخ پس بطلان اوسکا تقاریر سابقہ سے مثل آفتاب تابان ظاہر ہے
کہ بالاتفاق تمامی صحابہ نے اونکو مسلمان باایمان کہا اور کسی نے رائے
ابوبکر کی موافقت نہ کی اور سب طالب قصاص ہوئے اور وہ لوگ
منکر زکوۃ نہ تھے چنانچہ صاحب مفاتیح سے مولوی حیدر علی نے نقل
کیا کہ وہ لوگ ابوبکر سے باغی تھے نہ منکر زکوۃ اور وہ بھی انکار بتاویل و
استدلال بآیہ قرآنی تہا کما مر اور کیونکر شاہ صاحب ایسا دعوے کرسکتے ہین
والا جبل صحابہ خصوصاً خلیفہ دوم لازم آتا ہے کہ اونکو یہ معلوم ہوا کہ منکر
ضروری دین کافر ہے جو قتال مین اونکے تامل کیا کما مر باقی رہا انکار امامت
کا ضروریات دین سے نہونا کہ بوجہ اوسکے انکار کے کافر یا مرتد نہ کہلائے
پس اسکو اس بحث سے کوئی تعلق نہین ہے کیونکہ گفتگو اون لوگون مین ہے
جنسے جناب امیر نے مقاتلہ و محاربہ فرمایا نہ عموماً مخالفین مین اور ہرگاہ
خود رسول خدا نے اون منکرین کو کافر فرمایا ہے تو اونکے کفر و ارتداد

مین شبہہ کیا رہا اگرچہ باعتبار مصالح دینوی حکم اونپر کفر حقیقی ونجاست ظاہری کا نہ جاری کیا جاوے پس صاف ظاہر ہوا کہ مراد من یرتد منکم عن دینہ سے محاربین ومقاتلین ومخالفین جناب امیر المومنین علیہ السلام ہین کظہور النور علی قلل الطور اور اگران تصریحات وتوضیحات پر قناعت نہو تو اب بنص صریح جناب فخر موجودات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان شیخین کا غیر مجاہد فی سبیل اللہ اور غیر مقاتل علی الدین ہونا بلکہ اونکے قلوب کا غیر ممتحن ہونا ثابت کرتا ہون ازالۃ الخفا مین شاہ ولی اللہ فرماتے ہین وہم درین سفر بامر تضی معاملہ منتظر الخلافۃ بجا آورند اخرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علی قال جاء النبیؐ اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وخلفاءک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فاردھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم جیرانک وخلفاءک فتغیر وجہ النبیؐ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انھم جیرانک وخلفاءک فتغیر وجہ النبیؐ ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہؐ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا نعلہ یخصفھا انتھی یعنے امام نسائی اور حاکم نے جناب امیرؑ سے روایت کی کہ کچھہ لوگ قریش سے خدمت رسول مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم آپکے ہمسایہ ور خلفا ہین کچھہ لوگ ہمارے غلامون سے

ص ۲۵۶
ازالۃ الخفا
مقصد دوم

بخوف کاروبار زراعت بہاگ کر آپ کی خدمت مین آئے ہین حالانکہ
نہ اونکو چندان امور دین سے رغبت ہے نہ فقہ کے طالب فقط
جان بچا کر آپ پاس آئے ہین اونہین آپ ہملوگ کو پھیر دین پس
حضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ کیا کہتے ہو ابوبکر نے کہا کہ یہ لوگ سچ
کہتے ہین کہ آپ کے خلفا اور جیران سے ہین پس رنگ چہرہ مبارک
متغیر ہوا اور عمر کیطرف متوجہ ہوے کہ تمہاری کیا راے ہی عمر نے
اپنے صدیق کی تصدیق کی اور کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین کہ آپ کے
خلفا اور جیران سے ہین پس رنگ چہرہ مبارک متغیر ہوا اور فرمایا
کہ اے گروہ قریش قسم بخدا پروردگار عالم اوس شخص کو تم پر بہیجے گا
جسکے قلب کا دربارہ ایمان امتحان کیا ہے اور وہ شخص تم لوگون کو
راہ خدا مین قتل کریگا ابوبکر نے کہا کہ یارسول اللہ وہ شخص ہم ہین
حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یارسول اللہ ہم ہین حضرت نے
فرمایا نہین یہ شخص وہ ہے جو ہماری نعل کی مرمت کر رہا ہے اور قبل
اسکے حضرت نے جناب امیرؑ کو نعلین مبارک واسطے مرمت کے
عطا فرمائے تہے اور حضرت مرمت کر رہے تہے انتہی پس الحمد للہ
ثم الحمد للہ کہ اس روایت سے حضرت شیخین کا غیر مجاہد فی سبیل اللہ اور غیر مقاتل
علی الدین ہونا بنص رسول ثابت ہوا اور قلوب کا اونکے ایمان کے لیے غیر ممتحن
ہونا ظاہر ہوا کہ بجز کافر کوئی اسکا منکر نہین ہو سکتا پس نہ معلوم کہ وہ لوگ
کیونکر مصداق اس آیہ کریمہ کے ہو سکتے ہین اور اسی روایت سے شیخین کا
حامی کفار اشرار ہونا اور موجب غضب سرور مختار ہونا بہی بخوبی واضح
ہو بلکہ خلیفہ دوم کا بالخصوص حمایت کفار و تصدیق صدیق یار غار پر

نص رسول ربود ن
شیخین غیر مقاتل
عن الدین و غیر
ممتحن بودن قلوب بایمان

دلدادہ ہونا نمایان ہوا کہ باوصف ملاحظ غضب وتغیر روے رسول
تصدیق کفار وصدیق سے باز نہ آئے اور باانیمہ اسکے متمنی ہوے کہ
اون اوصاف کے ساتھ متصف ہون جن اوصاف کو حضرت نے بعد
غضبناک ہو نیکے فرمایا بہرکیف اب اس جملہ واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً الخ
کو ساتھ اوس جملہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ کے ملا کر اہل
انصاف نتیجہ نکال لیں کہ مصداق اس آیہ کریمہ کا کون شخص ہے جس سے
آنحضرت یہ اوصاف نفی فرماتے ہیں یا وہ شخص جسکے لیے حضرت ان
اوصاف کا اثبات فرماتے ہین ثانیاً قولہ تعالی فسوف یاتی اللہ بقوم
یعنی بس لاویگا خدا اوس قوم کو جسے خدا دوست رکھتا ہے اور وہ
خدا کو دوست رکھتا ہے پس یہ وہ جملہ ہے جس سے ساری ترکیبین اہلسنت
کی ہوا ہو جاتی ہین اور مطلوب اہل حق مثل آفتاب تابان ونمایان
ہوتا ہے کیونکہ جیسا صدر آیہ من یرتد منکم عن دینہ سے ارتداد اون
صحابہ کا جنھون نے نفس رسول سے قتال کیا اور انکار امامت کیا معلوم
ہوا ویسا ہی اس جملہ سے تعین جناب امیر باتصاف این صفات ظاہر ہوا
کیونکہ باتفاق فریقین باخبار متواترہ جناب امیر کا متصف ہونا ان اوصاف
کے ساتھ بنص رسول ظاہر ہے چنانچہ خود شاہ ولی اللہ صاحب سا
متعصب اس روایت کا ناقل ہو کما فی ازالۃ الخفا از انجملہ آنکہ در غزوہ
خیبر در فتح حصنی از حصون درنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضی
دادند وبا نجانب روان ساختند فتح آن حصن بر دست او متحقق گشت
قال محمد بن اسحق حدثنی بریدہ بن سفیان عن ابیہ عن سلمہ بن
الاکوع قال بعث رسول اللہ صلعم ابا بکر برایتہ الی بعض حصون

ص ۲۵۹
ازالۃ الخفا
مقصد دوم

خیبر فقاتل ورجع ولم یکن فتح وقد جهد ثم بعث من الغد عمر
فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح وقد جهد فقال رسول الله ؐ لاعطین
الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله کرار
غیر فرار لا یرجع حتی یفتح الله علی یدیه قال یقول سلمه فدعا
علیا وهو ارمد العینین فتفل فی عینیه ثم قال هذه الرایة فامض
بها حتی یفتح الله علیک قال یقول سلمه فخرج بها یهرول هرولة
وانا خلفه نتبع اثره حتی رکز رایته فی رخم من حجارة تحت الحصن
فاطلع الیه الیهود من راس الحصن قالوا من انت قال انا علی
بن ابیطالب قال تقول الیهود علوتم وما انزل علی موسی او کما
قال فما رجع حتی فتح الله علی یدیه قال ابن اسحق حدثنی عبد الله
بن حسن عن بعض اهله عن ابی رافع مولی رسول الله قال خرجنا
مع علی بن ابیطالب حین بعثه رسول الله ؐ برایته فلما دنا الحصن
خرج الیه اهله فقاتلهم فضربه رجل من یهود فطرح ترسه
من یده فتناول علی بابا کان عند الحصن فتترس به عن نفسه
فلم یزل فی یده وهو یقاتل حتی فتح الله علی یدیه ثم القاه من
یده حین فرغ فلقد رایتنی فی نفر سبعة انا ثامنهم نجهد علی ان نقلب
ذلک الباب فما نقدر اخرج البخاری عن سلمه بن الاکوع قال کان
علی بن ابیطالب تخلف عن النبی فی خیبر فکان رمدا وقال انا اتخلف
عن النبی ؐ فلحق به فلما بتنا اللیلة التی فتحت قال لاعطین الرایة
غدا او لیاخذن الرایة غدا رجل یحبه الله ورسوله یفتح الله
علیه فنحن نرجوها فقیل هذا علی فاعطاه ففتح علیه انتهی

مص ان روایات کا یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے ابوبکر کو علم لیکر جنگ خیبر میں روانہ کیا بلا فتح کئی واپس آئے دوسرے
روز عمر کو روانہ کیا وہ بھی بہت مشقت اوٹھا کر بھاگ آئے پس فرمایا
حضرت نے کل ہم اوس شخص کو علم دینگے جو خدا اور رسول کو دوست
رکھتا ہی اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہین وہ شخص کرار ہو
نہ فرار نہ پلٹیگا جبتک اس جنگ کو فتح نہ کرے پس طلب کیا حضرت
علیؑ کو حالانکہ آنکھین حضرت کی جوش کرآئی تھین پس لعاب دہن
لگا دیا اور علم دیکر فرمایا تم جاؤ اور جاؤ یہانتک کہ خدا تمہارے ہاتھو نپر
فتح کرے سلمہ ناقل ہے کہ چلے جناب امیر حرولہ کرتے ہوئے یعنی دوڑتے
ہوئے اور ہم پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے یہانتک کہ جناب امیرؑ نے متصل
قلعہ پہونچکر نشان فتح توامان کو اوس سنگ سخت پر نصب کر دیا ایک
یہودی نے بالاے قلعہ سے پوچھا تم کون ہو حضرت نے فرمایا مین ہون
علی بن ابیطالب اوس یہودی نے کہا قسم بتوریت موسی تملوگ عالی اور
غالب ہوئے پس حضرت نے مراجعت نفرمائی یہانتک کہ اوس قلعہ کو
فتح کیا اور ابی رافع مولے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے
ہے کہ جب جناب امیرؑ متصل قلعہ پہونچے اور قتل شروع ہوا تو ایک
یہودی نے ضربت لگائی جس سے سپر چھوٹ پڑی پس جناب امیرؑ
نے در قلعہ خیبر کو دست مبارک مین لیکر بجاے سپر قرار دیا اور اوسی
سپر کے ساتھ لڑتے رہے یہانتک کہ قلعہ فتح ہوا بعد اوسکے حضرت نے
اوس در کو پھینکدیا ہم لوگ سات آدمی ملکر چاہتے تھے کہ اوسکو حرکت
دین مگر باوصف کمال کوشش اوسکو جنبش تک نہوئی اور بخاری نے

روایت کی ہو کہ جناب امیر کو آشوب چشم ہوا تہا اسوجہ سے ساتھہ حضرت
رسالت پناہ کے نہ گئے بعد اوسکے کہا کہ ہم رسول سے جدا رہین پس
ملحق ہوئے ساتھہ حضرت کے جس صبحکو قلعہ فتح ہوا اوس شب کو حضرت
رسول نے فرمایا کل ہم علم اوسکو دینگے جسے خدا اور رسول دوست
رکہتے ہین پس ہم سب متمنی تہے مگر حضرت نے جناب امیر کو علم عطا فرمایا
اب کہان ہین ارباب انصاف و تارکین جدل و اعتساف جنکو پروردگار
عالم نے چشم بینا گوش شنوا کرامت فرمایا ہے وہ آئین اور اہلسنت
کی بے انصافی و دشمنی عقل و دین کو ملاحظہ کرین اور انکی مخالفت
خدا اور رسول کی داد دین کہ جنکو خدا اور رسول مرتد فرمائے اونکو یہ لوگ
خلیفہ اور مبشر بالجنۃ کہتے ہین اور جنسے رسول مکرم ناراض و غضبناک
ہون اور بتکرار اونکے قلوب کو غیر ممتحن اور اونکو غیر مقاتل علی الدین
فرمائے اونہین کو یہ لوگ بالخصوص مقاتل علی الدین و قاتل
مرتدین مصداق آیہ کریمہ من یرتد منکم عن دینہ یاتین اور جس سے
آنحضرت تبرا فرماتے تہے اوسکو بہی بذریعہ صحابیت ابوبکر مصداق
آیہ مذکورہ قرار دیتے ہین اور جنکو آنحضرت بنص جلی یحب اللہ ورسولہ
ویحبہ اللہ و رسولہ سے نکالین اونہین کو یہ لوگ مصداق
یحبون اللہ ویحبہم بناتے ہین اور جسکو خدا اور رسول مقاتل علی
الدین اور قاتل قاسطین ناکثین مارقین عن الدین فرمائے اور تخصیص
رجلا یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ فرمائے اوسکو اس
آیہ سے نکالتے ہین اس ناانصافی و مخالفت خدا اور رسول کا علاج بجز
احکم الحاکمین کس سے ممکن ہے بہر کیف الحمد للہ کہ جیسا روایات سابقہ

سے شیخین کا بالخصوص بنص رسول لیضربنکم علی الدین سے خارج
ہونا اور جناب امیرؑ کا متصف ہونا ثابت ہوا ویسا ہی اس حدیث
خیبری سے شیخین کا فرار ہونا اور یحب اللہ ورسولہ سے خارج ہونا
اور جناب امیرؑ کا کرار اور متصف ہونا ساتھ یحب اللہ ورسولہ کے ثابت
ہوا جسکے بعد پھر کسی کو کوئی جائے تامل باقی نہ رہیگا اور کیونکر اہلسنت
ابوبکر کو یحبہم ویحبونہ کا مصداق بنا سکتے ہیں کیونکہ خود جناب باری تعؔ
کو یہ امر معلوم تہا معاذ اللہ کہ ابوبکر خدا سے راضی ہے حتی کہ نوبت
استفسار آئی جیساکہ ازالۃ الخفا میں ہے پس جب خدا کو رضائے
ابوبکر ہے اپنے سے نہ معلوم تھے تو حیا ذاً باللہ ایسا کذب صریح
خدا کیونکر کرے گا کہ یحبونہ رابعاً جملہ اذلۃ علی المومنین بہی خاص صفت
جناب امیرؑ ہے کہ باتفاق فریقین خضوع وخشوع و تواضع وانکسار
آنحضرتؐ مسلم ہے بخلاف شیخین کہ بڑے صاحب تو یہی فرماتے تھے
واعلموا ان لی شیطانا لیعتریبی فاذا رایتمونی غضبت فاجتنبونی
لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم یعنی جان رکھو کہ مجہپر ایک شیطان
مسلط ہوتا ہے جب ہم غضب میں آیا کریں تو اپنے کو ہمسے بچاؤ چنانچہ
براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ میں ہے و بدانید کہ مرا شیطانیست کہ
عارض میشود ہرگاہ کہ بیند کہ عصیان کنم ازمن اجتناب نمائید الخ
پس مصداق اذلۃ علی المومنین کیونکر ہونگے اور دربارہ خلیفہ دوم حاجت
استشہاد نہیں کہ ازواج نبی تک اونکو افظ اغلظ کہتی تہیں صحابہ نے
اونکی تولیت سے اسیوجہ سے انکار کیا تہا بلکہ الیسی فظاظت تہی کہ عورتوں کا
اسقاط ہوجاتا تہا کما فی ازالۃ الخفا خامساً جملہ اعزۃ علی الکافرین بہی

لےؔ اس جملہ کی صحت اور
توثیق و تصدیق میں کتب معتبرہ
اہلسنت سے کنز العمال نمبر ۲ جلد
اول کتاب سعد السنتہ
العمال من ۱۳۱ میں
در ذمہ ہے ۱۲ سن ؎

صؔ ۱۳ قلمی
فصل اول باب اول
صواعق محرقہ

شیخین سے مفقود تہا کیونکہ سختی و غلبہ کفار پر توجب حاصل ہو کہ کسی کافر کو
قتل کیا ہو اور وہ یہان بالکل مفقود بلکہ برعکس اسکے ہمیشہ کفار و منافقین کے
حمایت کیا کرتے تھے گو اس حمایت سے رسول مقبول کو ایذا ہو غضبناک
ہون رنگ چہرہ مبارک فرط غضب سے متغیر ہو جاے مگر انکو بمقابلہ
حمایت کفار و تصدیق صدیق اسکے کچہ پروا بہی نہوتی تہی چنانچہ سابقاً
صحیح مسلم سے مذکور ہوا کہ بمقابلہ حضرت سلمان فارسی و بلال و صہیب
صحابہ رسول خلیفہ اول نے ابوسفیان کی حمایت کیا جسپر رسول نے
فرمایا ان اغضبتہم فقد اغضبت ربک یعنی اگر تونے اون لوگون کو
غضبناک کیا تو اپنے خدا کو غضب مین لایا اور ابہی ازالۃ الخفا سے مذکور
ہوا کہ کفار قریش کی حمایت اور جانب داری کی جسپر حضرت غضبناک
ہوے منجہلے صاحب نے تو اور بہی کمال کیا کہ حالانکہ دیکہ چکے تہے کہ
بڑے صاحب کی تقریر سے حضرت کو تغیر ہوا مگر اسپر بہی بمتابعت اول
حمایت کفار سے باز نہ آئے اور جناب رسول کو غضبناک کیا ۝ سادساً
جملہ یجاہدون فی سبیل اللہ بہی بتوضیح صریح ظاہر کرتا ہے کہ جناب
امیر مراد ہین حتی کہ شیخین سے کسی جہاد مین ایک کافر بہی نہ مارا گیا
ازینجاست کہ ابوبکر براے نام بہی کسی لڑائی مین مرتدین کے شریک
نہوے بخلاف جناب امیر کہ مثل جناب رسالتماب ہمیشہ جنگ ناکثین
و قاسطین و مارقین مین بنفس نفیس شریک جہاد تہے و خود مجاہد رہے
اور ظاہر ہے کہ بلا وجہ کوئی معنی حقیقی کو چہوڑ کر معنے مجازی قبول نہ
کریگا اور بلا ضرورت گرد تاویل نہ جائیگا چنانچہ بکلام مولوی عبد الحی لکہنوی
رسالہ سعی مشکور سے سابقاً منقول ہوا پس ہرگاہ بلا تاویل یجاہدون

کا اطلاق صحیح جناب امیرؑ پر بلا معارض ہوتا ہے تو کیون ناحق کی تاویل
قبول ہو از ینجاست کہ روایات اہلبیت طاہرین علیہم السلام سے ظاہر
ہوتا ہے کہ مراد اس آیہ کریمہ سے جناب امیرؑ ہین چنانچہ مولانا طبرسی
تفسیر مجمع البیان مین فرماتے ہین فی تفسیر ہذہ الآیۃ ہم امیر المومنین
واصحابہ حین قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین وروی
ذلک عن عمار وحذیفہ وابن عباس وھو المروی عن ابی جعفر
وابی عبد اللہ انتہی یعنی مراد اس آیہ سے جناب امیرؑ اور اصحاب آنحضرت
ہین جب جہاد کیا ناکثین وقاسطین ومارقین سے اور یہی روایت
عمار بن یاسر وحذیفہ وابن عباس اور جناب امام محمد باقرؑ وامام جعفر صادق
علیہم السلام سے منقول ہے اور جناب سید مرتضی علم الہدی اعلی اللہ
مقامہ نے کتاب شافی مین نقل کیا ہے کہ جناب امیرؑ نے بروز بصرہ یعنی
جنگ جمل فرمایا قسم خدا کی آج تک صاحبان اس آیہ کے قتل نہوئے تھے
پھر اس آیہ کی تلاوت فرمائی اور حضرت عمار وحذیفہ سے بھی مثل اسکے منقول
ہو سابعاً سوید مطلوب الحق آیہ مابعد یعنی انما ولیکم اللہ ورسولہ ہے جو
باتفاق دربارہ جناب امیرؑ وارد ہے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا پس تعجب ہے
اہلسنت سے کہ ایسے آیات صریحہ کو بتاویلات قبیحہ اپنے خلیفہ کے
بارہ مین لاتے ہین اور خدا اور رسول سے بھی نہین شرماتے چہ دلاور است
دزدے کہ بکف چراغ دارد جو لوگ مصداق یا ایہا الذین امنوا من
یرتد منکم عن دینہ ہون وہ زبردستی کیونکر داخل تحت فسوف
یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ ہو سکتے ہین وفی ہذا کفایۃ لاہل
الہدایۃ ولولا غرابۃ المقام لاطنبت الکلام فی تفسیر ہذہ

الآیۃ ومن اراد التفصیل فلیرجع الی عبقات الانوار قال

المجیب اور ان لوگون کو کسی نے اہلسنت وجماعت سے صحابہ نہین

کہا ہی اور نہ کوئی انکی عظمت وبزرگی کا معتقد ہے اقول بعون اللہ

العلی الاکبر شاہصاحب تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین و ہیچ

کس از اہلسنت اجماعمہ اصحابی نمی گوید ومعتقد خوبی وبزرگی آنہا نمیشود

الخ جس سے معلوم ہوا کہ صحابیت کو اعتقاد عظمت وبزرگی لازم ہے

جیسا کہ مسئلہ اجماعیہ اہلسنت ہے بہر کیف یہ کلام ہیر و مرید بوجوہ عدیدہ

باطل ہی اما اولا پس اسلئے کہ اگر مراد یہ ہی کہ وہ لوگ یعنے مانعین کو وہ

جنکو یہ حضرات بنام مرتدین یاد کرتے ہین کسیطرح صحابی رسول نہ تھے

نہ لغۃ نہ اصطلاحاً نہ اونکو جناب سالتمآب نے صحابی فرمایا نہ اہلسنت نے

تو ہر چند بلا کلفت ومشقت مطلب الحق ثابت ہوا کیونکہ ہرگاہ وہ لوگ

کسیطرح اصحاب نہوے تو اسیطرح مصداق حدیث اصحابی بہی نہوے

پس بجز افراد کبار صحابہ کوئی شخص مصداق اسکا نہ ٹھہرا وہو المطلوب لکن

یہ کل شقین مخاطب کے باطل ہین اما لغۃ پس قاموس مین ہے صحبہ

کسمعہ صحابۃ ویکسر وصحبۃ بالضم عاشرہ الخ یعنی صاحب بلنحو

صحبت سے ہی پس جو جسکے ساتھ رہا اور معاشرت کیا وہ اوسکا صاحب ہے

اور تعلیق عجیب مین ہی الا صحاب اللغویۃ بمعنی من صاحب النبی الخ

یعنی اصحاب لغوی وہ ہی جو نبی کے ساتھ رہا ہو ازینجاست کہ کلام باری

تعالی مین جہان لفظ صاحب وارد ہے وہان بہی معنی لغوی مراد ہے

مثل یا صاحبی السجن یا اذ قال لصاحبہ لا تحزن کی کیونکہ خود شاہصاحب

نے تحفہ مین فرمایا ہے وحمل معانی قرآن بالاجماع بر معانی عرفیہ لغت است

تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۲

تعلیق عجیب بمعنی اصحاب

ص ۲۵۱

اور ظاہر ہے کہ یہی لغوی شرف صحابیت جیساکہ مالک وغیرہ کو حاصل بتادیا ہی خلفاے ثلثہ وغیرہ کو بہی اور اس معنی سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ مرتدین مزعومین کو صحابیت بالمعنی اللغوی حاصل نہتی جیساکہ خود مجیب نے بہی اسکو قبول کیاہے کہ اصحاب کے معنی لغت مین ساتھی کے ہین اور چند اشخاص انکے الخ اما اصطلاحاً پس نزہۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر ابن حجر عسقلانی مین ہی کہ محصل اوسکا یہ ہی صحابی وہ ہی جو ملاقات کرے رسولخدا سے درحالیکہ ایمان لایا ہو آنحضرت کے ساتھ اور مرے اسلام پر اگرچہ بیچ مین مرتد ہوگیا ہو الخ اور خاتم علماے سنیہ فاضل معاصر عبدالحی تعلیق عجیب مین فرماتے ہین الاصحاب الاصطلاحیۃ وہم الذین صحبوا النبی مع الایمان وماتوا علیہ الخ یعنی اصحاب اصطلاحی وہ ہی جو صحبت نبی مین رہا باایمان اور باایمان مرا اور بخاری مین ہی من صحبت النبی او راٰہ من المسلمین فہو من اصحابہ یعنی جسنے صحبت کیا رسول کے ساتھ مسلمانونسے پس وہ اصحاب سے آنحضرت کے ہی اور امام نووی شرح صحیح مسلم مین فرماتے ہین اما الصحابی فہو کل مسلم راٰی رسول اللّٰہ ولو لحظۃ ہذا ہو الصحیح فی حدہ وہو مذہب احمد بن حنبل وابی عبد اللّٰہ البخاری یعنی صحابی وہ ہی کہ جس مسلمان نے رسولخدا کو دیکہا ہو گو ایک ہی لحظہ سہی اور یہی تعریف صحیح ہے اور یہی مذہب امام احمد اور بخاری ہی اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین قال محمد بن حزم الصحابۃ کلہم من اہل الجنۃ قال اللّٰہ تعالیٰ لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم

نزہۃ النظر مطبوعہ دہلی

درجة الآية وقال تعالى ان الذين سبقت لهم منا الحسنى اولئك
عنها مبعدون فثبت ان الجميع من اهل الجنة وانه لا يدخل
منهم النار لانهم المخاطبون بالآية اور ظاہر ہے کہ اس معنی
اصطلاحی کے مطابق بھی مالک بن نویرہ صحابی بنی تابع الایمان اور
موت اوسکی بھی علی الاسلام ہوئے چنانچہ سابقاً قول ابن روزبہان
کانوا اصحابه فی حیوته مذکور ہوا یعنے تھے وہ مانعین زکوۃ و مرتدین
اصحاب حضرت کے حیات آنحضرت مین اور قول خلیفہ دوم فانہ قتل
مسلما فاقتله به مسطور ہوا کہ خلیفہ دوم نے کہا خالد نے ایک مسلمان
کو قتل کیا پس بعوض اوسکے خالد کو قتل کرنا چاہیے پس الحمد للہ کہ
اس تقریر سے مالک بن نویرہ کا صحابی لغوی و اصطلاحی ہونا ثابت
ہوا اور کلام رسول و خلیفہ دوم و علمائے اہلسنت سے بھی صحابیت
اوسکی مسلم ہے اگر اسپر بھی تسکین خاطر عصبیت مآثر نہو تو اسد الغابۃ
فی معرفۃ الصحابہ محدث جزری ملاحظہ ہو جو صرف ذکر اصحاب مین ہے
کہ ترجمہ مالک بن نویرہ مین لکھتے ہین فامر ابو بکر برد السبی و ودے
مالکا من بیت المال فهذا اجمعه ذکره الطبری وغیره من
الائمة ویدل علی انه لم یرتد وقد ذکروا فی الصحابة ابعد من
هذا الخ فهذا اجمیعه یدل علی انه مسلم انتهى یعنی حکم کیا ابوبکر نے
ساتھ رو سبایا کے اور مالک کے دیت بیت المال سے دلوائی ان
کل امور کو طبری و دیگر ائمہ نے ذکر کیا ہے اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر
کہ مالک مرتد نہوا اور محدثین نے اون لوگون کو صحابہ مین ذکر کیا ہے
جو بہ نسبت مالک صحابیت سے نہایت بعید تھے پس ان باتو نسے

ف
مالک بن نویرہ کو صحابی
رسول اللہ ہونا ثابت ہے علمائے

اسد الغابۃ
فی معرفۃ الصحابۃ

معلوم ہوا کہ مالک مسلم تھا انتہی مختصرہ پس اس سے صحابیت اور اسلام
مالک کا بخوبی ثابت ہوا کہ محدث جزری ویگر محدثین و مصنفین پر
طاعن ہین جو مالک بن نویرہ کو اسامی صحابہ مین نہین لکھتے حالانکہ
جسکی صحابیت بمراتب مگر واقعی اس سے ابعد ہے اوسکو درج
زمرہ صحابہ کرتے ہین ثانیاً اگرچہ محب نے بتقلید شاہ جی یہان مالک
کی صحابیت سے انکار کیا مگر مولوی حیدر علی منتہی الکلام مین جہان
بکمال وقت نظر بر خلاف اپنے اوستادوں کے قایل باسلام مالک
خلیفہ دوم ہوئے ہین وہان قایل بصحابیت بہی ہوئے اور نفس
صحابیت سے کیطرح انکار نکیا نہ معنے اصطلاحی سے نہ معنی لغوی
سے گو بے بصیرتی اور جفاۃ اعراب کے ساتھ تعبیر کیا جیسا کہ سابقاً
مذکور ہوا مگر واقعی احوال حضرات اہلسنت عجب بوقلمون وملون بالوان
گوناگون ہے کیونکہ بعض حضرات تو مالک عم کو یکدم مرتد و کافر قرار
دیتے ہین جیسا کہ شاہ صاحب و ابن روزبہان وغیرہ کے کلام سے منقول
ہوا اور بعض حضرات اونکو مسلمان کامل الایمان بیان کرتے ہین جیسا کہ
خود خلیفہ دوم نے جنکو یہ حضرات ازراہ غلو معصوم بہی کہتے ہین مع دیگر
صحابہ کبار و مہاجرین و انصار کے اوسکو مسلم و مومن کہا اور بحمایت اوسکے
خلیفہ اول سے طالب قصاص ہوئے کہ خالد سیف اللہ کو یا قتل کر دیا رجم
کر دیا معزول کر دیا تا انکہ خلافتماب منے بعد حصول خلافت اول کام عزل
خالد قاتل مالک خود کیا بلکہ خود خلیفہ اول بہی اسی کے قائل ہوئے کہ
مالک مسلمان و مومن تھا خالد نے بخطاے اجتہادی اوسکو قتل کیا اور
اوسکی زوجہ سے زنا کیا از خجالت دیت آخر دیت مالک کی بیت المال سے

دلوائے اور بعض حضرات اہلسنت جوازین سو ماندہ وازان بعد در
ماندہ ہین بفحوائے مذبذبین بین ذلک لا الی ھولاء ولا الی ھولاء
اونہون نے یہ مذہب اختراع کیا کہ خلیفہ دوم کے خوش کرنیکو اون کے
مالک کو مسلمان کہا اور خلیفہ اول کے قتل کرانے کی تصحیح کے لیے محدث
اور خالد سیف ابو بکر کی خوشامد مین اوسکو جفاۃ اعراب غیر کامل الایمان
مین ملا یا جسمین بقول عینی و قسطلانی خلیفہ ثانی بہی داخل تھے حالانکہ
اوسکی بصیرت و علم و کمال کی اسدرجہ قایل ہین کہ اوسنے منع زکوۃ پر
ایسا استدلال کیا کہ خلیفہ وغیرہ سے کچھ جواب اوسکا نہو سکا جیسا کہ
کلام امام فخر رازی سے خود مولویصاحب ناقل ہین کمامر اور یہ مذہب
مولوی حیدر علی کا ہے کہ اپنے ساتھ کرمانی کو بہی شریک کرتے ہین ثالثاً
مین کہہ سکتا ہون کہ مالک بن نویرہ محض مسلمان باایمان ہے نہ تنہا جو شہادت
ابو قتادہ انصاری و عبد اللہ بن عمر و خلیفہ دوم حضرت عمر و جناب امیر
و سعد بن ابی وقاص و طلحہ بن عبد اللہ بلکہ بشہادت خود خلیفہ اول و دیگر
مہاجرین و انصار جو خالد کو قتل سے مانع تھے ثابت ہو بلکہ جید اوصاف حمیدہ
و اخلاق پسندیدہ کے ساتھ موصوف تہا جو اوصاف خلفاے ثلثہ کی صفات سے
افضل تھے مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی مین ہے قال عمر بن الخطاب
لمتمم بن نویرہ ما بلغ من حزنك علی اخیك فقال لقد مكثت سنة
ما انام بليل حتی اصبح وما رايت نارا رفعت بليل الا ظننت
ان نفسی ستخرج اذكر بها نار اخی انه كان يامر بالنار فيوقد حتی
يصبح مخافة ان يبيت ضيف قريبا منه فمتی راى النار يلوی الی
الرحل وهو بالضيف ياتی متحدا السرهن القوم لقدم عليهم

تشئید المطاعن صفحہ ۱۲۰۶ جلد اول

القادم بعد من السفر البعید فقال عمر اکرم به و قال عمر یوماً لمتمم
خبرنا عن اخیک قال یا امیر المومنین لقد اسرت مرة فی حی من
احیاء العرب فاقبل اخی فماهو الا ان طلع علی الحاضرین فما احد
کان قاعداً الا قام و لا بقیت امرءة الا تطلعت من خلال
البیوت فما نزل عن جمله حتی لقونی فی رمتی فخلنی هو فقال عمر ان
هذا هو الشرف انتهی یعنی ایکروز عمر نے متمم بن نویرہ برادر مالک سے
پوچھا کہ تیرا غم والم صدمۂ مالک مین کسقدر رجہ پر تہا اوسنے کہا ایکسال
تک ہم رات کو نہ سوئے اور جب کسیکے یہان دیکہا کہ آگ روشن ہے تو
یہ معلوم ہوتا تہا کہ اب میرے روح مفارقت کرتی ہے کیونکہ ہمکو اپنے
بہائی کی آتش افروزی یاد پڑتی تہی جو شب کو مسافر ادر مہمانون کے لیئے
روشن کرتا تہا جب کوئی مہمان اوسکے یہان آتا تہا تو اوسکو ویسے خوشی ہوتی
تہی کہ کسی کا عزیز بعد مفارقت شدید بلاد بعید سے آوے اور اوسکے اقارب
مسرور ہون عمر نے کہا کیا خوب کریم تہا اور پہر عمر نے متمم سے کہا کہ کچہ اپنے
برادر مالک کا حال بیان کر تو اوسنے کہا ایکدفعہ ہم ایک قبیلہ مین قبایل عرب
سے گرفتار ہوے جب یہ خبر بہائی کو پہونچی تو وہ آیا اوسوقت کوئی شخص اوس
قبیلہ کا ایسا نہ تہا کہ اوسکی تعظیم کے لیئے استادہ ہوا تمام عورتین اندرون
مکانات سے اوسکے دیکہنے کے لیئے نکل آئین وہ اپنے ناقہ ہی پر سوار تہا
کہ لوگون نے ہمکو رہا کیا پس کہا عمر نے کہ یہی اصل شرف ہے انتہی اور اگر
ان صفات سے قطع نظر کرین تو خود صفت صحابیت کیا کم ہے جو یقینی
بتصریح خود مولوی صاحب حاصل ہے اور اوسنے فضایل و مناقب صحابہ
سے علاوہ عدالت و وجوب جنت و تیقن مغفرت و حصول خلافت یہی

ص ۲۲۹
منتهی الکلام

کہ برخلاف نص رسول خود مولوی صاحب منتهی الکلام مین فرماتے ہین لہذا
مذہب منصور ہمین است کہ غیر از صحابہ ہر چند مطیع و متقی باشد بدرجہ
ایشان نمی رسد این نکتہ را بالمیت در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس
است انتہی ازینجا است کہ صحابی اگرچہ مرتکب اکبر کبایر و ملعون من
جانب خدا و رسول و یقیناً باغی و خارجی و قاتل صحابہ کبار رسول مختار ہو
مگر غیر صحابی سے یقیناً حتماً و جزماً افضل ہو بلکہ اوسکے گھوڑے کے قدم
کی خاک بہتر ہے اوس شخص سے جو صحابی رسول نہو اگرچہ وہ خود اہلسنت
کے نزدیک مہدی موعود و خلیفہ راشد یا ملحق بخلفاے راشدین ہو جس
بعد نبوت کوئی درجہ انکے یہان افضل نہین ہے بلکہ اگرچہ وہ خلیفہ راشد
اولاد و احفاد خلیفہ دوم سے ہو جسکے بارہ مین فرماتے تھے کہ دنیا کبھی منقضی
نہوگی یہانتک کہ ایک شخص میری اولاد سے پیدا ہو کہ دنیا کو مملو کرے
عدل و داد سے اور اوسکو علماے اہلسنت امام مہدی کہتے ہون اور
برکت عدل سے اوسکی شیر و بکری ایکجا بسر کرتے ہون جیسا کہ عمر بن عبد العزیز
کے بارے مین مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین لکھتے ہین معہذا لک معاویہ
بوجہ صحابی رسول ہونیکے باوصف ملعون رسول و باغی ہونیکے غبار قدم
اسپ اوسکی افضل قرار پائی تمام عمر عمر بن عبد العزیز سے ہے چنانچہ صواعق محرقہ
مین ہی ازین وجہ بود کہ چون از عبد اللہ مبارک کہ بہ جلالت قدر و کثرت علم
او بر اہل عالم مخفی نیست پرسیدند کہ معاویہ افضل است یا عمر بن عبد العزیز
عبد اللہ بن مبارک گفت غباریکہ در بینی اسپ معاویہ رفتہ در خدمت
رسول بہتر است از عمر بن عبد العزیز چندین و چندین بار اشارت کرد
است باین لفظ کہ فضیلت صحبت رسول را ہیچ چیز مقاومت و برابری

ص ۲۱۳
ازالۃ الغین
مقالۂ سادس

ص ۲۱۴
صواعق محرقہ

بان نمی تواند کرد الخ اور خود مولوی صاحب نے بہی ان جملہ مطالب کو تسلیم
کیا ہے پس جاے تعجب ہے کہ با وصف ان فضایل و مناقب صحابہ کے
خود ہی اہلسنت محبت خالد بن ولید زانی مین ایسے والہ و فریفتہ
ہوتے ہین کہ بغرض پردہ دہی اوسکے اپنے عمر کے مالک سے صحابی باایمان
کو مرتد و کافر کہتے ہین حالانکہ مالک حضرت عمر شرف و کرم مین بنص
خلیفہ دوم کہین افضل تھے خلفاے ثلثہ سے بلکہ علاوہ شرف و کرم کے
چند اوصاف مین ثلثہ سے افضل تھے کیونکہ حسب تحقیقات حضرات
اہلسنت اوسکو لیاقت خلافت خاصہ حاصل تہی جس سے جناب امیر
کو عیاذاً باللہ خارج کرتے ہین اگرچہ معاویہ کو اوسمین شامل کرتے ہین
جیساکہ ناظرین ازالۃ الخفا پر مخفی نہین ہے اور وجہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب
کیطرف سے متولی صدقات تہا چنانچہ خود چہوٹے شاہ صاحب تحفہ مین
فرماتے ہین اتفاقا سریہ کہ ابو قتادہ انصاری نیز در میان شان بودہ
مالک بن نویرہ راکہ بامر آنحضرت ریاست بطاح و خدمت اخذ
صدقات آن نواحی بوی تعلق داشت الخ اور مولویصاحب بہی اسکے
مقر ہین جس سے معلوم ہوا کہ عہد جناب رسالتمآب سے تا وقت قتل
مالک مالک زمام ریاست بطاح و اخذ صدقات من جانب رسول
اللہ تہا اور اسی قدر عہدجات کو بلکہ اس سے اقل مراتب کو بڑے شاہصاحب
یعنے شاہ ولی اللہ اسباب خلافت خاصہ سے جانتے ہین جو مخصوص
بخلفاے ثلثہ ہوا چنانچہ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین واز لوازم خلافت
خاصہ آنست کہ آنحضرت با خلیفہ معاملہ فرماید مرات بسیارہ و کرات
بیشمار چنانکہ امیر با منتظر الامارہ میکند قولا و فعلا الخ اور یہ امر بالیقین

تفضیل مالک بن نویرہ بر خلفاے ثلثہ

تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۳۵

ازالۃ الخفا ص ۱۳ مقصد اول

مالک کو حاصل تہا کیونکہ یہ معاملہ عہد رسول سے تا وقت قتل اوسکو
حاصل تہا اور نیز اوسی کتاب مین ہے سوم آنکہ در حیات خود آن شخص
را بکارہائیکہ متعلق بنفس مبارک آنحضرت است من حیث النبوۃ
امر فرماید الخ اور اسکا تحقق بہی بیان بدیہی ہے کہ جس امر کے بارہ مین
خود نفس نفیس آنحضرت کو من حیث النبوۃ حکم تہا کہ خذ من اموالہم
صدقۃ تھی کہ یہی تخصیص موجب اوہام فاسدہ مانعین زکوۃ ہوئے
اوسکو حضرت نے مالک سے متعلق فرمایا تہا اور ہمیشہ اسی عہدہ پر رہا
سبحان اللہ جناب رسالتمآب کا یہ فرمانا کہ ہم فارس و روم کے
مالک ہونگے وہیں حقیت خلافت خلفا ہو حالانکہ جیسا کہ حضرت نے
غلبۂ فارس وغیرہ کی خبر دی تہی ویسا ہی تمام روے زمین پر اپنے
تسلط کو فرمایا تہا جس سے بنابر اسکے کل سلاطین اسلامی کی خلافت
صحیح ہوتی ہے ولا یقول بہ احد اور یہ امر یعنے کسی صوبہ کا رئیس
مقرر کرنا اور منصب اخذ صدقات دینا جسے خود رسول دیجائین اوسکے
لیے کوئی فضیلت نہو جاے تعجب ہے اسیطرح یہ ہی کہ ایکمرتبہ خلیفہ
دوم کا متولی صدقات ہونا اور پہر اوس سے معزول ہونا دلیل خلافت
وفضیلت عمری ہو اور مالک کا اس عہدہ پر منصوب ہونا ہمیشہ سے
دلیل فضیلت مالک نہو سراسر حیرت خیز ہے بعد اسکے بڑی شاہ جی
کہتے ہین کہ خلفا جب کسی کو متولی امر مسلمانان کرتے تہی تو تلاش کرتے
تہے کہ آنحضرت این شخص را گاہے متولی امری ساختہ انداز امور
مسلمین اگرمی یافتند امضای عزیمت میفرمودند الخ اور یہی مالک
کو ملا تہا کہ عہد آنحضرت سے تا وقت قتل بحکم آنحضرت متولی امر بطاح

ونواح اوسکے کا تہا نشو قال و نیز قیام این شخص بامورین نسبت کردہ
شود بآنحضرت چنانکہ منسوب میشود فعل امیر در شل بعث الامیر المدینۃ
الخ اور یہ امر ہی یقیناً یہان حاصل تہا کہ مالک کا صدقات لینا بیشک
منسوب ہوتا تہا آنحضرت کیطرف والا مخالفت خذ من اموالھم کی
لازم آتی ہے اور بالخصوص یہ امر ایسا تہا کہ بجز رسول یا اوس شخص کے
جسکو حضرت تعین فرمائین کسیکو لینا ممکن نہین تہا جیسا کہ سابقاً مذکور
ہوا پس یہ ہی ایک وجہ ہوگی کہ مالک نے ابوبکر کو زکوۃ نہ دیا کیونکہ کبہی
ابوبکر مامور باخذ صدقات نہ تہے اور خود ابوبکر نے وصیت مین اپنی عمر
سے کہا کہ زکوۃ نہین ادا ہوگی جب تک متولی صحیح کو نہ دیجاے اگرچہ کوئی
تمامی دنیا کو تصدق کرے کمانی ازالۃ الخفا بالجملہ اب کون عاقل کہہ سکتا ہے
کہ ایسا شخص کسیطرح امیر مرتد و واجب قتل ہو اور اوسکے سلوک کا مرتد ہونا
حدیث حوض ہونا محال ہوئی اور اسی تقریر سے فضیلت مالک کی خلفائے
ثلثہ پر ہی بخوبی ثابت ہوئی کیونکہ بالاتفاق خلفائے ثلثہ کو کبہی ایسی ریاست
اور مثل اسکے کوئی منصب والا مفوض نہوا بلکہ برعکس اسکے مادام حیات
رسول ہمیشہ محکوم و تابع و مطیع و منقاد دیگر اشخاص رہے نہ فقط روسائے
عرب و صنادید قریش و نفس رسول کے بلکہ غلام و غلام زادگان کی
زیر حکومت رہا کیے ہرچند کیا کچہ اس بارہ مین شورش مچایا مگر ہمیشہ مثل
اپنے لشکریون کے محکوم رہے کہ زیر حکومت غلام و غلام زادگان جہاد
مین جایا کرین اور اسی بنیاد پر لعنت رسول سے سنا کیے اگر یاد نہو تو
خود تحفہ اثنا عشریہ کو ملاحظہ کیجیے کہ بڑی کوشش سے شاہ صاحب نے
ثابت فرمایا ہے کہ خلیفہ اول دو ایک بار چند آدمیون کے سردار مقرر ہوگئے

ف فرق مراتب مناقب خلفائے ثلثہ و مالک بن نویرہ۔

اگر ہر دفعہ بلا جنگ واپس آئے اور کبھی لڑنے کا بھی اتفاق ہوا ہو تو بھاگنے کے سوا اور کچھہ نہ بن پڑا تبلیغ سورۂ برارت کی خدمت بھی متعلق ہوئی تو اوس سے معزول کردیے گئے اور ظاہر ہے کہ جیسا بحالی کسی عہدہ کے بدون قابلیت ولیاقت نہیں ہوتی اوسیطرح معزولی وبرطرفی کسی عہدہ سے بالخصوص وہ معزولی جو بحکم خدا اور رسول ہو بلا علت ناقابلیت غیر ممکن ہے چنانچہ اسیوجہ سے خلیفہ صاحب کو خوف ہوا کہ کوئی آیہ قرانی دربارۂ نفاق انکے تو نازل نہوا بہت کچھہ روئے دہوئے سب کچھہ کیا مگر بجز حرمان کوئی نتیجہ نہ ملا یہ حال تھا خلیفہ اول کا خلیفہ دوم کل ایکدفعہ روبرو حضرت کے متولی صدقات ہوئے مگر اوس سے بھی معزول کیئے گئے جیساکہ تحفہ سے ظاہر ہو آخر وقت وفات رسول وہ لوگ محکوم وتابع غلام زادہ رہے جیساکہ شاہصاحب فرماتے ہیں تفصیلش آنکہ بست وششم صفر روز دوشنبہ آنحضرت امر فرمود کہ ساختگی لشکر کنند براے جنگ رومیان وانتقام زید بن حارثہ روز سہ شنبہ اسامہ بن زید را امیر لشکر ساخت و روز چہار شنبہ بست وسوم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد روز دیگر باوجود مرض بدست مبارک خود نشانی براے او درست فرمود وگفت اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ وقاتل من کفر باللہ اسامہ آن نشانرا بدست خود گرفتہ بیرون آمد وبریدہ بن الحصیب اسلمی را داد تا در ان لشکر بردارندہ نشان او باشد ودر موضع جرف منزل ساخت تا لشکر جمع شوند واعیان مہاجر وانصار مثل ابو بکر صدیق وعمر بن الخطاب وعثمان وسعد بن ابی وقاص وابو عبیدہ

تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۳۶

بن الجراح وسعد بن زید وقتادہ بن النعمان وسلمہ بن اسلم ہمہ ساختگی
گروہ ویرہ وخیمہ بیرون فرستادہ میخواستند کہ از آنجا کوچ نمایند کہ در آخر
روز چہارشنبہ واول شب پنجشنبہ مرض آنحضرت اشتداد پذیرفت وباین
سبب تہکر ودادالخ بس اس تحریر سے باوصف مخالفت واقعات اکثر
امور مین یہ بخوبی ثابت ہوا کہ خلفای ثلثہ تا آخر حیات بلکہ وقت وفات
رسول تک محکوم وتابع ومطیع اسامہ تھے جنکو خود غلام زادہ کہتے ہین اور
اسبارہ مین آنحضرت کا ایسا حکم سخت تہا کہ متخلفین پر لعنت بہی فرمایا اب
منتہاے جواب اہلسنت دربارہ تخلف صحابہ یہی ہے کہ شاہصاحب بعد اسکے
فرماتے ہین ووقت عشا از شب پنجشنبہ ابوبکر را جناب پیغمبر خلیفہ نماز فرمودند
وباین حدث ماموریا ضند الخ یعنی رسولخدا نے ابوبکر کو خلیفہ نماز کیا
حالانکہ لفظ خلیفہ نماز خود نہایت بیموقع ہے اور حکم بہ پیش نمازی ابوبکر مین
بہت کچہ گفتگو ہے کسیطرح یہ حکم رسول نہین ثابت ہوتا بلکہ مخالف اسکے
خود تحریرات اہلسنت سے ثابت ہو جیسا کہ تفصیل اسکی کتاب مستطاب
تشئید المطاعن مین بخوبی مذکور ہے بلکہ خود کلام شاہصاحب سے نقیض
اسکا ظاہر ہے کہ بعد اسکے کہتے ہین چون روز دوشنبہ دہم ربیع الاول
آنحضرت را افاقت مرض حاصل گشت مسلمانان کہ ہمراہ اسامہ متعین شدہ
بودوداع آنحضرت کردہ بیرون برآمدند اسامہ را نیز آنجناب در کنار
خود گرفتہ در حق او دعا نمودہ رخصت نمودند الخ جس سے یہ بخوبی
معلوم ہوا کہ حضرت نے ۲۶ صفر کو حکم روانگی دیا اور باوصف تاکید
شدید ۱۰ ربیع الاول تک کہ مدت چودہ روز ہوتی ہے ان لوگون نے
حکم رسول کی تعمیل نکی اور روانہ منزل مقصود نہوے اور لعن اللہ من تخلف

ذکر تخلف خلفاء ثلاثہ از جیش اسامہ بن زید

چودہ روز تک صحابہ نے حکم رسول کو معطل رکہا

عنہا کا مطلقا خیال نہ کیا اور اگر یہ خیال ہو کہ ۲۸ سے مرض حضرت پر ایسا
مستولی ہوا کہ آنحضرت کو مہلت نہ ملی اور صحابہ فرط محبت سے نہ گئے تو
غلط ہی کیونکہ خود شاہصاحب فرماتے ہین کہ روز دیگر باوجود مرض بدست
مبارک خود نشانی بر لے اودرست فرمود جس سے معلوم ہوا کہ ۲۹
کو حضرت کو افاقہ ہوا اور نشان درست فرماکر عنایت فرمایا اور اس مہم کو
ایسا عظیم تصور فرمایا کہ باوصف اس مرض شدید کے جسکی خبر حضرت نے
ایام حجۃ الوداع سے دی تہی کہ اب ہم دنیا سے مفارقت کرینگے مگر
اسپر بہی ایسی تاکید سخت فرمائی اور بالفرض تسلیم کہ ابوبکر کو حکم نماز پڑہانیکا
ہوا مگر یہ امر یقینی ہے کہ ملازمت لشکر اسامہ سے مستثنے نہوے تھے بلکہ
بطور سابق محکوم ہمراہی اسامہ تھے چنانچہ قول شاہصاحب سے ظاہر
ہی مسلمانان کہ ہمراہ اسامہ متعین شدہ بودہ وداع آنحضرت کردہ بیرون
آمدند جس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر اوس حکم سے مستثنے نہ تھے اور وہ حکم سابق
بحال رہا کہ زیر حکومت اسامہ جنگ مین جائین اور دیر نہ کرین کیونکہ بنص
شاہ عبد العزیز منجملہ متعینان لشکر اسامہ ابوبکر و عمر بہی تھے جو ۱۰ ربیع الاول
کو وداع ہونے آئے پس اگر نماز پڑہانیکا حکم ابوبکر کو ہوا بالفرض و تسلیم تو
اس سے کیونکر اعتراض رفع ہو سکتا ہے بہرکیف تحریر شاہصاحب سے
ابوبکر کا متعین ہونا ساتھ لشکر اسامہ کے بخوبی ثابت ہوا مگر بعض حضرات
اہلسنت اسقدر بہی اظہار امر حق کو نہین پسند کرتے چنانچہ خود مولوی حیدر علی
جو شاہصاحب کو اوستاد البریہ صاحب قوہ قدسیہ کے ساتھ تعبیر کرتے
ہین بکمال خیر خواہی خلیفہ اول اصل ماموریت خلیفہ کی بزیر حکومت تجہیز
جیش اسامہ منکر ہوی چنانچہ ازالۃ الغین صفحہ مین فرماتے ہین من بعد باید دانست

اہلسنت خلیفہ اول کی نسبت
[illegible] بہمراہی ہے

کہ لفظ تسلیم از ان آوردیم کہ بسیاری از متکلمین و محدثین از مامور بودن صدیق
انکار کردہ اند و ثانیہ باوجود صرف تمامی ہمت در رد و مغنی جز روایتی بسیر و پا
درین باب بیاوردہ و اہلحدیث این مقولہ بر زبان داشتہ اند کہ صدیق بجیش
اسامہ نامزد نبود و اگر کسے گفتہ محتمل است کہ از لباس ملبسین فریب خوردہ و
بخبث نیت شان بے خبر ماندہ و شاید کہ چون ابوبکر برائے اہتمام تجہیز لشکر یا
برائے ترخیص اسامہ ہمراہ او رفتہ باشد کہ عین جہاد فی سبیل اللہ و در دوینی و
غمخواری بود مردم گمان بردہ روایت نمودہ باشند کہ او ہم زیر تامیر است
انتہی جس سے معلوم ہوا کہ مولویصاحب خود ہی علی الرغم اپنے اوستاد کے
قایل بمحکومیت شیخین نہیں ہیں یہان شاہصاحب کو ایسا بیوقوف بنایا کہ ثابت
کر دیا کہ اونہوں نے دہوکھا کھایا اور ساتہی اسکے خلیفہ اول کا جہاد فی سبیل اللہ
بہی ثابت کر دیا کہ فقط اہتمام ترخیص اسامہ سے مجاہد فی سبیل اللہ ہو گئے
لیکن نہ معلوم شہود شجاعت خلیفہ اول میں اسکو بہی کیون نہ شمار کیا بہر کیف
چونکہ خرافت تقریرات ازالۃ الغین کی تمامی اہلسنت پر بخوبی ثابت ہے
لہذا حاجت اسکے تردید کرنیکی اہلحق کو نہیں ہے خود اونکے اوستاد اپنے
اس ناشدنی شاگرد سے سمجھ لین گے اور اس بیوقوف بنانے پر جو مولویصاحب
نے بوجہ تسلیم و تصدیق بنایا کو تمامی داہی دینگے کیونکہ شاہصاحب نے
بتصریح تمام بلا ردو کد ابوبکر و عمر و عثمان کو متعینان لشکر سے قرار دیا تہی کہ
ان لوگون کو کہا کہ ڈیرہ خیمہ لیکر منزل جرف میں پہونچے اور چاہتے تہے کہ کوچ
کرین کہ اس اثنا میں خبر اشتداد مرض نے تہلکہ ڈالدیا بہر کیف اذا انجر کلام
یہان گفتگو طولانی ہے کتاب تشئید المطاعن پر اس بحث کو محول کر کے مانحن فیہ
کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ تقریر اس عمدہ پر بہی بفرض و تسلیم مفید

نہین ہے کیونکہ اگر اس عہدہ پر مامور بہی ہوے تو یہ عہدہ بمقابلہ اوس عہدہ
کے جو مالک بن نویرہ کو یا اسامہ کو حاصل تہا نہین ہو سکتا اسلیئے کہ جو سپہ سالار
لشکر ہوتا تہا یا کہین کا سردار تو اہل لشکر وغیرہ اوسکے پیچہے نماز پڑہتے تہے
اور اوسی کی اقتدا کرتے تہے اور کوئی علیحدہ اوس سے نماز نہین پڑہتا تہا
چنانچہ حضرت ابو ذر غفاری صحابی خاص رسول مقبول غلام حبشی مقرر کردہ
عثمان کے اقتدا کرتے تہے اور کوئی اسکا قائل نہین ہو سکتا کہ وہ غلام حبشی
حضرت ابوذر غفاری سے افضل تہا اسیطرح خود حضرت نے ابن مسعود
کو نماز پڑہانے کا اکثر اپنی غیبت مین حکم دیا تہا کہ حضرات ثلثہ ہمیشہ اونکی اقتدا
کرتے تہے اور آپ لوگ اونکی افضلیت کے بہ نسبت ثلثہ نہین قائل ہین بلکہ خود
مولویصاحب ناقل ہین کہ حضرت رسالت پناہ نے خلیفہ اول کے ساتہ
اقتدا کیا اور اسیطرح عبدالرحمن بن عوف کے ساتہ اقتدا کو بہی حضرات
بیان کرتے ہین پس محض پیشنمازی جسمین انحضرات کے بیان عدالت بہی
شرط نہین ہی بنا بر تحقیقات خود علماے اہلسنت نہ موجب افضلیت ہو نہ باعث
خلافت از ینجا است کہ خلیفہ اول نے بعد حصول خلافت بکمال آرزو و منت خلیفہ
دوم عمر بن الخطاب کے لئیے اسامہ سے کہا کہ انکو ہماری پاس رہنے دو تا کہ
معین صلاح و مشورہ امور خلافت رہین اور اگر اس سے بہی ہم قطع نظر کرین
تو چند روز کے عہدہ پر مامور ہونے سے کوئی شخص اوس سے افضل نہین ہو سکتا
جو سالہاے دراز سے ایک عہدہ جلیل و منصب عظیم پر فایز ہو اور بکمال امانت
و دیانت اوسکو انجام دیتا ہو چہ جائیکہ یہ عہدہ بہ نسبت اوس عہدہ مستقلہ
کے پست اور خفیف بہی ہو پس معلوم ہوا کہ مالک بن نویرہ بنا بر اصول
موضوعہ اہلسنت کل فضائل و مناقب مین خلفاے ثلثہ سے افضل تہا

منتہی الکلام

تفضیل مالک بن نویرہ بر خلیفہ اول و دوم

تفضیل مالک بن نویرہ بر خلیفہ دوم و سوم

اور منتہاے کوشش اہلسنت کا اثر یہی ہوگا کہ افضلیت مالک کی بہ نسبت ابوبکر
کے متنازع فیہ رہیگی کہ آخر ساوات پر صلح ہو جائیگی بخلاف خلیفہ دوم وسوم کے
کہ یقیناً مالک بن نویرہ ان دونوں بزرگوں سے بنابر ان قواعد مذکورہ کے
افضل و اولی قرار پائینگے پس ہرگاہ مولویصاحب کو دربارۂ ارتداد اخلافی
خلفاے ثلثہ وغیرہ کے جو مثل ادنی لشکریون کے محکوم غلام زادگان ہوتے
تھے یہ استبعاد ہوتا ہی تو دربارہ ارتداد اوس شخص کے جو بمدارج ثلثہ سے
یا اثنین سے افضل ہو کیونکر استبعاد نہوگا جو اس سلاطت لسانی سے ایسے
شخص کو جو مالک خلیفہ دوم ہو مرتد و مورد حدیث اصحابی قرار دیتے ہین اور
اگر اس سے بہی ہم قطع نظر کرین تو افضلیت مالک مین بہ نسبت معاویہ باغی
کے تو کوئی عذر نہونا چاہیے کیونکہ بفرض تسلیم اگر دونون کو صحابیت مین مشترک
فرمایے تو اسلام مالک یقیناً افضل تہا اسلام معاویہ سے کہ علاوہ تقدم اسلام
مالک بر اسلام معاویہ غاویہ اسقدر صحابہ کے نصوص اسلام مالک پر موجود ہین
بخلاف معاویہ کے کہ ہرگز اسقدر شہادتین اوسکے لیے نہین ہین اور اگر
عذر بغاوت موضوعی مالک درمیان مین لادین کیونکہ منتہاے کوشش
حضرات اہلسنت یہی ہے کہ مالک کو باغی قرار دین جیسا کہ خود مولویصاحب
نے تصریح فرمائی ہے چنانکہ منتہی الکلام مین صاحب معاتیح سے ناقل

منتہی الکلام

ہین والصنف الاخرهم الذین فرقوا بین الصلوة والزکوة واقروا
بالصلوة وانکروا الزکوة وهذ الصنف علی الحقیقه اهل بغی انتهی
مختصر العینی قسم دوسرے مرتدین کے منکرین زکوة ہین کہ یہ لوگ
حقیقہ اہل بغاوت سے تھے پس اس بنا پر اگر مالک عمر افضل یا مساوی
خلفاے ثلثہ نہوے تو ضرور افضل یا مساوی حضرت خال المومنین

تفصیل مالک بن نویرہ و معاویہ
صفحہ ۳۰۷

بغاوت معاویہ

معاویہ بن سفیان ہونگے کیونکہ تصریح شاہصاحب معاویہ بھی باغی تہا جیساکہ تحفہ میں ہی اہلسنت قاطبۃ اجماع دارند برآنکہ معاویہ بن ابوسفیان از ابتداے امامت حضرت امیر لغایت تفویض حضرت امام حسن بآواز بغاۃ بود کہ اطاعت امام وقت نداشت الخ مگر فرق دونون مین یہ ہے کہ بغاوت مالک کا صدر اول مین کوئی قایل ہی نہ تہا بلکہ سب صحابہ مہاجرو انصار مسلمان کامل الایمان جانتے تہے جیساکہ گذرا بخلاف بغاوۃ معاویہ کے کہ منصوص من الرسول والصحابہ باجماع قاطبہ اہلسنت یقینی وحتمی وجزمی ہے اور بفرض تسلیم بغاوۃ مالک چند روزہ ہوئی اور بغاوۃ معاویہ ایام امامت جناب امیر سے لغایت تفویض جناب امام حسن تک بقول شاہ جی کہ زاید از شش سال ہوتا ہی اور نیز بفرض تسلیم مالک باغی مغلوب تہا اور معاویہ باغی متغلب متصرف جسکی ذمہ ہزارون خون ناحق صحابہ مہاجرو انصار تہا اور نیز مالک کا کوئی احداث بجز اسکے کہ خلیفہ اول کو زکوۃ نہ دیتا تہا حضرات اہلسنت نہین ثابت کر سکتے حالانکہ یہ کوۃ کا نہ دینا بہی بکتاب و سنت مستند تہا بخلاف معاویہ کے کہ سیکڑون احداث اسکے خود اہلسنت بیان کرتے ہین مثل اسکے کہ نفس رسول سے لڑا جو بمفاد حربک حربی عین کفر ہے سیکڑون بلکہ ہزارون صحابہ کبار کو قتل کرایا سنت سب و شتم عیاذاً باللہ بنسبت جناب امیر اوسنے جاری کیا جو تا زمانہ عمر بن عبد العزیز جاری رہا جناب امام حسن سے آمادہ مقاتلہ ہوا اور حضرت ام المومنین عایشہ کو ناحق قتل کیا اور چونے کے کوئین مین گرا کر جان لیا کما فی روضۃ الصفا جسکی تفصیل عنقریب مجلد ثالث مین مذکور ہوتی ہے انشاء اللہ تعالی پس کمال جاے تعجب وحیرت ہے کہ ابوبکر کا باغی جسکی بغاوت بہی بخوبی ثابت نہین ہے اور خود

خلیفہ دوم اوسکو مسلمان باایمان جانتے ہوں وکذلک دیگر صحابہ صرف اسسبب سے کہ خلیفہ کو
اوسنے زکوۃ نہ دیا باغی مرتد قرار دیا گیا اور زن و مال اوسکا غارت کیا گیا یہانتک
کہ مولوی حیدرعلی نے بنابر قول مشہور ہر کہ آمد امارتے نو ساخت ظلم
وستم خالد پر قناعت نہ کرکے یہ اضافہ کیا کہ مورد حدیث اصحابی بہی اسی مالک
خلیفہ دوم کو قرار دیا اور معاویہ باغی جناب امیرؑ و امام حسنؑ کو جسنے ہزاروں
صحابہ کو قتل کرایا اور نبص رسول باغی تہا بوجہ عداوت جناب امیرؑ وہ خال
المومنین وامیر المومنین بنا بلکہ خلیفہ راشد منصوص من اللہ فی الکتب
المنزلہ قرار پایا بلکہ سہیم خلافت خاصہ مخصوصہ خلفاے ثلثہ ہوا جس خلافت
سے باین شد ومد شاہ ولی اللہ جناب امیرؑ کو عیاذا باللہ خارج کرتے ہیں جیسا
کہ ازالۃ الخفا میں ہے بہرکیف جب مالک وغیرہ مثل معاویہ باغی قرار
پایا تو ضرور ہوا کہ جو حکم معاویہ تہا لااقل وہی حکم مالک عمر بہی قرار دیا جاے
اور حکم معاویہ معلوم ہے جیسا کہ خود شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں فرماتے
ہیں تنبیہ سوم باید دانست کہ معاویۃ بن ابوسفیان یکی از اصحاب آنحضرت
بود و صاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق
او سوء ظن نکنی و در ورطہ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نشوی ہی اور صاحب
صواعق محرقہ جنکو حق سابقیت بہی شاہ صاحب پر حاصل تہا جیسا کہ
خلفاے ثلثہ کو معاویہ پر وہ کچھہ اس سے بہی زیادہ مبالغہ فرماتے ہیں
حیث قال وگفت نیز کہ ہر کس کہ شتم یکی ازین اصحاب کبار یعنی
ابوبکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص کند و بگوید کہ ایشان بر
ضلال و کفر بودہ اند انکس را باید گشت الخ بلکہ در بارہ یزید بہی ایسے
اطلاقات سے مانع ہیں اور امام غزالی تو صلوۃ وسلام و مغفرت کی

ص ۱۴۶
مقصد اول
ازالۃ الخفا

۵۵
صواعق محرقہ
قلمی

مجوز ہین اور شاہ عبد الحق جو صاحب صواعق کو متعصب فرماتے ہین
باوصف اس منصف مزاجی کے تکمیل الایمان مین فرماتے ہین بالجملہ سرعد
وار اسلام وسنت وجماعت رود تا معاویہ وعمرو بن العاص ومغیرۃ بن
شعبہ واشباہ وامثال ایشانست الخ بالجملہ ان حضرات اہلسنت کو کب مناسب
ہے کہ معاویہ ویزید سے باغی متغلب کو خلیفہ بحق جانین اور مالک عمر کو جو مسلمان
باایمان تہا بوجہ ایک شبہ کے جو بفرض وتسلیم شبہات ویگر صحابہ سے بدارج
کم تہا کافر ومرتد قرار دین اور اگر اس تفضیل یا مساوات مین اجتہاد معاویہ کو
پیش کرین تو اجتہاد مالک بہی خود امام فخر رازی کے کلام سے بنقل مولوی
حیدر علی ظاہر ہے کما مر کہ خلفا اوسکو قطع نہ کر سکے حالانکہ اجتہاد معاویہ کو بہی
متصفین اہلسنت کم از اجتہاد ابن ملجم شقی نہین بتاتے جسپر ابن حزم نے
دعوے اجماع امت کیا ہے کما مر سابقا فی المجلد الاول اگر حضرات اہلسنت
اس تقریر سے بیری چین بجبین ہون اور بظاہر تمثیل ابن ملجم سے بہت
تیوری چڑہائین منہ بنائین کہ کجا ابن ملجم اشقی الاولین والاخرین کجا معاویہ
خال المومنین تو گو قابل التفات نہین بدیہیات کو سند کی حاجت نہین کیونکہ
معاویہ صاحب لڑے ہزارون جانین صحابہ وتابعین کی تلف ہوئین قصد
کیا کہ جناب امیرؑ کو قتل کرین کیونکہ جنگ کا نتیجہ یہی ہے گو وہ مقصد اوسکا
پورا نہو سکا اور ابن ملجم نے بلا کسی فتنہ وفساد وصف کشی کی جناب امیرؑ کو
شہید کیا پس مقصد معاویہ وابن ملجم واحد ہوا فرق یہی ہے کہ معاویہ کو فور
مرام نہوا اور یہ مرادی نامراد فائز بمرام ہوا با اینہمہ یہ تمثیل ایجاد الحق نہین ہے
بلکہ بعض اکابر اہلسنت کا مقولہ ہے چنانچہ علامہ نحریر محمد بن اسمعیل بن صلاح
الامیر روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ مین فرماتے ہین وما دعوای الاجتہاد

لمعاویۃ فی قتالہ الاکدعوی ابن حزم ان ابن ملجم اشقی الاخرین مجتھد
فی قتلہ لعلی علیہ السلام کما حکاہ عند الحافظ ابن حجر فی تلخیصہ انتہی
یعنی معاویہ کے اجتہاد کا دعوی کرنا دربارہ قتال جناب امیر ہو ویسا ہی ہے
کہ ابن حزم نے ابن ملجم اشقی الاخرین کے اجتہاد کا دعوے کیا ہے دربارہ قتل
جناب امیر المومنین جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اپنی تلخیص مین نقل کیا ہے انتہی
اور یہ علامہ محمد بن اسمعیل کچھ ایسے ویسے عالم نہین ہین جنکی باتونکو اہلسنت ہاو ہوا ئی
بتا مین یا اونکو رافضی کہکر اپنی جان چھوڑا مین کیونکہ مولوی عبد الحی صاحب
فرنگی محلی جو اہلسنت کے گویا خاتم العلما ہین اپنے رسالہ سعی مشکور مین بمقابلہ
مولوی محمد بشیر سہسوانی ہم مذہب اپنے اونکے کلام سے سند لاتے ہین اور
اس عبارت سے اونکا ذکر خیر فرماتے ہین دوم یہ کہ فاضل ربانی شیخ محمد
بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی اپنے رسالہ تطہیر الاعتقاد عن
ادران الالحاد مین تحریر کرتے ہین الخ جس سے کمال توثیق اس علامہ کے
ظاہر ہے بلکہ طرہ اسپر یہ ہے کہ فاضل رشید رشید المتکلمین اہلسنت شاگرد
رشید شاہ صاحب تقاریر الحق سے کچھ ایسے دست پاچہ ہوے ہین
کہ مجبوری اونکو بھی اجتہاد معاویہ مین قدح کرنا پڑا چنانچہ ثلث اخر ایضاح
لطافۃ المقال مین فرماتے ہین از انجا کہ مسئلہ اجتہاد والی شام مجمع علیہ
درمیان سنیان نیست مولانا نظام الدین شبستانی قدس سرہ در کتاب
صبح صادق شرح منار علی ما نقل عنہ بعض الثقات انکار فرمودہ وکیف
یکون من اشتبہ علیہ الربا وغیرہا مجتھدا کمعویۃ وعمرو بن العاص انتہی بلفظہ
اور اصل عبارت صبح صادق علی ما فی تشئید المطاعن یہ ہے ومعاویہ ونحوہ
لم یکن مجتھدا وکیف یکون من اشتبہ علیہ حرمۃ الربا وغیرہا مجتھدا الخ یعنے

سعی مشکور

معاویہ مجتہد نہ تھا اور کیونکر وہ شخص مجتہد ہو سکتا ہے جسپر حرمت ربا مشتبہ رہی ہو انتہی بقدر الحاجۃ بالجملہ ہرگاہ فضیلت یا مساوات مالک بن نویرہ کی خلفاے ثلثہ اور معاویہ سے بخوبی ثابت ہوی تو اب اوسکے اجتہاد مین انکو کیونکر کلام ہو سکتا ہے جیسا کہ مولوی صاحب منتہی الکلام مین کہتے ہین آمدم بر اثبات تبدیل و تقصیر و احداث مالک بن نویرہ کہ بجہت انکار زکوۃ بر ذمہ او لازم نہاد پس مخفی نماند کہ این بر اصول و روایات فریقین متیسر است و اثباتش از کتب طرفین غیر متعسر اما اثبات آن از کتب امامیہ پس کتاب مجمع البحرین اینک حاضر است مولفش در تحقیق لفظ ردت آنچہ نوشتہ است از ان مانند سفیدہ صبح صادق ہویدا و آشکار است کہ او باستماع خبر قیامت اثر وفات حضرت خیر الکل منکر زکوۃ شد و بمقتضاے عدم رسوخ ایمان فرضیت زکوۃ را نظر بآیت کریمہ خذ من اموالہم الخ و عدم لحاظ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ مختص بزمان نبوت اعتقاد کرد و محدث بودن مالک و احداث این قول و تبدیل ما تقرر فی الشریعۃ الغراء حالت منتظرہ باقی نیست قال صاحب الکتاب المذکور والردۃ بالکسر والتشدید اسم من الارتداد اصحاب الردۃ علی ما نقل کانوا صنفین صنف ارتدوا عن الدین وکانوا طائفتین احدیہما اصحاب مسیلمۃ والاخری ارتدوا عن الاسلام واعادوا علی ما کانوا علیہ فی الجاهلیۃ واتفقت الصحابۃ علی قتالہم وسبیہم واستولدعلی منہم الحنیفۃ والصنف الثانی لم یرتدوا عن الایمان ولکن انکروا فرضیۃ الزکوۃ وزعموا ان خذ من اموالہم خطاب بزمانہ خاص صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانشاء اللہ تعالی لبعضے از عبارات و روایات دیگر کہ در اثبات مقصود زیادہ تر مفید خواہد بود درین نزدیکی معروض خواہد شد و کسانیکہ اورا

منتہی الکلام ص ۸۷

باوجود ثبوت ردتش بالمعنی المذکور در کتب امامیہ بعلت اتحاد مذہب و
ملت مومن پاک اعتقاد می پندارند اگر دعوی اجتہاد برائے او لغضب العین
دارند اثباتش بر ذمہ شان خواہد بود ما احسن ماقیل ؎ بگفتہ ندارد کسے
با تو کار ؎ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار و بحمد اللہ کہ مملوکان مالک وطرفداران آن
بے نصیب و مالک بر اثبات اجتہادش قدرتی ندارند چہ اگر مالک ایشان اعتقاد
خالص بحقیت خلافت حضرت افضل الصدیقین نداشت جناب امیر المومنین
را امام برحق و خلیفہ مطلق می پنداشت کما صرح بہ التستری فی مجالسہ وغیرہ
وکلام المولف ایضا یشعر بذلک دریں صورت نیز اطاعت عمال ابوبکر
صدیق و اعطاء صدقات و مال زکوۃ بایشان تقلید المذہب الامامیہ رعایۃ
لوجوب التقیہ ضرور بود چون او از اختیار مسلک اثنا عشریہ دست کشید و بر مخالفت
جناب مرتضوی و شیعیانش کہ بامر مقدس جناب مطاع لازم الاتباع بیعت بخلیفہ
اول نمودند کما فی البحار مصر گردید و قد تقرر فی خاتمۃ التجرید ان مخالفہ
فسقہ مرتبہ اجتہاد و استنباط مسائل شرعیہ نبود انکار زکوۃ از دلایل نقلیہ
کہ برائے او بر اصول امامیہ باقیاند پس آنچہ بوئے رسید از خدا رسید
زیادہ بریں نیست کہ بجہت اشتباہ کافر نباشد لیکن ارتکاب کبیرہ بلکہ
اصرارش بریں امر ثابت کہ بر جائے خود مرصوص و از براہین یقینیہ مکشوف
بآیہ منصوص است انتہی اور ایسے مضمون کو مکرر بابواب مختلفہ دوسرے صفحہ
میں بھی بیان کیا ہے اور چند مقاموں پر اسکی طرف حوالہ دیکر مضامین عجیبہ
و ہفوات غریبہ تحریر کئے انہیں جا اکثر مطالب متعلق اسکے سابقاً اجمالاً و تفصیلاً
مرقوم ہوئے لہذا بیان بطور اجمال چند امور ضروریہ پر اشعار تنبیہ کیجاتی ہے
۱ یہ دعوی اثبات تبدیل و تقصیر مالک بن نویرہ بالخصوص کیا ہے مگر خدا ہی

صحیح بخاری سے اسکو ثابت کر سکے نہ کتاب مستطاب مجمع البحرین سے کیونکہ ان
دونون کتابون سے فقط اسقدر ثابت ہوا کہ کچھ لوگ مانع زکوۃ ہوے
گے یہ نہ ثابت ہوا کہ مالک بالخصوص منکر زکوۃ تھا جو مقصود اونکا ہے اور
خود بیان کرتے ہین کلا دلالۃ للعام علی الخاص اور مجمع البحرین مین کچھ
اسکا اشارہ بھی ذکر نہین ہے کہ یہ نقل صحیح ہے یا غیر صحیح مطلقا نقل مذکور
ہے عام اس سے کہ صحیح ہو یا غیر صحیح مطابق واقع و تحقیق ہے یا محض بنا بر
مشہور علم دوسرا دعوی یہ ہے کہ مالک بن نویرہ بمجرد استماع رحلت
سید البشر فرضیت زکوۃ سے منکر ہوا اور دلیل اسپر مجمع البحرین سے لاتے
ہین حالانکہ مجمع البحرین سے نہ فوریت ظاہر ہوتی ہے نہ مالک کا منکر زکوۃ
ہونا اور خود مولویصاحب ناقل ہین کہ بہت سے قبیلے منکر زکوۃ ہوے تھے
نہ فقط مالک پس یہ دعوی بھی ثابت نہوا تیسرے یہ کہا کہ باوجود ثبوت
ردہ جو مدعی اوسکے اجتہاد کا ہوا وسکو ثابت کرے خود مولویصاحب کے
بیان سے باطل ہے اسلیے کہ ردہ خود امر متنازع فیہ ہے اوسکو ثبوت کیونکر
کہہ سکتے ہین باقی رہا اجتہاد پس خود مابعد اسکے ناقل ہین اپنے فخر المتکلمین
منتہی الکلام ۹۱
امام المتبحرین رازی سے کہ مالک نے آیہ خذ من اموالہم سے استدلال
واحتجاج کیا سقوط فرضیت زکوۃ پر جیسا گذرا پس اگر یہ استدلال اجتہاد نہین
تھا تو کیا تھا بیان کرین خالد بن ولید نے نہ کسی آیت سے جواز قتل مالک پر
استدلال کیا نہ کسی حدیث سے اور نہ زوجہ مالک کے ساتھ زنا کرنے پر
کوئی استدلال کیا اسپر بھی وہ تو مجتہد ہو گیا اور مالک جو آیہ قرانی و حدیث
رسول ربانی سے استدلال کرے تو وہ مجتہد نہو کبھی تو صدر اول مین ایسا
اجتہاد کو شایع کرتے ہین کہ ہر شخص مجتہد بنگیا حتی کہ عمرو عاص و عائشہ حفصہ

بلکہ ملجم نامراد جیسا کہ گذرا کہ ابن حزم نے اوسکو باتفاق است مجتہد کہا بلکہ عمرو
بن سعد کو بہی مجتہد بنایا حالانکہ یہ دونون ابن ملجم و عمرو سعد صحابی بہی نہ تھے
اور بیان باوصفیکہ مالک اوسے صدر اول مین زمام ریاست کا مالک تہا اوسکے
اجتہاد مین یہ کلام ہے اس عکس مستوی کا کیا جواب ہے ادنی ادنی جاہل
عورتین تو خلیفہ ثانی کے روبرو اجتہاد کرین اور خلیفہ صاحب صرف اجتہاد کے
شایع کرنیکے لیے امر ناحق پر بہی سکوت کرین اور آپ مالک سے صحابی
رسول رئیس مقرر کردہ پیغمبر متولی صدقات کے بارے مین یہ عذر کرین
زیادہ دور نہ جایئے تحفہ ملاحظہ فرمایئے کہ شاہ صاحب در بارہ طعن مغالات
مہر فرماتے ہین جواب ازین طعن آنکہ سکوت عمر از جواب زن نہ بنا بر عجز او
از جواب باصواب تا ثبوت خطائی او فی الواقع لازم آید بلکہ بنا بر کمال ادب
است با کتاب اللہ کہ در مقابلہ ان چون و چرا نمودن و فنون دانشمندی
خرج کردن مناسب حال اعاظم اہل ایمان نیست ایشانرا غیر از تسلیم و
انقیاد بظاہر الفاظ ہیچ راست نمی آید الی ان قال ادہی اینقدر صحیح است
کہ گفت کل الناس افقہ من عمر الی آخرہ واین از باب تواضع وہضم نفس و
حسن خلق است کہ زنی جاہلہ بتعمق بسیار ایتی رابراے مطلب خود سند
آوردہ است اگر استناد او را بتوجیہات حقہ باطل کنیم دل شکستہ میشود
باز رغبت باستنباط معانی از کتاب اللہ نمی نماید لابد او را تحسین و آفرین
و خود را محجوب او معترف و قائل وانمایم کہ آیندہ او و دیگر ان را حریص
باشد بر تتبع معانی قران و استنباط دقایق او و این تادب با کتاب اللہ و
حرص بر اشتغال مردم باجتہاد و استنباط از قران کہ ازین قصہ عمر و قصص
دیگر ثابت میشود منقبتے است کہ مخصوص باو ست و الا کلام رئیس جزئی

تحفہ اثنا عشریہ ۱۵۵

گوارا میکنند کہ اور الحضور اعیان وا کابر زنی نادان قائل و ملزم گردانند
وا و سکوت نماید چہ جاے آنکہ اور التحسین وآفرین کند الخ اب اسکے فوائد
بھی قابل لحاظ ارباب انصاف ہین اول یہ کہ سکوت خلیفہ ثانی کو بمقابلہ اوس
عورت جاہلہ کے جسنے انکے حکم منع زیادتی مہر کو آیہ قنطار سے باطل کیا
باوصفیکہ بقول شاہصاحب یہ استدلال کرنا اوسکا ناحق تہا اور فرمان
خلیفہ صحیح و عین حق تہا شاہصاحب ازقبیل کمال تادب بکلام اللہ بیان
کرتے ہین اب غور کرنا چاہیے کہ اگر مالک نے جو صحابی کریم شاعر رئیس مقرر
کردہ رسول تہا خلیفہ اول کے طلب زکوۃ کو بآیہ قرآنی منع کیا اور خلیفہ کچہہ جواب
نہ دیسکے بلکہ خالد نے قتل کرڈالا تو یہ کس قسم مین داخل ہوگا دوم یہ کہ بمقابلہ
قرآن مین چون و چرا کرنا اور فنون دانشمندی دکہانا مناسب حال اعظم
اہل ایمان نہین ہے پس جو شخص بمقابلہ استدلال من القرآن قتل کروا ڈالے
وہ کیا ہوگا اور خلیفہ دوم جو قرآن کے معانی دریافت کرنے پر حد لگاتے تہے جیسا کہ
ازالۃ الخفا مین ہے اوسکے کیا وجہ اور قدامہ بن مظعون نے جو بعد شراب پینے کے
اپنے سے سقوط حد پر آیہ قرآنی سے استدلال کیا اور خلیفہ صاحب نے اوسکے
استدلال کو حضرت ابن عباس سے باطل کرایا تو اوسکے بارے مین شاہجی
یہ کہین گے کہ مناسب حال اعاظم اہل ایمان نیست یا نہ کاش یہان ہی مالک نے
جو اس آیہ سے استدلال کیا تہا اگر جواب نہ چلا تہا تو ابن عباس سے یا دیگر صحابہ
سے اوسکا جواب دلواتے اور اوسکا خون ناحق اپنے سر پر نہ لیتے سوم یہ کہ
اہل ایمان کو جب ظاہر الفاظ کے مقابلہ مین بجز تسلیم و انقیاد چون و چرا کرنا
غیر مناسب ہی ہے تو خلیفہ اول کو بمقابلہ ظاہر الفاظ قتل کرانا اور غارت کرانا
اور ہتک حرمت کرانا کب مناسب تہا لا اقل اگر تسلیم نہ کرتے جواب معقول دیے ہوتے

چہارم یہ کہ خلیفہ دوم کا اگر سکوت از قبیل ہضم نفس وحسن خلق تہا تو خلیفہ اول کے یہ حرکت قبیح کہ مالک کو قتل کرایا بیشک ظلم وعدوان ہوگا پنجم زنے جاہلہ بتعمق بسیار جو خلاف واقع ہے اور ایسے بیہیات مین تعمق کے ضرورت نہی اگر باوصف بطلان بقول شاہجی خلیفہ دوم نے قبول کرلیا اور تحسین وآفرین کیا تو استدلال مالک اگرچہ باطل ہو مگر زیادہ قابل لحاظ تہا ششم آنکہ قول اگر استنا داور ابتوجیہات حقہ باطل کنیم دلیل اسکی یہ کہ اعتراض اوس عورت کا ناحق تہا اور ابطال اوسکا عین حق جو ذمہ خلیفہ دوم لازم تہا مگر بغرض ترغیب بر اجتہاد خلیفہ جی نے ترک کیا پس اسیطرح مالک کا استدلال بہی اگر ناحق تہا توبہی واجب القتل نہ تہا بلکہ بغرض ترغیب بر استنباط معانی از قران اوسکے تحسین وآفرین کرتے نہ یہ کہ بلا جواب دیئے اوسکو قتل کرادیتے اگر تحسین وآفرین نہ کرتے تو اوسکو معقول ہی کرتے اور اس استدلال کو اوسکے عقلیہ ونقلیہ سے باطل قرار دیتے تب بھی ترغیب طرف استنباط کے زیادہ متصور تہے پس یہ قتل کرانا اصل شوق استنباط مسائل من کتاب اللہ کا خون بہانا ہے ہفتم استدلال مطلب ناحق کو بہی شاہصاحب استنباط فرماتے ہین اور استنباط عین اجتہاد ہی پس اس سے بہی اجتہاد مالک کا بنابر اصول اہلسنت صحیح ہوا ہشتم یہ کہ غرض عمر سکوت سے یہ تہی کہ آیندہ اوسکو اور دوسرونکو تحریص وترغیب ولائین نتیع معانی قران اور استنباط دقایق پر پس اس بنیاد پر بہی مالک غیر مستحق قتل ہوا او ظاہر ہے کہ استنباط دقایق جیسا اس صورت مین حاصل ہے یعنے استدلال مالک مین ہرگز اس عورت کے استدلال مین نہین ہے کو ماہیا ہے جیسا کہ بنابر تقریر شاہصاحب استدلال اوس عورت کا بہی غلط تہا

نہم اس سکوت عمری کو تادب باکتاب اللہ فرماتے ہین پس قتل کرانا خلیفہ
اول کا مالک کو خلاف تادب باکتاب اللہ ہوگا دہم اس استدلال کو اوس رت
کے اور سکوت خلیفہ کو شاہصاحب فرماتے ہین وحرص بر اشتغال مردم باجتہاد
واستنباط از قران الخ جس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ امر ناحق پر استدلال
کیا جاے اور استنباط ناحق ہو کہ اوسکے حقہ سے باطل ہوسکے مگر یہ بہی اجتہاد
ہی اور خلیفہ دوم ایسے اجتہاد پر بہی حریص تہے پس اس سے بہی اجتہاد
مالک ثابت ہوا اور خلیفہ اول کا اوسکو قتل کرا دینا گویا روکنا ہے اشتغال
مردم کو باجتہاد واستنباط از قران پس الحمد للہ کہ ان وجوہ عشرہ سے یہ کلام
شاہصاحب اجتہاد مالک کا اور قباحت قتل جو خلیفہ اول سے سرزد
ہوا بخوبی ظاہر ہوا وہو المطلوب ہرگاہ ان فواید پر اطلاع حاصل ہوئی پہر
کلام مولویصاحب کیطرف رجوع کرتا ہون جو تہے یہ قول مولویصاحب
وبحمد اللہ کہ ملوکان مالک وطرفداران اون بے نصیب وہالک الخ عجب
حیرت افزا ہے کیونکہ ملوک مالک یا کہ طرفدار اوسکے تو خود خلیفہ دوم تہے
اور اونہین کو ایسا جوش وخروش تہا کہ پہلے تو اصل جنگ کرنے ہی کو روکا
تہا اور خلیفہ اول سے اسبارے مین بہت تکرار ہوئی کہ آخر خلیفہ اول نے
قسم کہایا کہ ہم ضرور لڑینگے بلکہ خلیفہ دوم کو کچہ سخت سست بہی کہا جیسا کہ
ازالۃ الخفا سے سابقاً مذکور ہوا اکثر صحابہ درین امر متوقف بودند تا آنکہ
فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب رفق نمود وحضرت صدیق فرمود اجبار انت
فی الجاہلیۃ خوار فی الاسلام الخ اور بعد قتل ہوجانے مالک کے عمر نے
ابوبکر سے کہا کہ خالد کو رجم کرو کہ اسنے زنا کیا یا قتل کرو کہ اسنے مسلمان کو
قتل کیا یا معزول کرو مگر خلیفہ اول نے ہر بار اجتہاد وخطای خالد

ص ۳۶
ازالۃ الخفا

ثابت کر کے تینون سوال خلیفہ دوم کو مردود کیا جیسا کہ کنز العمال وصواعق
محرقہ وغیرہ سے سابقا منقول ہوا جب یون خلیفہ دوم مجبور ہوئے تو
جناب امیر کے پاس آئے اور حضرت کو اور طلحہ وسعد بن ابی وقاص کو
لیکر خلیفہ اول پاس گئے اور رطب طرفداری مالک کہا کہ قصاص لینا خالد سے
ضرور ہے اور خلیفہ اول نے وہی جواب دیا جیسا کہ مراۃ الزمان سے
منقول ہوا اب خلیفہ دوم نے بجز صبر کچھ چارہ نہ پایا اور اس ظلم وستم
پر خلیفہ اول کے اور اپنے مالک کے قتل ہو جانیکے رنج وغم مین بمنتظر
لطایف غیبی صبر وتحمل سے بیٹھے رہے یہانتک کہ بمفادع صبر تلخ است
ولیکن بر شیرین دارد اونکے صبر کا اثر نمایان ہوا اور مسند خلافت پر
رونق افروز ہوئے تو اول کام جوان سینون کے اس امام نے کیا
یہی ہے کہ خلیفہ اول کے سیف اللہ کو معزول کیا یعنے خالد کو موقوف و
مخذول کیا اگرچہ کسی مجبوری سے یا کسی وجہ خاص سے انتقام کامل
مالک کا نہ لیا مگر موقوف ضرور کیا بلکہ مقید ومحبوس کیا اور ظن غالب ہی
کہ جو اپنے قسم مین کاذب ہوئے یعنے فرمایا تھا خالد سے کہ واللہ لارجمنک
باحجارک اسکا علاج بکفارہ کر لیا ہو اور جتنے لوگ قوم وقبیلہ سے مالک کے
مقید تھی اون سب کو آزاد کیا اور مال اون لوگون کو واپس کیا پس اب
مولوی صاحب کو اختیار ہے کہ اس مملوک مالک اور اس طرفدار بے
نصیب وہالک کے بارے مین جو چاہین کہین لبقیہ اصحاب کا کیا ذکر اور
خود خلیفہ اول جنہونے مالک کے دیت بیت المال سے دلوائے اس طرفدار
مین اس بے نصیب وہالک کے مولوی صاحب مملوک مالک جو چاہین کہین
ما علینا الا البلاغ پانچوین اعتقاد خاص بحقیت خلافت افضل الصدیقین

سفینہ نہ کرنا مخصوص بمالک ہے نہین ہو بلکہ اکثر صحابہ بلکہ خود خلیفہ دوم کا یہی
عقیدہ ہو جیسا کہ جملہ انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ سے ظاہر ہے وقد بحثنا فیما بعد انشم
چھٹین ہر گاہ بنا بر تصریح شاہ ولی اللہ وجملہ علمائے اہلسنت حقیقت خلافت دائر
تھے درمیان ابوبکر و جناب امیر علیہ السلام کے پس ضرور ہو کہ جب منکر خلافت
بکری ہوا جیسا کہ اہلسنت کا دعوے ہو تو معتقد خلافت حقہ علوی ہوا اور
قتل کرایا جانا اسکی ولیل قوی ہے از بنجاست کہ جناب امیر اور سائر بنی ہاشم
پر بہی یہی حکم خلیفہ اول نافذ تہا کہ اگر حاضری دربار سے انکار کرین تو قتل
کرنا جسکے تعمیل خلیفہ دوم نے آگ و لکڑیان لیجانیسے کی فرق یہی ہوا کہ جناب
امیر ع کے کسی وجہ سے یا شاید بیعت جبری کرنیسے جان بخشی ہوی اور مالک
کے لئے ایک دوسرا اسبب یعنے خالد بن ولید کی شہوت پرستی محرک قوی
ہوی کہ قتل و نہب و غارت سب کچھہ وقوع مین آیا۔ ساتوین اطاعت عمال
ابوبکر تقیۃ اوسوقت لازم تھے کہ خوف ضرر ہوتا اور ہر گاہ مالک حضرت عمر
اپنے مین استطاعت کامل پاتا تہا تو اوسوقت محل تقیہ نہین تہا اور بعد اسکے
کہ مکر و فریب اور غدر خالد مین گرفتار ہوگیا کما ستعلم تقیہ کب بکار آمد تہا اور
خالد خلد فی النار نے اونکے کسی عذر کی کب سماعت کی اور جائز ہے کہ
بیعت بکری اوسکے فہم مین عین الکفر بعد الایمان ہو اور ایسی صورت
مین تقیہ ضروری نہین ہے بلکہ جائز ہے کہ تقیہ کرے یا راہ خدا مین
جان دے چنانچہ قصہ حضرت عمار اور پدر بزرگوار اونکے سے جو عہد رسول
مین ہوا ظاہر ہے کما فی البیضاوی والتفسیر الکبیر تحت قولہ تعالی
الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان پس اس صورت مین دونون فعل
مستحسن تہا خواہ تقیہ کرتا یا ثبات اختیار کرتا اور از آنجا کہ تقیہ آیا قیمانی اور عبارت

صفحہ ۵۲۳ تفسیر کبیر جزو خامس مطبوعہ مصر

صحیح بخاری سے کہ قال الحسن التقیہ ماض الی یوم القیامۃ ثابت ہے
اور خود شاہصاحب نے بہی تحفہ مین اوسکو بکمال تصریح صحیح و درست
کہا ہے تو اوسپر تعریض کرنا اپنے دین و ایمان کو برباد دینا ہے و قدیجے
فیما بعد معذلک اثبات اسکا کہ مالک نے تقیہ نہین کیا ذمہ مولوی صاحب لازم ہے
پہلے اسکو ثابت کرین تب جو چاہین کہین حالانکہ خود تاریخ طبری سے
بنقل شاہصاحب گذرا کہ مالک نے اپنی قوم کو متفرق کردیا تھا اور خالد نے
بطاح مین اوسکو نہ پایا اور صدقات اوسکی قوم سے لیکر روانہ خدمت
خلیفہ کیا پس اب طاعت عمال ابوبکر و اعطاے صدقات مین کیا عذر ہے
تقیۃً کان او حقیقۃً اور اس سے زیادہ واضح یہ ہے کہ خالد نے مالک
کی گرفتاری کے لئے مکر و فریب بہی کیا اور بدغا و فریب اوسکو اپنے دام
مکر مین لایا یہانتک کہ ذمہ خدا و رسول و ذمہ خلیفہ و ذمہ خالد دیا کہ وہ بیچارہ
سوہن سادہ دل دام مکر مین آگیا چنانچہ مرآۃ الزمان مین ہے فقال لہ خالد
یا ابن نویرہ ہلم الی الاسلام فقال مالك و تعطینی ماذا قال اعطیك
ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ وذمۃ ابی بکر وذمۃ خالد ان لا اجاوز علیك و
ان اقتل منك فاعطاہ مالك یدہ وخالد علی تلك العزیمۃ من ابی بکر
فی قتلہ فقال یا مالك انی قاتلك فقال لا تقتلنی فقال لابد وامر بقتلہ
فتعیب المسلمون ذلك وقال المہاجرون اتقتل رجلا مسلما وقد اعطیتہ
ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فقام ضرار بن الازور من بنی بکر فقتلہ الخ یعنی خالد نے
کہا اے مالک بن نویرہ اسلام قبول کر مالک نے کہا تو تو ہمکو کیا دیگا خالد نے
کہا کہ ذمہ خدا و رسول اور ذمہ ابوبکر و خالد کہ تجہپر زیادتی نہ کرینگے اور درگذر
کرینگے پس مالک نے اپنا ہاتھ خالد کو دیا اور خالد اپنے اوسی عزم پر تھا

یعنی تقیہ جاری ہے روز قیامت تک

خالد کا مالک کو ذمہ خدا و رسول و ابوبکر و اپنی دیکر دھوکہ سے قتل کرنا

تشئید المطاعن جلد ۲ صفحہ ۱۲۰۲

از جانب ابوبکر کہ مالک کو قتل کرین پس خالد نے مالک سے کہا اے مالک
ہم تجھکو ضرور قتل کرینگے مالک نے کہا اے خالد ہمکو قتل نہ کر پس کہا خالد
نے ضرور ہے کہ قتل کرین اور قتل کرنیکا حکم کیا تمامی مسلمانون پر یہہ امر
نہایت گران ہوا اور مہاجرین نے کہا اے خالد تو اوس شخص کو قتل کرتا ہے
جسکو خدا اور رسول کی ضمانت دیچکا ہے پس ضرار بن ازور نے بحکم خالد مالک
کو قتل کیا انتہی اور وجہ قتل وہی ہے کہ خالد اولا حکم خلافت پناہ سے مجبور
اور ثانیا خود ایسا بادہ نخوت و غرور سے مخمور اور نشہ عشق ام متمم زوجہ
مالک مین چور تہا کہ وہ کب ان امور کو لحاظ کرتا از کجا است کہ مالک نے
جب ہر طرح دیکہا کہ خالد قتل سے اوسکے باز نہین آتا باوصفیکہ عبد اللہ
بن عمر بن الخطاب اور جمع اصحاب و ابو قتادہ انصاری نے اس بارے
مین بہت کچہہ گفتگو کی اور سب مہاجرین ہمراہیان خالد برہم ہوئی مگر خالد
نے ایک کی شنوائی نہ کی تب مالک نے کہا کہ اگر تجہہ نہین مانتا تو ہمکو ابوبکر
کے پاس بہیجدے وہ جو چاہی کری مگر خالد نے ایک نہ مانا جیسا کہ تاریخ
ابن خلکان مین ہے وکان عبد اللہ بن عمر و ابو قتادۃ الانصاری حاضرین

تشئید المطاعن ص ۳۰

فکلما خالدا فی امرہ فکرہ کلامہما فقال مالک یا خالد ابعثنا الی
ابی بکر فیکون ہو الذی یحکم فینا فقد بعث الیہ غیرنا ممن جرمہ اکبر
من جرمنا فقال خالد لا اقالنی اللہ ان اقلتک وتقدم الی ضرار
بن الازور الاسدی لیضرب عنقہ والتفت مالک الی زوجتہ
ام متمم وقال لخالد ہذہ التی قتلتنی وکانت فی غایۃ الجمال
یعنے عبد اللہ بن عمر و ابو قتادہ انصاری نے جو حاضرین لشکر سے تہی بہت
کچہہ خالد سے اس مادہ مین کہا مگر خالد نے ایک نہ سنا تب مالک نے کہا کہ

ہمکو ابوبکر کے پاس بہیجدے وہی جو چاہی حکم کرین کہ جنکا جرم ہمسے بہی زیادہ
تہا تو نے اون لوگون کو ابوبکر کے پاس بہیجدیا ہے خالد نے کہا خدا
ہمسے درگذر نہ کرے اگر تجہسے درگذر کرین بعد اوسکے ضرار کو حکم دیا کہ
مالک کو قتل کرو تب مالک اپنی زوجہ ام متمم کی طرف متوجہ ہوا اور خالد
سے کہا کہ تو نے ہمکو فقط اسی غرض سے قتل کیا اور وہ عورت نہایت حسین
تہے انتہی پس معلوم ہوا کہ مالک نے بدرجہ مجبوری یہ بہی کہا کہ ہمکو ابوبکر
کے پاس بہیجدو مگر خالد نے یہ بہی نہ مانا کیونکر مانتا حالانکہ جانتا تہا کہ مملوک
مالک وطرفدار بے نصیب وہالک خلیفہ ودم وہان موجود ہین وہ اپنے
مالک کو کب قتل ہونے دینگے اور ہم اپنی خواہش نفسانی کیونکر پورا کرینگے
چنانچہ سابقًا یہہ بہی مذکور ہوا کہ جب خالد مدینہ مین آیا تو اوسکو گمان ہوا
کہ ابوبکر بہی مثل عمر کے ناراض ہین ایک روز تنہائی مین جاکر ابوبکر سے ملاقات
کرکے راضی کیا جب وہان سے نکلا تو مسجد مین جاکر عمر سے کہا ای پسر حنتمہ اب نہ آؤ تب
عمر نے سمجہا کہ خالد نے ابوبکر کو راضی کرلیا اب معلوم نہین کہ مولوی صاحب کے نزدیک مالک نے کون دقیقہ اپنی
جان بچانیکا اوٹہا رکہا تقیہ بہی کیا تعہد بمالیخلیفہ کے حضوری خدمت پر بہی راضی
ہوا ہمین پور خلافت اور ابوقتادہ انصاری وکل مہاجرین بہی شفیع ہوے
اور ذمہ خدا ورسول وابوبکر کا بہی خیال دلایا اگرچہ مفید وسودمند نہوا اور
اون سب امرون پر ایک دلیل قوی یہہ بہی ہے کہ مالک ایسا بیقصور محض
تہا کہ خلیفہ ثانی نے باوصف واجب جاننے اطاعت ابوبکر کی اونکی مخالفت
کی اور اپنے مالک کے لئے اوس طرفدار ہالک نے بہت سے لوگون کو
خون ناحق کے بدلہ لینے کے لئے شفیع گردانا اور بعد تعہد خلافت مال
وسبایا سب واپس کئے اور خالد کو معزول کیا اور یہہ امور اور کسی منکر

زکوۃ کے بارہمین منقول نہین ہین پس معلوم ہوا کہ مالک یقینی مسلم و مومن و دیندار تھا اور قاتل اوسکا گناہکار خاطی و زناکار و واجب القتل و قابل سنگسار تھا آٹھوین اگرچہ اسی تقریر سے بقیہ تقاریر مولویصاحب کا بطلان کالشمس فی اللمعان ہے مگر لکھیہ کہنا کہ اوسکو لازم تھا بیعت ابو بکر کرنا بنابر اقتدا جناب امیرؑ پس بالفرض تسلیم مولویصاحب اسکو ثابت کرین کہ بیعت کرنا جناب امیرؑ کا قبل از قتل مالک ہوا اور اوسکو اسکا علم بھی حاصل ہوا تا اقتدا کرتا اور یہہ امر محال ہے کیونکہ خود ناقل ہین کہ جناب امیرؑ نے بعد وفات جناب سیدہ چھہ مہینہ کے بعد بیعت ابو بکر کی فثبت الجدار ثم النقش نوین ہرگاہ امامیہ مالک کے اجتہاد کے قایل ہی نہین ہین تو اگر اجتہاد مالک بنابر اصول امامیہ نہ ثابت ہو تو کیا مضایقہ ہے اصول موضوعہ اہل سنت کی مطابق تو اوسکا اجتہاد ثابت ہوا پھر اوسکا قتل کیونکر جائز ہوا دسوین انچہ بوی رسید از خدا رسید اعادہ قول خالد بن ولید زانی پلید ہی یہہ تو عین عقیدہ آپ لوگ کا ہے عثمان کو بھی تو یہی کہیے گا کہ انچہ بوی رسید از خدا رسید گیارہوین یہہ کہنا مولویصاحب کا زیادہ برین نیست کہ بجہت اشتباہ کافر نباشد دلیل کمال خرافت ہے کہ اسمین اونکی اوستاد بھی مبتلا ہوے ہین مگر فرق یہہ ہے کہ شاہجی مالک کو اکدم کافر و مرتد حقیقی بیان کرتے تھے جسکے بعد فرمایا سلمنا کہ مالک بن نویرہ مرتد نبود بخلاف مولویصاحب کہ ابتدا سے کفر و ارتداد حقیقی مالک سے یہہ مملوک صعلوک انکار شدید کرتے ہین اور بجز تبدیل و تقصیر بعض حقوق کے اور کسی امر کا اپنی مالک مالک عمر کو مرتکب نہین جانتی چنانچہ تمامی منتہی الکلام مین ایسے امر پر زور دیا ہے پس اب یہہ کہنا مولویصاحب کا کہ زیادہ

برین نیست کہ بجہت اشتباہ کافر ناشد کیسا بموقع وبیجا ہے اس سے زیادہ
کب آپکی نزدیک تہا جواب اپنی خلیفہ دوم کے مالک کی حق مین یہہ احسان جتانا ہے
ہین ابتدا سے بحث یہی ہے فہذا مما یضحک الثواکل بہر کیف یہہ اشتباہ جسکے وجہ سے
آپ مالک پر یہہ احسان رکہتے ہین کہ اوسکو کفر سے بچاتے ہین دیکہنا چاہئے
کہ فقط مالک سے کو ہوا یا اور کسی کو بھی تو اوسپر بہی یہہ احسان رکہنا چاہئے
نہ یہہ کہ ایک ہی کو مورد احسان و زیر بار امتنان کرین جیسا بعد وفات
رسول مالک کو سقوط فرضیت زکوٰۃ کا دہوکہا ہو انہا ویسا ہی آپکی
خلیفہ دوم کو بفور وفات سرور کائنات یہہ اشتباہ پیدا ہوا کہ حضرت نے
رحلت سے نہین فرمائی بلکہ مثل حضرت عیسیٰ کے آسمان پر عروج کیا اور
پہر مطابق مسلک روافض قایل رجعت تہی کہ پہر رجوع فرمائینگے کیونکہ
بغیر استیصال منافقین رحلت آنحضرت غیر ممکن ہے بلکہ انکو اسپر ایسا
جوش وخروش تہا کہ تلوار کہینچے بیٹہے تہے کہ اگر کوی کہیگا کہ رسول نے
دنیا سے انتقال فرمایا تو ہم اوسکو قتل کرینگے سبحان اللہ مالک کے
انکار زکوٰۃ کے وجہ تو یہہ بیان ہوتی ہے کہ اوسکو بصیرت کامل ایمان
مین حاصل نہ تہی مگر خلیفہ دوم کے حق مین کیا ارشاد ہوگا کہ باوصف
تلاوت آیہ کریمہ انک میت انہم میتون انکار وفات رسول کیا کہ آخر اسماء
بنت عمیس کے فہمایش سے سمجہے کہ نہین فی الواقع رسول نے انتقال کیا
کما فی مدارج النبوۃ جس سے انکار قرآن بہی لازم آیا و منکر القرآن کافر
اگر یہان بہی وہی بے بصیرتی کا عذر کرین جو دربارہ مالک پیش کرتے
ہین جیسا کہ حسب افادہ علامہ عینی و عسقلانی انکی بے بصیرتی ثابت ہے
تو ممکن ہے فما الہما واحد و مثل لمالک ہذا الیضا مر تد اسیطرح ابی بن کعب و ابن

اشتباہ وہمی بمثل اشتباہ مالک بن نویرہ

مسعود کے اشتباہ کو دربارہ قرآنیت حمد و معوذتین ناقل ہین
جسکے وجہہ سے اصل تواتر قرآن باطل ہوتا ہے اسیطرح حضرت
ابن عباس کے اشتباہ دربارہ رویت پروردگار کے ناقل ہین
وغیرہم من الاصحاب الکبار کما ھو مسطور فی دفاترہم پس بالفرض ایسے اشتباہ مین
یہہ کل حضرات مشارک مالک ہوئے پھر تخصیص مالک کے کیا وجہ
اور اوسیکو بالخصوص مورد حدیث اصحابے قرار دینے کا کیا باعث
اسلئے کہ بفرض تسلیم اوس سے ایک احداث ہوا پس یہہ ایک فرد
ہو گی افراد احداث و تبدیل و تغیر و تقصیر حقوق سے جیسا کہ خود
مولویصاحب نے بہی لکہا ہے کہ بعض اوسکے مالک مین پائی گے
اور بعض فردین دیگر صحابہ مین پس حال مالک و عمر بن الخطاب
وغیرہ جنسے تبدیل حقوق و تقصیر بعض حقوق ہوئے خواہ بسبب شکوک کے
یا بسبب غلبہ نفس امارہ کے مساوی ہوا پس اصل تبدیل و احداث
مین یہہ سب لوگ مساوی ہوئے پس حضرت عمر بہی مصداق حدیث
اصحابے کیون نہونگے اور اگر یہہ شبہہ ہو کہ چونکہ مالک بن نویرہ ایک
صحابی کے ہاتہہ سے قتل ہوا تو وہ یقینی مرتد ہوا بخلاف اورون کے
تو یہہ خیال محض خام ہے کیونکہ مجرد قتل کیا جانا اگرچہ بدست صحابے
ہو عقلا خواہ نقلا نہ مثبت صحت قتل ہے نہ مستلزم احداث وارتداد
دیکہئے خود شاہصاحب تحفہ مین فرماتے ہین اسے طعن مالک مین
وور حضور جناب پیغمبر ہمین خالد بن ولید صدہا را از مسلمانان مفت
بشبہہ ارتداد کشتہ بود و انحضرت اصلا متعرض او نشدہ چنانچہ
باجماع اہل سیر و تواریخ ثابت است قصہ اش آنکہ جناب پیغمبر خالد

ص ۲۵۰
منتہی الکلام

ص ۵۱۴
تحفہ اثنا عشریہ

خالد را بر لشکری امیر کردہ فرستادند واو بر قومی تاخت وانہا اسلام
اوردہ بودند لیکن ہنوز قواعد اسلام را درست نداشتہ در وقتیکہ مشغول
بقتل انہا شدند در مقام اظہار اسلام این کلمہ از زبان شان آمد کہ صبانا
صبانا یعنے بیدین شدیم مراد آنکہ از دین قدیم خود توبہ کردیم وباسلام
درآمدیم خالد بکشتن ہمہ انہا امر فرمود عبد اللہ بن عمر کہ یکے از متعینان
خالد بود یاران ورفیقان خود را تقید کرد کہ این مردم را اسیر دارید ونہ
کشید چون بحضور جناب پیغمبر رسیدند واین ماجرا اظہار کردند جناب
پیغمبر برا شفت وبسیار افسوس کرد وگفت اللہم انی ابرا الیک مما صنع
خالد الخ حالانکہ تناقض اسکا بہی ظاہر ہے کہ شروع مین فرماتے ہین
اصلا متعرض نشدہ اور اخیر مین تحریر کرتے ہین کہ جناب رسول خدا
نے فرمایا اللہم انی ابرا الیک اسکو شاہ جی کوئی شے ہی نہین تصور کرتے
معہذا لکہ وہان آثار وعلامات سے معلوم ہوا کہ فقط اشتباہ سے
قتل ہوا اسوجہ سے حضرت نے اوس سے قصاص نہین لیا بخلاف
قتل مالک کے کہ بالیقین خلیفہ اول کو معلوم ہوا کہ خالد نے محض براہ
بد نفسی وشہوت پرستی قتل کیا بہرکیف جب ایسے جاہلون کے ہاتہہ
سے قتل ہونا مثبت ارتداد وتقصیر حقوق نہین ہوا کہ اُن لوگون کو شاہ
صاحب نے یقینے مسلمان کہا اور رسول خدا نے اوسپر تاسف کیا تو
قتل مالک کے بارے مین یہہ قتل کیونکر مثبت ارتداد ہوا حالانکہ خود
شاہجی ہی قتل مالک کو از قبیل شبہہ قرار دیتے ہین پس حال ان
مقتولین کا ومقتولین عہد رسول بنا بر تقریر شاہ صاحب مساوی
ہوا پہر ایک کو مرتد کہنا اور دوسرے کو مسلم کہنا یا اون کو مورد حدیث

اصحاب کے کہنا نہ انکو بلا وجہ ہے پس معلوم ہوا کہ بنا بر اس تقریر کے بہی
نفس اشتباہ مالک دربارہ زکوۃ و اشتباہ دیگر صحابہ مثل عمرو وغیرہ مساوی
ہوا پس ایک کو مورد حدیث قرار دینا نہ دوسرے کو یقینا محض نا انصافی
ہے ازینجا است کہ صاحب نہایہ و مجمع البحار و صاحب استیعاب
نے الیسون کو بہی اوسے حکم مین داخل کیا ہے کما سیجی من بعد انشاء اللہ
بارہوین بفرض تسلیم کہ مالک مرتکب کبیرہ ہوا جب کل مرتکب کبیرہ کا واجب
القتل ہونا بدلیل و برہان ثابت کیجیے تب البتہ یہہ دعوی پیش کر سکتے
ہین و ہو غیر صحیح فالحمد للہ کہ کل تقاریر مولویصاحب دربارہ مالک
واحداث و ارتداد باطل ہوے اور اجتہاد اوسکا بنا بر مسلک سنیہ
باوضح برہان ثابت و قائم ہوا فالحمد للہ حمدا جزیلا واضح رہے
کہ مولویصاحب نے اس عبارت کو قبل نقل عبارت جناب سید
اعلی اللہ مقامہ درج کتاب کیا تھا مگر فقیر نے بغرض مناسبت اس
عبارت کو بعد ذکر فضایل و مناقب مالک خلیفہ دوم یہان درج کیا
اب مولویصاحب بغرض برات خلیفہ دوم الزام اعتراض بر خلیفہ اول
سے فرماتے ہین محققین اہلسنت کثرہم اللہ فی العالمین در کتب کلامیہ اثبات
نمودہ اند کہ حضرت فاروق بجہت عدم اطلاع بر تفصیل حقیقت حال
چنین فرمودہ بودند معذلک رجوع او ہم بمرتبہ شیاع و ذیاع رسیدہ
و اغماض از قصاص در آوان فرمان روائی خود نیز دلیل این مدعا
است کما لا یخفے و ازینجا است کہ باقر مجلسی در عدم قصاص و ضرب
حد فاروق را با صدیق شریک دانستہ چنانچہ عبارت حق الیقین در
بیان وجوہ طعن بر ابوبکر صدیق باین مقصود ناطق است وہی ہذہ

ص ۱۰۱ منتہی الکلام

یکی آنکہ خالد را بعوض مالک قصاص نکرد دیگر آنکہ حد زنا کہ خالد با زن مالک
کرد اقامت نمود دیگر آنکہ خون سایر مقتولین را باطل کرد و قصاص
و دیت شان را نگرفت و درین کارہا عمر با او شریک است و در تصنیع
قصاص مالک از خالد عمر شریک غالب است انتہی مگر ناظرین با تمکین
پر خرافت اس کلام کی ظاہر ہے کیونکہ ہرگز عمر نے اپنی رای سے رجوع
نہ کیا ہان زمانہ خلیفہ اول مین بمجبوری ساکت رہے اور بعد خلافت
اول کام یہی کیا کہ خالد کو منصب امیر الامرای سے معزول کیا اور مال
و سبایا اون مانعین زکوۃ کو واپس کر دیا جیسا کہ ملل و نحل سے سابقا
مذکور ہوا اور کیونکر رجوع کرتے خلیفہ دوم کہ خود خلیفہ اول نے بہی
اس قتل کے ناحق ہونیکا اقرار کیا جیسا کہ جملہ تاول فاخطاء سے
ظاہر ہے اور اس سے بڑہکر دلیل ساطع یہہ ہے کہ خلیفہ اول نے
بتصریح شاہصاحب مالک کے دیت بیت المال سے دلوای پس
اگر قتل مالک حق پر ہوا ہوتا تو یہہ دیت کیونکر دیجاتی باقی رہا یہہ کہ عمر
نے خالد کو قتل کیون نہ کیا پس جواب اسکا ذمہ مولوی صاحب ہے
نہ ذمہ اہلحق کیونکہ اہلحق تو ہمیشہ خلیفہ ثانی کو یہی الزام دیتے رہے کہ اگر
رجوع طرف رای ابو بکر کے کیا تہا تو رد اموال و اساری و اطلاق
محبوسین کیون عمل مین لائے اور اگر اپنی رای سابق پر تہے تو باوجود
قدرت و اختیار تام اپنے عہد مین قصاص اپنے مالک کا کیون نہ لیا
اور خالد خلد فی النار کو کیون قتل نہ کیا اسکی کچہہ توجیہ مولوی صاحب کو
لازم تہی اور بغیر کسی وجہ وجیہ کے فقط عذر رجوع سے خلیفہ صاحب کے
جان نہین بچتی بالجملہ بجد شیاع و ذیاع پہونچنا رجوع کا فقط مولوی صاحب

کے زبان خرافت بیان سے ہے ورنہ کتب معتبرہ مثل ملل ونحل وصواعق وغیرہ سے رو سبایا بحد ذیاع وشیاع پہونچا ہے کہ وہ دلیل عدم الرجوع ہے اور قتل خالد کچھہ انتظام ملکی ومالی مین خلل انداز ہوگا اسلئے وعمل مین نہ آیا اور یہ بات بھی خیال مین آتی ہے کہ حضرت خلیفۂ اول کا دیت مالک دلوانا اور تاؤل فاخطاء فرمانا یہ سب محض بلحاظ خلیفۂ ثانی تھا اسلئے کہ مالک اونکے بڑے پیارے دوست تھے ورنہ مسلم مقتول بالخطاب کے اموال کو تقسیم مسلمانان کرنا اور سبایا کو مثل سبایائی کفار کے بعلانیے وکنیزی بانٹنا کس اجتہاد اور کس شریعت مین جائز ہوسکتا ہے اوسطرح سے خلیفۂ ثانی نے بھی اپنے عہد خلافت مین بلحاظ عدل عمرو لو تقدیرا اُسارا اور اموال کو حد و دُست برک سے رد کرایا مگر بلحاظ خلیفہ اوّل کہ اونہین کے عنایت سے خلافت ہاتھہ لگی تھی بمقتضائے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان قتل خالد سے درگذر کیا کہ جانتے تھے کہ خالد اونکا بڑا پیارا دوست تھا اور ہوسکتا ہے کہ کہا جاوے چونکہ زور خالد کا خلیفہ صاحب پر بچپنے سے ثابت تھا اور رعب ہیبت اوسکے اونکے دل پر چھائے ہوئے تھے اسوجہہ سے جرات اسکی نہوئی ہوگی کہ قتل کرین کیونکہ خالد نے خلیفہ کے ایک ٹانگ سن طفولیت مین توڑ دی تھی چنانچہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون حلبی مین ہے قیل واصل العداوۃ بین خالد وبین سیدنا عمر علی ما حکاہ الشعبی انھما وھما غلامان تصارعا وکان خالد اقوی فکسر خال بساق عمر فعولجت وجبرت ولما ولی سیدنا عمر علی الخلافۃ اول شئی بدء بعزل خالد لما تقدم وقال لایلی لی عملا ابدا انتھی یعنی باعث اصلی عداوت کا درمیان خالد اور عمر کے یہ تھا کہ بنا بر حکایت شعبی یہ دونون لڑکپن مین کشتی لڑے

تھے خالد عمر سے زیادہ مضبوط تھا پٹک دیا اور عمر کے ٹانگ ٹوٹ گئی مرہم
پٹی سے پیر اچھا ہوا جب خلافت ملی تو سب کامون سے پہلے یہی کام
کیا کہ خالد کو موقوف کیا پس وہی خوف باعث ہوا ہوگا کہ جرات قتل پر
نہ کرسکے اور رہو یدا اسکے ہی وہ روایت کہ جب حسب الحکم خلیفہ ابو عبیدہ نے
بلال کو حکم دیا کہ خالد کو عمامہ سے اوسکے سر کے باندہو تو خالد نے بلال کو
گالی دی آخر یہہ خبر بھی بارگاہ خلافت مین پہونچی تہی پس خلیفہ کو قتل
خالد کے جرات نہوئی ہوگی کما فی مرۃ الزمان اور نیز زمانہ ابو بکر مین بھی تو
بدرجہ ثالثہ بھی استدعا کے تھی کہ اگر نہ قتل کرتے ہو نہ رجم کرتے ہو تو
معزول ہی کرو مگر ابو بکر نے نمانا پس وہی آخری سزا جاری کی کہ
اوسکو موقوف کیا اور عمامہ سے محبوس بھی کردیا مگر سب دور رہے دور رہے
نہ روبرو وحضور رہے باقی رہا یہہ امر کہ یہہ معزولی کس سبب سے تھی آیا اسبو
سے کہ خالد جناب خلافت مآب کو ہمیشہ بنظر حقارت دیکھتے تھے اور بنام
مادر گرامی نجیبۃ الطرفین خلیفہ کو یاد کرتے تھے جیسا کہ مرۃ الزمان مین ہے
کہ خالد عمر کو اعیسر ابن حنتمہ کہتے تھے یا بوجہ عداوت قدیمہ جیسا کہ کتاب
مذکور مین ہے کہ جب عمر نے مال خالد کو تقسیم کرالیا حتی النعل تو لوگون
نے کہا ھذہ واللہ عداوۃ پس مورخین کے نزدیک قول راجح وارجح
یہی ہے کہ بوجہ قتل مالک بن نویرہ خلیفہ دوم نے خالد کو معزول
کیا چنانچہ مرۃ الزمان مین ہے وکان اکبر ذنوب خالد عندہ قتل مالک
وکان یحث ابابکر علی عزلہ ویحرص علی قتلہ بسبب قتلہ لمالک وکان ابو بکر
یتوقف فلما مات ابو بکر وولی عمر قال واللہ لا یلی لی خالد ابدا
انتہی ملخصا یعنے سب سے بڑا گناہ خالد کا عمر کے نزدیک قتل مالک تہا

کہ ابو بکر کو بھی عزل خالد پر امادہ کرتے تھے مگر وہ متوقف رہے بعد
وفات ابو بکر جب خود عمر خلیفہ ہوئے تو کہا واللہ کبھی خالد ہمارے کسی کام کا
متولے نہین ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ خلیفہ ثانی جیسا شروع مین اس
قتل کو ناحق جانتے تھے ویسا ہی بعد حصول خلافت بھی بلکہ تادم مرگ
تمنا کرتے تھے کاش رسول سے پوچھے ہوتے اور مال کا واپس کرنا
قیدیون کا آزاد کرنا خالد کا معزول کرنا یہہ سب برہان ساطع و دلیل قاطع
ہے اس امر پر کہ وہ اپنی راے پر باقی تھے اور بحمد اللہ یہہ دعوی خود
مولویصاحب کے بیان سے بھی باطل ہے کیونکہ مولویصاحب سابقاً
صحیح بخاری سے ناقل ہین کہ جب ابو بکر نے چاہا مانعین زکوۃ سے جنگ
کرنے کو تو اوسیوقت عمر نے مناظرہ کیا اور آخر مین عمر نے بھی قول ابو بکر
کے متابعت کے پس ہرگاہ پہلی ہے مناظرہ ہو چکا تہا اور بحث طے
ہو گئی تھی تو پہر مخالفت کیسی کہ بعد قتل اپنے مالک کے یہہ شور و شغب
مچایا اور ہمیشہ خلیفہ سے اصرار کرتے رہے کہ خالد کو قتل کر دو یا رجم کر دیا
عزل کرو اور بعد خلافت وہی کیا تو اب بخوبی معلوم ہوا کہ پہلا مناظرہ
دربارہ عموم مانعین زکوۃ تھا کہ راے ابو بکر کے موافق ہو گے یہہ دوسرے
مخالفت ہی بعد قتل اپنے مالک کے جو مدۃ العمر بنے رہے باوصف
سزاے خالد چونکہ سزاے کافی اور قصاص شافی نہین لیا دل مین خلش رہا
کرتے تھے باقی طعن جناب علامہ مجلسی وہ اپنے حال پر ہے اوسکا دفعیہ
بلشبک نہین ہوا اور نہ قبول اون مطاعن سے رجوع خلیفہ دوم کا
ثابت ہو سکتا ہے جو اس افتخار سے مولویصاحب اوسکو نقل
کرتے ہین کیونکہ یہہ قول خلیفہ دوم کہ خالد کو معزول و محبوس کیا

اگرچہ مفید ثبات رائے خلیفہ دوم ہے دربارہ جرم خالد بقتل مالک
مگر مفید گلوے خلاصی خلیفہ دوم نہین ہے کہ اونھون نے حد خدا کو
معطل کیا اور خالد کو قتل و رجم نہ کیا خواہ بوجہ خوف از خالد ہو یا بغرض
رعایت حقوق خلیفہ اوّل کہ خالد اونکے بڑے چہیتے اور پیارے
تھے چنانچہ ایسی ہی رعایت خلیفہ سوم نے دربارہ عبد اللہ بن عمر قاتل
ہرمزان کے جو بتصریح شاہ ولی اللہ اول وہن و علامت ضعف
خلافت خلیفہ سوم تھا کما فی ازالۃ الخفا فلیس ہذا اول قارورۃ کسرت
فی الاسلام بعد ازین چونکہ صاحب ہیچمدان نے مقدمہ تحفۃ النوادر ملا حسین
کاشفی سے یہ عبارت نقل کی ہے و رائے عمر بن الخطاب بران
قرار گرفت کہ اسارا و اموال ان طایفہ را کہ زکوۃ نیدادند باز دہد
و گروہی کہ در اوقات خلافت صدیق محبوس بودند رہا فرماید جس سے
بقا خلیفہ دوم کا اپنی مخالفت سابقہ پر ظاہر ہوتا ہے اور بطلان
قول مولویصاحب لازم آتا ہے کہ قائل برجوع خلیفہ ہین لہذا اس
عبارت تحفۃ النوادر پر بھی مولویصاحب معترض ہین چنانچہ فرماتے ہین
حاجتی بذکر روایت ملا حسین کہ حالش منکشف می شود باقی نماندہ
بروایت معتبرہ اہلسنت ثابت فرمائید کہ فاروق اعظم بر نکیر خود
اصرار داشتہ پس چرا اینہمہ کلفت بجمع امثال این روایات می باید
کشید مگر در ذہن حضرت تسنن ملا حسین راسخ و ثابت گشتہ کہ بر
دامنش دست انداختہ باوام سینیان پرداختہ الخ مگر الحمد للہ
کہ فقیر نے پہلے ہی مطابق ذہن سنک بہ تقریر دوختہ بہ کتاب ملل و نحل
علامہ شہرستانی سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ خلیفہ دوم اپنی اوس

ازالۃ الخفا صـ

منتہی الکلام صـ ۱۰۱

ملل ونحل صہ ۱۳ مطبوعہ لندن

رائے پر بعد حصول خلافت بھی باقی رہے وھذہٖ عبارتہ الخلاف

السابع فی قتل مانعی الزکوۃ فقال قوم لا تقاتلھم قتل الکفرۃ و

قال قوم بل تقاتلھم حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا

رسول اللہ لقاتلتھم علیہ ومضی بنفسہ الی قتالھم و وافقہ الصحابۃ

باسرھم وقد ادی اجتہاد عمر فی ایام خلافتہ الی رد السبایا والاموال

الیھم واطلاق المحبوسین منھم وقریب منہ ما فی الصواعق

اور درمنثور سیوطی سے بھی تا دم مرگ اس عزم پر باقی رہنا ظاہر ہوا

اور یہہ کتابین ایسی نہین ہین کہ محتاج ذکر توصیف و تعریف ہون ہان

اگر امثال شہرستانی وغیرہ کو بھی مولویصاحب رافضی قرار دین تو یہہ

امر دیگر ہے حالانکہ ملا حسین کاشفی بھی ایسے نہین ہین کہ مولویصاحب

اونکو رافضی یا شیعہ کہین کیونکہ صاحب صواعق محرقہ ابن حجر مکی

جنکے محدثیت اور تعصب مشہور ہے اور شاہ عبد الحق اونکو افضل

صہ ۶۳

علمائے مکہ در زمان خود بیان کرتے ہین صواعق محرقہ مین اونکے

کلام سے استدلال کرتے ہین بلکہ ان الفاظ کے ساتھہ یاد کرتے ہین

دمویدانیقول است انچہ افضل المتاخرین مولانا حسین کاشفی در تفسیر

خود درین آیہ نقل کردہ اند الخ پس جسکو ابن حجر مکی افضل المتاخرین

کہین اوسکے بارہ مین قدح کرنا بجز مولویصاحب کس سے ممکن ہے

بعد اوسکے مولویصاحب رفع خلجان عوام کے لئے جو حرکات شنیعہ

خالد بن ولید سے پیدا ہوتے ہین فرماتے ہین عوام را خلجان می شود

خالد بن ولید ہم از زمرہ طیبہ اصحاب کرام است او را باین لفظ شنیع

و کلام فظیع یاد کردن چہ معنے داشتہ باشد وازالہ این

وہم برین نہج است کہ صحابہ کبار را اگرچہ خلفائے راشدین باشند
از حقیقت لبشری منزہ نباید فہمید الخ پس بیشک یہہ جملہ نہایت صحیح ہے
ہم لوگ بھی ایسا ہی کہتے ہین کہ ایسا ہی سمجھنا چاہئے نہ یہہ کہ سبکو عادل
وقطعی المغفرہ و یقینی جنتی پس ہرگاہ بنا بر تقریر آپکے وہ لوگ حقیقت
بشری سے منزہ نہین ہین تو پھر آپکو کیا عذر ہے جو آپ اونکی غلبہ ہوا
وحرص وبغض وعناد کو نہین قبول کرتے جو حقیقت لبشری مین داخل
ہے حالانکہ رسول مقبول نے بنص صریح فرمایا کہ تملوگ تحاسد و تباغض
کروگے چنانچہ ویسا ہی انھون نے کیا کہ حقوق اہلبیت طاہرین ع کو
بجبر و قہر و غضب و عدوان غصب کیا اور اونکو محروم کرکے
خود خلیفہ بن بیٹھے جسپر سیکڑون لنصوص صریحہ موجود ہین سبحان اللہ
خالد بن ولید کے اصلاح کے لئے حقیقت بشری کا پردہ ڈالا
جاتا ہے اور جب خلفا کے بارہ مین وہی حقیقت لبشری دکہائے
جاتی ہے تو محالات و استبعادات پیش کئے جاتے ہین یہہ کونسا
انصاف ہے اگر اونکے بارہ مین بھی حقیقت لبشری قبول کیجائے
کہ بسبب حقیقت لبشری و غلبہ حرص و ہوا کے اونسے یہہ سب امور
سرزد ہوئے اور حقداروں کی حق تلفی کی گئی تو سارا قصہ تنزاع
شیعہ و سنی کا فیصلہ ہوجاتا ہے باقی رہا یہہ جملہ مولویصاحب کا کہ
خالد بن ولید از زمرۂ طیبہ اصحاب کرام ست او را باین لفظ شنیع
و کلام فظیع یاد کرون چہ معنی داشتہ باشد پس دلیل کمال خرافت
ہے کیونکہ جو عبارت صاحب وجیزہ نے صاحب مقصد اقصے سے
نقل کیا اوسمین نہ کوئی لفظ فظیع ہے نہ کوئی کلام شنیع چنانچہ

وہ عبارت بنقل خود مولوی صاحب یہہ ہے وصاحب مقصد روایت کردہ چون تفاصیل این قصہ بمدینہ رسید عمر گفت ظلم کرد دشمن خدا کہ مردے را از مسلمانان بکشت و زن او را گرفت اسمین تو کوی ایسا جملہ نہین ہے جو کلام شنیع ہو اگر دشمن خدا کیطرف اشارہ ہے پس یہہ تو سخن تکیہ خلیفہ صاحب تھا سیکڑون صحابہ کو بلفظ عدو اللہ یاد کرتے تھے بلکہ خود انہین خالد کے بارےمین شاہ صاحب ناقل ہین کہ جناب رسالت مآبؐ جب انکے کشت وخون مسلمانان پر واقف ہوئے تو حضرت نے فرمایا اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد یعنے حضرت نے خالد سے تبرّا فرمایا اور اس تبرّا کو شاہ صاحب نے ایسا سہل سمجھا کہ فرمایا دآنحضرت اصلا متعرض او نشد پس ہرگاہ رسول کے تبرا کرنیسے عوام کو دربارہ صحابہ کچھہ خلجان نہین ہوتا تو خلیفہ دوم کے یا عدو اللہ کہنے سے کیونکر خلجان پیدا ہوگا طرہ اسیر تو یہہ ہے کہ خلیفہ دوم نے خالد کو زانی بھی فرمایا ہے عدو اللہ بھی کہا جیسا کہ سابقا مذکور ہوا بعد اسکے جو مولوی صاحب بحوالہ اپنے رشید المتکلمین کے چند واقعہ دربارہ مناظرہ ومنازعہ خلفا وصحابہ تحریر کرتے ہین پس اگرچہ وہ واقعات از قبیل سرو بستان یاد دہانیدن ہے کہ مضرت اوسکے مولوی صاحب کے لئے زیادہ ہے بہ نسبت نفع کے اور بہت سے امور اوسمین خلاف واقع درج ہین کیونکہ انکے خیانت نقل مین کچھہ شیطان سے بھی زیادہ مشہور ومعروف ہے معہذا لک وہ خارج از مبحث ہین تحقیق مسایل مین بفرض تسلیم مناظرہ کرنا او رام ہے

اور قذف کرنا یعنی تہمت لگانا کسی کو کہ اسنے زنا کیا اسکو رجم کروا سنے مسلمان کا خون کیا اسکو قتل کر دیا امر دیگر ہے مناظرہ سے اسکو کوئی واسطہ نہین ہے فان بینهما بون المغارب والمشارق وقیاس احدهما علی الاخر قیاس مع الفارق قال المجیب اگر کوئی کہے کہ لفظ اصحابی کا فرمایا اقول اولاً اگرچہ بیان سابق سے بطلان اس تقریر کا ظاہر ہوا مگر اجمالاً یہ کہنا ضرور ہے کہ کل کلام رسول علی المعنی اللغوی محمول ہوتے ہین یا محمول علی المعنی الاصطلاحی اگر محمول علی اللغوی ہے تو مورد مدح وذم دونون مین معنی لغوی مراد لینا چاہیے اور اگر معنی اصطلاحی ہے تو ہر مقام مین وہی معنی مراد لینا چاہیے نہ یہ کہ تفریق کرنا کہین معنی اصطلاحی اور کہین معنی لغوی مراد لینا سبحان اللہ یہ جملہ مشہور ہے کہ ایلچی را چہ زوال خدمت رسول مین ایلچی گری کا کیا ہی نتیجہ ہے کہ وہ بیچارے جہنمی قرار دیے جائین اور ساتھی حضرت کے جو سیکڑون ظلم ہزارون بدعتین قائم کرین وہ مورد تحسین وآفرین ہون اور او نکا سارا مواخذہ ایلچیون کی گردنون پر ڈالا جاے یہ کون سا انصاف ہے اور کونسی حق شناسی ثانیاً لفظ اصحاب بالاتفاق منقول شرعی ہے اور منقول شرعی کو مولوی حیدر علی سکتے ہین وچون منقول شرعی نہ الغت کہ جماعت معنی مناسب لغوی قرار دہہند بلکہ البتہ ماخذ مش از کتاب وسنت واجب است الخ پس اب مالک وغیرہ کے اصحاب ہونے یا نہونے کو کسی معنی سے ہو کتاب وسنت سے ثابت کرنا چاہیے ود ونہ خرط القتاد ثالثاً علامہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ مین کہتے ہین ان الصحبۃ اسم جنس لیس لها حد فی الشرع ولا فی اللغۃ والعرف فیها مختلف والنبی لم یقید الصحبۃ بقید ولا قدرها بقدر بل علق الحکم مطلقها ولا مطلق لها الا الرویۃ الخ یعنی

صحبت اسم جنس ہے کہ اوسکی کوئی حد شرع بالفہ مین مقرر نہین ہے اور
عرف اسبارے مین مختلف ہے اور رسول نے صحبت کی کوئی حد یا مقدار
نہین مقرر فرمایا بلکہ اوسکو مطلق چھوڑا ہے کہ وہ فقط دیکھنا ہے بنی کا الخ پس
اس سے بہی معلوم ہوا کہ نفس صحابیت مین خلفا و دیگر منافقین و مومنین
مساوی ہین پس اس تفریق کا کوئی نتیجہ نہوا خواہ بذریعہ ایلچی گری مشاہدہ
جمال باکمال سے مشرف ہو یا ہمہ وقت کی صحبت رہی سب اصحاب
علی الاطلاق ہین بلا فرق لغویت و اصطلاحیت رابعاً لفظ ساتھی بہی
مبہم ہے ساتھی دینی یا دنیوی اگر ساتھی دینی مراد ہے تو کل مسلمان صحابی
ہین اور اگر ساتھی دینوی مراد ہے تو کل کفار و مشرکین جو اوس زمانہ مین تھے
صحابی ہوتے ہین بالجملہ حال حضرات اہلسنت اس بارے مین بہی کچھ ایسا
بوقلمون ہے کہ بجز حیرت کوئی فائدہ نہین ملتا کبھی تو دائرہ صحابیت کو ایسا
تنگ کرتے ہین کہ سواے قدماء صحابہ مہاجرین اولین و خلفاے ثلثہ کوئی
اوس دائرہ مین قدم نہین رکھہ سکتا حتی کہ جناب امیر علیہ السلام بہی اطلاق
لفظ اصحاب سے خارج ہوتے ہین جیسا کہ کلام صاحب رجوم الشیاطین
سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھی اس حلقہ کو ایسا وسیع و فراخ کرتے ہین کہ ثلثہ
سے متجاوز ہو کر کل منافقین و مرتدین و کافرین کو اوس عہد کرامت مہد کے
جنہونے شاید پوری طور سے جمال مبارک کو بہی نہ دیکہا ہو سمیٹ لیتے
ہین جیسا کہ ابہی کلام مجیب اور ابن تیمیہ وغیرہ سے ظاہر ہوا اور کبھی
اس سلسلہ صحابیت کو ایسا پہیلاتے ہین کہ بالخصوص فاسق و فاجر ضال
و مضل اصحاب ہوا و بدعت و کبائر الی یوم القیمہ جنہونے خواب مین بہی
صورت مبارک بنوی کبھی نہ دیکھی ہو نہ کسی صحابی و تابعی سے مشرف

ہوا ہو فقط اسی فسق و فجور ظلم و بدعت کی بدولت از زمرۂ طیبہ صحابہ مین
داخل ہوتے ہین چنانچہ صاحب فتح الباری جنکا کلام منتہی الکلام مین
مذکور ہے فرماتے ہین قال ابن التین یحتمل ان یکونوا منافقین او
مرتکبین الکبائر قال الداودی لا یمتنع دخول اصحاب الکبائر
والبدع فی ذلک الی ان قال واما دخول اصحاب البدع فی ذلک
فاستبعد تعبیرہ فی الخبر بقولہ اصحابی واصحاب البدع انما حدثوا
بعدہ واجیب بحمل الصحبۃ علی المعنی الاعم الخ یعنی کہا ابن تین نے
کہ ممکن ہے کہ مراد اصحابی سے منافقین اور مرتکبین کبایر ہوں اور کہا داودی
نے ممکن ہے دخول اصحاب کبایر و بدعت کا افراد صحابی مین لیکن داخل
ہونا اصحاب بدعت کا اسمین بس خلاف تعبیر یہ لفظ اصحابی ہے کیونکہ حضرت
نے اون لوگون کو اصحابی فرمایا حالانکہ اصحاب بدعت بعد آنحضرت پیدا
ہوئے مگر جواب یہ دیا گیا ہے کہ صحبت معنی عام پر محمول ہو گا الخ اور
خود مولوی حیدر علی بھی یہ معنی بیان کرتے ہین اما حمل حدیث بر فساق
کفار جمیعا پس اگرچہ از اشکال رہائی و نجات میشود ولیکن بعضی از
الفاظ مساعدت نمیکند الخ بالجملہ بنابر قاعدہ الجنس یمیل الی الجنس
یا الکفر ملۃ واحدۃ یہ نوازش و مہربانی حضرات اہلسنت قابل غور ہے
کہ اصحاب اہوا و بدعت و فسق و ضلالت کی محبت و طرفداری نے انکو
ایسا آمادہ کیا کہ معنی صحابیت کو عام کرکے اون لوگون کو خلعت فاخرہ
صحابیت مشرف کیا اور مومنین کاملین کو جو شب و روز صحبت نبوی
مین حاضر رہتے تھے اونکو بھی دربار صحابیت سے خارج کروا دیا اس
تحقیق کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مولوی صاحب فرماتے ہین

ص ۵۲۰

ص ۶۲

ص ۴۹۴

ولہذا مذہب منصور ہمین ست کہ غیر از صحابہ ہر چند مطیع ومتقی باشد بدرجہ الیشان نمی رسد این نکتہ را بالمیت آن در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس است انتہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اصحاب اہوا و بدعت کے مقابلہ مین کوئی نہین پہونچ سکتا اگرچہ کیسا ہی مطیع ومتقی ہو قال اور چند اشخاص منافقین الخ اقول صحت مین اس جملہ کے کوئی کلام نہین ہے مگر مجیب کے لیے اسکی مضرت عام معلوم ہر خاص وعام ہے کیونکہ ثلثہ بہی تو انہین منافقین کے فرد کامل ہین کہ خود خلیفہ دوم نے بحلف شرعی روبرو حضرت حذیفہ عالم اسمار منافقین کے اقرار کیا باللہ انا من المنافقین یعنی قسم بخدا مین منافقونسے ہون اور حضرت حذیفہ ساکت رہے والسکوت کالاقرار جیساکہ مابعد با وضح عنوان مذکور ہوگا انتہی باقی رہا شیخین کا اسلام لانا بطمع دنیا وحصول خلافت اور خبر دینا کاہنونکا پس خود ازالۃ الخفا وغیرہ سے ظاہر ہے چنانچہ عنقریب توضیح وتصریح اسکی وجوہ[لہ] تطبیق حدیث اصحابی مین بر خلفاے ثلثہ مع نفاق واحداث ان لوگون کی مذکور ہونگی فانتظرہ وانا معکم من المنتظرین اور بہر گاہ اس تحریر سے جفاۃ اعراب واصحاب اہوا و بدعت وغیرہ کا مورد حدیث اصحابی ہونا باطل ہوا اور برارت مالک عمر کی ارتداد سے اور مصداق حدیث حوض ہونیسے اور اسلام واجتہاد اوسکا بنابر اصول موضوعہ سنیہ بخوبی ظاہر ہوا تو خلفاے ثلثہ ودیگر کبار صحابہ مقبولین سنیہ کا مورد حدیث اصحابی ہونا بہی ظاہر ہوا الانحصار الامر بین ہذین الفریقین معذلک اب اور علما کے نصوص صریحہ مع تردید احتمالات قبیحہ یہان مذکور

[لہ] صفحہ ۳۵ جلد رابع مین اس کتاب ذوالفقار حیدری کی بخوبی مذکور ہیں جو عنقریب مطبوع ہو کر بصیرت افزا ہونگی۔

ہوتے ہین تاکہ معلوم ہو جاے وہی لوگ مصداق اس حدیث کی ہین
لا غیر و قد یجئی مزید التحقیق فیما بعد ذلک انشاء اللہ ابن اثیر صاحب نہایہ اور
محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار کہتے ہین جیسا کہ منتہی الکلام مین مذکور ہے
وفی حدیث الحوض فقال انہم لن یزالوا مرتدین علی اعقابہم اے
متخلفین عن بعض الواجبات ولم یرد ردة الکفر لھذا قیدہ باعقابہم
ولانہ لم یرتد احد من اصحابہ بعدہ وانما ارتد قوم من جفاة الاعراب
یعنی حدیث حوض مین فرمایا آنحضرت نے کہ ہمیشہ رہے وہ لوگ پھرنیوالے
اپنی پاشنہ پا کیطرف یعنے تخلف کرنیوالے بعض واجبات سے اور
نہین مراد ہے ردہ سے ردہ کفر چنانچہ اسیوجہ سے باعقابہم کی قید
لگایا کیونکہ کوئی شخص حضرت کے اصحاب سے مرتد ہنوا جز این نیست
کہ بعض قوم جفاة اعراب کے مرتد ہوے پس اس سے صاف ظاہر ہوا
کہ صاحب نہایہ و مجمع نے یہان دو دعوے کیے ہین اور دو دلیل ذکر کیا
پہلا دعوے یہ ہے کہ مرتدین علی اعقابہم سے متخلفین عن بعض الواجبات
مراد ہین نہ مرتدین حقیقی وغیرہ اور دلیل اوسکی علی اعقابہم کی قید لگانا ہی
کیونکہ اگر مطلق مرتدین مقصود ہوتے تو قید علی اعقابہم لغو و زاید ہوتے
پس اس دعوے و دلیل سے جملہ مرتدین و کافرین خارج ہوے اور
متخلفین عن بعض الواجبات داخل رہے دوسرا دعوی یہ ہے کہ ردہ
سے مراد ردہ کفر نہین ہے دلیل یہ ہو کہ بمعنی کفر کوئی صحابی مرتد ہنوا اور اگر
اس معنی سے مرتد ہوے تو بعض جفاة اعراب نہ اصحاب پس ان دونون
دعوے اور دلیل سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ مورد اس حدیث کے بعض
اصحاب خاص ہین جو متخلف عن بعض الواجبات ہوے کیونکہ اگر مرتدین

ص ۲۶۹

مراد ہوں تو لفظ علی اعقابہم لغو ہوتا ہے وہو محال فی کلام الحکیم اور رد ہ ہے
اگر رده کفر مراد لیں تو اس صورت میں کوئی مصداق اسکا نہیں ٹھہرتا اسلئے
کہ اصحاب سے کوئی مرتد نہوا اگر مرتد ہوئے تو وہ جفاۃ اعراب تھے نہ اصحاب پس
معلوم ہوا کہ صاحب نہایہ و مجمع البحار نے بعض اصحاب خاص کو جنسے تخلف عن
بعض الواجبات ہوا مورد اس حدیث کا قرار دیا ہے نہ جفاۃ اعراب کو جو مرتد
ہوئے جیسا کہ مولوی حیدر علی کا اور کرمانی کا مدعا ہے مگر افسوس یہ ہے
کہ مولوی صاحب نے اس عبارت کے معنی بھی بدلے ہیں اور نئی طرحکی
تاویل کی ہے جسکے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی از قبیل المعنی فی
بطن الشاعر و تاویل القول بالا یرضی بہ قائلہ ہے اگرچہ قبل اسکے ایک مقام پر
اسی مضمون کو بیان فرما چکے ہیں مگر با وصف تطویل لاطائل وہ تحریر مولوی صاحب
کے نزدیک مجمل تھے لہذا اوس سے تعرض نہ کیا اور جسکو مفصل قرار دیتے ہیں
اوسپر نظر ڈالی جاتی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں در اجزاے سابق جواب این
ادعا گذشتہ کہ ہرگز عبارت صاحب نہایہ نص درینباب نیست لیکن چون
مولف بازدعوی نص نمود و تفصیل براے عام مفید تر است از تکرار و طول
کلام ہرگز نہ اندیشیدہ اول بذکر عبارت می پردازم بعد ازان ادعاے نص
فرعومی را باطل میسازم اور بعد نقل عبارت نہایہ مذکورہ فرماتے ہیں حالیا
باید دانست کہ درین عبارت چند احتمال است نخستین آنکہ لام اول متعلق
بقریب یعنی صیغہ مضارع مصدر بلم باشد و لام ثانی بتفسیر یکہ متضمن برین
دعو لیست کہ متخلفین و مقصرین از بعض واجبات شرعی مراد ند و ارتداد
در مقام سلب آن از اصحاب ایجاب آن براے اعراب برہان تخلف
و تقصیر کہ موضوع این کلام و حدیث است محمول و مراد از صحابہ بدلیل

تحفہ در کلام نہایہ و مجمع البحار

جب ۱۴۳ منتہی الکلام

جب ۱۶۹ منتہی الکلام

صہ ۲۷۰

تقابل جفاۃ اعراب و خواص ملازمین جناب سید النبیین پس تالش بعبارت
فارسی بدان میکشد کہ مقصود از ارتداد کفر نیست والاقید علی اعقابہم لغو خواہد
شد و متخلفین و مقصرین از انجہت مراد اند کہ در ملازمین و خواص اصحاب کسے
تخلف و تقصیر از واجبات بعد سرور کائنات نکردہ وا ینمعنی در قومی از جفاۃ
اعراب کہ بصیرتے نداشتند واز زمرہ مولفۃ القلوب بودند محصور گشتہ پس
ثابت شد کہ مورد حدیث جفاۃ اعراب اند نہ اصحاب ملازمین جناب رسالتماب
انتہی اقول ولا یخفی خرافتہ کیونکہ اسمین کوئی شبہہ نہین ہے کہ دونون
لام لم یرد ردۃ الکفر سے متعلق ہے اول اصل صیغہ فعل مضارع سے اور
دوسر التفسیر سے جو متضمن دعوے ارادہ متخلفین و مقصرین عن بعض
الواجبات ہے لیکن فرق اگر ہے تو لفظ ارتداد مین ہے کہ جس امر کا صاحب
مجمع اثبات چاہتے ہین مولوصاحب اوسکی نفی کرتے ہین وکذلک بالعکس
کیونکہ صاحب نہایہ ردہ کفری کے نفی کرتے ہین اصحاب سے اور اثبات
کرتے ہین جفاۃ اعراب کے لیئے اور ردہ بمعنی تخلف عن الواجبات کو ثابت
کرتے ہین اصحاب کے لئے نہ جفاۃ اعراب کے لئے چنانچہ صاف مطلب یہی ہے کہ
ردہ سے ردہ کفری نہین مراد ہے کیونکہ اس معنی سے کوئی صحابی مرتد
نہوا اور اگر مرتد ہوے اس معنے سے تو جفاۃ اعراب جنکو کوئی اصحاب نہین
کہتا پس ضرور ہوا کہ ردہ سے تخلف عن بعض الواجبات مراد ہو جسمین بعض
صحابہ مبتلا ہوے اور مولوصاحب یہ بیان کرتے ہین کہ مرتدین سے
متخلفین و مقصرین اسوجہ سے مراد ہین کہ صحابی سے تخلف عن الواجبات
نہین ہوا بلکہ اوسمین جفاۃ اعراب مبتلا ہوے و بینہما بون بعید سوال
از آسمان جواب از ریسمان اسیکا نام ہے صاحب مجمع کو تاویل کی وجہ تو یہی ہے

کہ حضرت اپنے صحابہ کے بعض افراد کو مرتد فرماتے ہین حالانکہ
اصحاب سے کوئی مرتد نہین معلوم ہوتا اسوجہ سے ضرور ہوا کہ ارتداد
کے معنی بدلین اور تخلف عن الواجبات مراد لین کہ یہ البتہ صحابہ سے
سرزد ہوا چنانچہ خود مولوی صاحب نے بہی اسکا اقرار کیا ہے کہ بعض
صحابہ مصدر احداث ہوے اور مبتلاے تنافس ہوے بخلاف تاویل علیل مولوی صاحب
کہ اس صورت مین مرتدین کے معنے بدلنے کے کوئی ضرورت نہین ہوتی
اور کوئی حاجت تخلف عن الواجبات مراد لینے کی نہین ہوتی کیونکہ
جفاۃ اعراب سے دونون قسم کی ارتداد سرزد ہوئی یعنی ارتداد کفری
اور ارتداد خلقی پس اگر مقصود صاحب نہایہ بہی جفاۃ اعراب ہوتے
تو اس تاویل کی کوئی حاجت ہی نہ تہی اور یہ امر خود ایسا ظاہر ہے
کہ ہر شخص ادنی تامل سے سمجہہ سکتا ہے بلکہ ذرہ عربیت بہی اگر ہو تو
اس مطلب کے سوا دوسرا امر ذہن مین آہی نہین سکتا مگر تعصب و
جاہلیت وہ بد بلا ہے کہ آدمی کو اندہا بہرا کر دیتی ہے چنانچہ دیکہیے کہ
خود مولوی صاحب بہی اس مطلب کو سمجہے ہین اور براہ تعصب و
عصبیت بغرض اظہار مرجوحیت و مفضولیت اوسکو احتمال دوم فرماتے
ہین وہذہ عبارتہ احتمال دوم آنکہ ردت در ہر دو جا بمعنی کفر محمول
یعنی بر متخلفین از آنحضرت حمل کردیم کہ ارتداد بقید اعقاب مقید است
ردہ کفری ازان مراد نتواند بود کہ کسی از اصحاب کافر نشدہ جز انیست
کہ قومی از جفاۃ اعراب کافر گشتند و اول دلیل بر ہمین آنکہ صاحب
نہایہ لفظ علی الاعقاب را بعد لفظ ارتداد قرینہ معنی ردہ خفی قرار
دادہ و در ہر دو جا باستعمال لفظ مذکور اطلاق اختیار ساختہ و تقیید را

از نظر انداختہ پس بیقین دانستم کہ معنی کفر ارادہ میکند و تخلف را برای کبار اصحاب ثابت مینماید وہو المقصود انتہی اور ارجحیت بلکہ تعین اس معنی کا از قبیل بدیہیات کہ محتاج تنبیہ نہین ہے بخلاف احتمال اول کی جو مولویصاحب نے اختراع کیا کہ کوئی ذہن سلیم اوسکو کبھی قبول نہ کریگا اسیوجہ سے مولویصاحب خود متنبہ ہوکر درپی ترویج متاع کاسد و تائید مطلب فاسد ہوئے اول کے رجحان و ثانی کے بطلان کی فکر مین پڑے - و این محال است و خیال ست و جنون - اگرچہ دو احتمال مولویصاحب نے اور بیان کیے ہین جسکو خود باطل بھی کہا ہے لہذا اب اون ادلہ کو دیکھنا چاہیے اور اوسکی خرافت پر غور کرنا چاہیے مولویصاحب لکھتے ہین بدانکہ وجہ اول بچند وجہ راجح بلکہ منصوص و احتمال ثانی کہ مولف آنرا مطمح نظر ساختہ و نص قطعے پنداشتہ مرجوح بلکہ مخدوش است اما اولاً پس ازانکہ ہر گاہ تخلف را از اصحابہ کبار سلب کردو برای جفاۃ اعراب ثابت نمود مورد حدیث متعین شد چنانکہ دانستی و بطریق اولی معلوم گردید کہ احدی از صحابہ کبار براہ کفر نرفتہ کما ہو مفاد تقریرہ علاوہ برین تقریر عبارات علما کہ مشاکل یکدگر افتادہ نیز بہمدگر انطباق می یابد والحمل علی الاتفاق اولی من الحمل علی الشقاق واگر در ہر دو مقام ارتداد را بر کفر حمل کنیم و جفاۃ اعراب را از مصداق حدیث الحوض خارج نمائیم چنانکہ مولف کردہ نتیجہ بر نمی آید و ثمرہ بران مترتب نمی شود چہ تقدیر اینست کہ احدی از صحابہ کفر را اختیار نساختہ بلکہ کفر بعد الاسلام منحصر در جفاۃ اعراب است و اینقدر کہ شنیدی مثبت مدعاے مخاطب کہ تخلف صحابہ مشہورین است نخواہد بود مگر نمی بینی کہ نفی کفر مستلزم تخلف نیست لوجود الواسطہ

وهی کمال الایمان والاخلاص لاهل الاختصاص کما لا یخفی علی
العوام والخواص باقیماند آنکہ چون پیغمبر آنہا را باصحابی تعبیر فرمود میباید
کہ اخص خواص متخلف باشد فمع قطع النظر عن کونہ مجرد ادعاء صدر عن
المخالفین خلافا لما روی فی اخبارنا قاطع لاصولہم وقاطع فروعہم
بالقطع والیقین لا بالظن والتخمین کما ستعرفہ انشاء اللہ انتہی اقول
ناظرین باانصاف اس کلام کو دیکھکر بخوبی کہین گے کہ یہ تقریر سراجدان اعتساف
وخون ناحق حق وانصاف ہوا اما اولا بس اسلیے کہ یہ کہنا مولوی صاحب کا کہ اگر
تخلف عن الواجبات کو صحابہ کبار سے منتفی کرکے جفاۃ اعراب کے لیے
ثابت کرین تو مورد حدیث متعین ہوتا ہے محض غلط ہے کیونکہ پہلے تخلف
عن الواجبات چاہتا ہے تعدد متخلفات کو اور جب جفاہ اعراب کے لیے
ثابت کرینگے تو ضرور ہے کہ وہان بھی تعدد پایا جاے حالانکہ بجز انکار ادای
زکوۃ دوسرا کوئی واجب قرار نہین پاتا جس سے اونہونے تخلف کیا ہو
بخلاف صحابہ کبار کے کہ اگر اونکے لئے تخلف عن الواجبات کا اثبات کیا جاے
جیسا کہ صاحب نہایہ فرماتے ہین تو وہ واجبات بہی متعدد و متکثر ہوتے ہین
جنسے صحابہ نے تخلف کیا ہے کما ہو فی الواقع مثل ترک زہد و توکل وقناعت
واحترام ورعایت حقوق اہلبیت وابتلا بہ تنافس دنیاوی وبغض وحسد
وظلم وایذاے اہلبیت طاہرین جیسا کہ مابعد اسکے بتصریح تمام احداث
وتخلف اونکے واجبات سے مرقوم ہونگے پس فی الحقیقت بنا بر تحقیق
صاحب نہایہ ومجمع البحار مورد حدیث حوض متعین ہوتا ہے نہ تحقیق
مولوی صاحب پر کیونکہ مرتدین کا حکم ہے علیحدہ بیان ہوا ہے اور واونکے
لیے آیات واحادیث کثیرہ وارد ہین ازینجاست کہ علمانے اس حدیث کو

اونکے احکام واحوال مین نہین لکہا ہے اور اون لوگونکا بیان آیات قرانی
مین صاف صاف آیا ہے جیسا کہ ازالۃ الخفا مین و تحفہ اثنا عشریہ مین
منقول ہے اور ان صحابہ کے لیے جو مورد حدیث حوض ہین آپ خود تحریر
فرماتے ہین کہ جناب رسالتماب کو علم تفصیلی ان محدثین اور اونکے محدثات
کا نہ تہا پس بنابر قاعدہ جمع والتفاق ضرور ہے کہ اون مرتدین کو داخل
اون آیات واحادیث مین کرین جو اونکے بارے مین وارد ہوے ہین
اور مورد اس حدیث کے بہی بعض صحابہ کبار قرار دیے جائین دوسرے
یہ کہ اگر بعض صحابہ کبار کو مورد حدیث حوض نہ قرار دین تو دو صورت سے
خالی نہین ہے یا اونکو من جمیع الوجوہ جمیع عیوب وکل الزامات صغیرہ
وکبیرہ سے خارج کرین تو اس صورت مین ضرور ہے کہ قایل بعصمت ان
لوگون کے ہون اور کوئی اونکی عصمت کا مدعی نہین ہے اور نیز تکذیب
صحاح ستہ وجملہ احادیث واخبار لازم آتی ہے کیونکہ بالیقین احادیث
واخبار صحاح مین اونکے الزام واحداث مذکور ہین اور اگر اونکو من
جمیع الوجوہ جملہ عیوب سے مبرا نکین جو مفاد عدم اقرار بعصمت صحابہ
ہی تو پہر اس حدیث حوض کے مورد قرار دینے مین کیا عذر ہوگا کہ اس
صورت مین بخوبی تصدیق صحاح واخبار وآثار بہی حاصل ہوتی ہے
تیسرے یہ کہ اگر جفاۃ اعراب کو متخلف عن الواجبات قرار دین تو لازم
آتا ہے کہ اجماع صحابہ کے بطلان کے قایل ہون وہو کما ترہی کیونکہ
صحابہ کو اول وہلہ مین بہ نسبت اونکے مقاتلہ کے تردد ہوا تہا بالآخر راے
ابوبکر کو قبول کرلیا جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے و فرقہ منع زکوۃ نمودند در
باب این جماعہ فقہاے صحابہ باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال

ازالۃ الخفا صہ ۳۶

بالیشان جایز نباشد از انجملہ عمر فاروق گفت الی ان قال داعیہ کہ در قلب
حضرت صدیق ریختند بمنزلہ چراغی بود ہر کہ محاذی او می افتاد بنور او متنور
میشد تا آنکہ جموع عظیمہ از مسلمین مہیا برائے قتال شدند وسعی ہر چہ تمام تر
بکار بردند الخ جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بعد بحث وفحص اونکے مقاتلہ
پر آمادہ ہوئے اور درمیان منع صلوۃ وزکوۃ کی کوئی فارق نہ رہا جیساکہ
شاہ عبد العزیز بہی اسیکے قایل ہین اور خود مولویصاحب بہی اکثر علماء سے
ناقل ہین کہ وہ لوگ مرتدین ومانعین زکوۃ کو ایک حکم مین قرار دیتے ہین
پس اگر اونکو مرتد نہ قرار دین بلکہ متخلف عن بعض الواجبات کہین تو یہ
مقاتلہ ناجایز ونادرست قرار پاتا ہے کیونکہ متخلف عن بعض الواجبات کے لئے
کہین حکم قتل کا نہین ہے ومن ادعی فعلیہ البیان چوتھے یہ کہ ہنوز یہ
امر خود غیر معین ہے کہ مرتدین عن الاسلام کون تھے اور مانعین زکوۃ کون
تھے جیساکہ سابقاً مذکور ہوا کہ بعض لوگ اسکے قایل ہین کہ اوس زمانہ مین
بجز انکار زکوۃ کوئی اسلام سے مرتد ہی نہین ہوا جیساکہ صاحب زین الفتے
وشاہ ولی اللہ وغیرہ کا کلام مذکور ہوا اور بعض قایل ہین کہ بعض لوگ بت
پرست ہوئے اور بعض مانع زکوۃ اور بعض مدعی نبوت پس دعوئے
تعین اس صورت مین کیونکر صحیح ہوگا اور خود در بارہ مالک جسکو مولویصاحب
یقینی مسلم بیان کرتے ہین انکے یہان اختلاف ہے جیساکہ استیعاب میں ہے
وقد اختلف فی حال مالک بن نویرہ الخ لہذا ضرور ہے کہ مولویصاحب
اپنی تحریفون کو ترک کرین اور تحقیق صاحب نہایہ ومجمع کو قبول فرماین
کہ اسوقت جملہ امور صاف وواضح ہو جاتے ہین کہ وہ مرتدین جو بدست
خلفا قتل ہوئے وہ مصداق دیگر آیات واحادیث ہین جیساکہ شاہ ولی اللہ

وشاہ عبد العزیز نے لکہا ہے اگرچہ کچہ لوگ اونہین مسلم ومومن خالص
بہی ہون اور مورد حدیث حوض وہی بعض افراد صحابہ کبار ہین فان
الحق امر واضح والصبح مسفر لایح ثانیاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ
بطریق اولی معلوم ہوگا کہ کوئی صحابی کافر نہین ہوا گو خلاف واقع ہی
بہر صورت مگر بعد قطع النظر اس صورت مین اصحابی کہنا لغو ہوگا کیونکہ خود
شاہصاحب فرماتے ہین کہ کسی نے اہلسنت سے اونکو اصحاب نہین
کہا ہی اور آپ بہی مخصوصین کے سمجہنے کو لفظ اصحابی سے باقیماندہ
فرماتے ہین پس جب وہ بالاتفاق اصحاب نہین ہین تو اونکو اصحابی کہنا
کیونکر صحیح ہوگا لہذا ضرور ہے کہ انہین صحابہ کبار کے بعض افراد کو مورد
حدیث اصحابی قرار دین والا یلزم اللغویۃ فی کلام الحکیم اور نیز ہرگاہ
ان کبار صحابہ سے بالیقین تخلف عن الواجبات سرزد ہوے تو کیا ضرور
ہی کہ تکذیب واقعات کیجاے ثالثاً ادعاے مشاکلت کلام علما پس فی نفسہ
لغو ہے کیونکہ پہلے یہ ضرور نہین ہے کہ محض مشاکلت کے لیے تحقیق حق
ترک کرکے تقلید امر باطل کیجاے دوسرے آپکے یہان مشاکلت کلام علما
نہ کسی امر مین آجتک ہوئی ہے نہ ہوگی خود اسی حدیث کے متعلق اقوال
علما کو ملاحظہ فرمایے کسقدر اختلاف ہے کہ ایک کو دوسرے سے ربط
نہین چہ جائیکہ مشاکلت جیساکہ سابقاً مذکور ہوا تیسرے ہرگاہ درمیان
آپکے اور آپکے اوستاد شاہ عبد العزیز صاحب قوۃ قدسہ کے کلامون مین
مشاکلت نہین ہے باوصفیکہ علاوہ اتحاد ملت ومذہب قرابت اوستادی
وشاگردی بہی درمیان مین ہے اور ہمہ تن اصلاح شاہصاحب مین
مصروف رہتے ہین تو دیگر حضرات مین کیا امید کیجا سکتی ہے دیکہیے

مولویصاحب مورد حدیث اصحابی مسلمین متخلفین عن الواجبات منکرین
زکوۃ کو قرار دیتے ہین اور بالخصوص مالک بن نویرہ کو اوسکا مصداق
بناتے ہین اور کفار و مرتدین کے مورد ہونیسے انکار شدید کرتے ہین
شاہصاحب بالکل نقیض اسکے اون لوگون کو مصداق اس حدیث
کا بناتے ہین کہ موت آنہا بر کفر شدیہ اول مخالفت ہے دوسرے شاہصاحب
فرماتے ہین اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق افادت بزیارت آنحضرت
مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خایب و خاسر شدند اور بالیقین
معلوم ہے کہ بنی حنیفہ و بنی تمیم مدعی نبوت ہو کر یقینی کافر و مرتد ہوئے
نہ منکر زکوۃ اور مولویصاحب خاص منکرین زکوۃ ہی کو مصداق اس
حدیث کا بناتے ہین تیسرے مولویصاحب مالک کا نام مصداق
حدیث حوض مین قرار دیتے ہین جو یقینی مسلم تہا اور شاہصاحب عینیہ
بن حصین کو مورد اسکا بناتے ہین جسکو یقینی کافر بیان کرتے ہین چنانچہ
بعبارت عربی حاشیہ مین فرماتے ہین و لا نك ان كان یشھد معہ
المشاھد ویحضر المغازی المنافق لطلب الغنیمۃ والرقیق
الدین المرتاب والشاك وقد ارتد بعدہ اقوام منھم مثل عینیۃ
بن حصین الفزاری فانہ ارتد ولحق بالطلیحۃ بن خویلد الخ جو تہے
فی الواقع مشاکلت کلام علما مین جیسے اس صورت مین حاصل
ہوتی ہے کہ بعض صحابہ کبار کو مورد حدیث حوض قرار دین ہرگز ویسے
مشاکلت اوس صورت مین نہین حاصل ہوتی بلکہ اختلال عظیم اس
صورت مین لازم آتا ہے مثل اسکے کہ مرتدین مقتولین بید الخلفا کو مومن کہین اور خلفا
کو اس مقاتلہ مین ظالم و خاطی قرار دین اور تحقیقات علما کو جو در بارہ

ص ۶۶۰

اثبات ارتداد وکفر اونکی ہے حتی کہ تحقیق شاہصاحب کوبھی باطل کرین
اور صحاح ستہ وکتب معتمدہ سیر وتواریخ کو جو احداث وتخلف عن الواجبات
صحابہ سے مملو ہے باطل کرین پانچوین بالفرض اگر کلام کرمانی وغیرہ سے
مشاکلت ہنوگی تو دیگر علما کے کلام سے مشاکلت ہوگی مثل محمد طاہر
گجراتی وصاحب مجمع البحار ومحقق دہلوی شاہ عبدالحق کے کہ انہونے
بکمال تصریح وتوضیح باتفاق اکثر علما اس حدیث حوض کو انہین کبار
صحابہ پر جو متخلف عن حقوق اہلبیت ہوے حمل کیا ہے چنانچہ شرح
مشکوۃ مین بذیل شرح حدیث اصحابی بعد ذکر احتمالات فرماتے ہین
یا مراد بروت رجوع از دین مسلمانی نیست بلکہ خروج از حد استقامت
در بعض حقوق وصلاح سریرت در بعض امور ورجوع از مرتبہ حسن
اخلاق وصدق نیت وتقصیر در بعض حقوق در رعایت اہلبیت ودر ادب
باایشان بجہت ابتلا بدنیا وفتنہ چہ آنحضرت فرمودہ بود کہ من نمی ترسم
برشما کفر وبت پرستی را ولیکن می ترسم از مداخلت دنیا وافات آن
کذا قالوہ اور ظاہر ہے کہ حقوق اہلبیت مین تقصیر کرنے والے کبار
مہاجرین صحابہ تھے نہ جفاۃ اعراب جیساکہ مابعد اسکے مذکور ہوگا اور یہ
امر خود بدیہی ہے کہ منع زکوۃ سے حقوق اہلبیت مین کسیطرح
کی تقصیر نہین ہوئی اسلیے کہ یقینا صدقہ اونپر حرام ہے غایۃ مافی الباب
یہ تقصیر مشترک ہوگی درمیان سایر مسلمین واہلبیت نبوی کی پس بنا بر
قاعدہ مقبولہ مولویصاحب کہ الحمل علی الاتفاق اولی من الحمل علی
الشقاق ضرور ہے کہ بعض صحابہ کبار پر محمول کیا جاے کہ اس صورت
مین اتفاق فریقین عظیمین حاصل ہوگا والاتفاق خیر من الشقاق اور

شرح مشکوۃ ص ۱۹۷ جلد ۴ مطبوعہ بمبئی

محقق صاحب کے کنا فالوہ سے معلوم ہوا کہ اور علمانے بہی ایسا ہی
کہا ہے پس کلام صاحب نہایہ کو اگر کرمانی سے مشاکلت نہو ہی تو کیا مضائقہ
شاہ عبد الحق و دیگر علماے کبار کے تحقیقات سے مشاکلت ہو ہی رابعاً
دونون مقام مین ارتداد کو کفر پر حمل کرنے سے نتیجہ بہت صاف نمایان
ہوتا ہے کہ کفر حقیقی کو صحابہ کبار سے سلب کرتے ہین اور جفاۃ اعراب
کے لیئے ایجاب فالامر ظاہر عند اولی الالباب خامساً انحصار ارتداد
جفاۃ اعراب مین عموماً نہین ہے بلکہ بنابر اعتبار صحابیت ہے اور جیسا
آپ اس انحصار مین گفتگو کر سکتے ہین ویسا ہی کلام انحصار تخلف عن
الواجبات مین ہے جسے آپ جفاۃ اعراب مین محصور کرتے ہین جیسا کہ
کہا و متخلفین و مقصرین ازان جماعت مراد ند کہ در ملازمین وخواص اصحاب
کسی تخلف و تقصیر از واجبات نکرد و امیغنی در قومی از جفاۃ اعراب کہ
بصیرتے نداشتند و از زمرہ مولفۃ القلوب بودند محصور گشتہ الخ
کیونکہ کوئی عموم تخلف و تقصیر واجبات کو محض انکار زکوۃ مین منحصر
کر سکتا ہے چنانچہ آپ نے بہی فرمایا ہے کہ انکار زکوۃ فردیست از افراد
تخلف عن الواجبات اور نہ مقصرین و متخلفین کو محض جفاۃ اعراب
مین محصور کر سکتا ہے جیسا کہ اقوال علما سے مذکور ہوا کہ وہ کل اہل اہوا
و بدعت کو الی یوم القیامۃ متخلف و مقصر بیان کرتے ہین اور اصحاب ہی
مین داخل کرتے ہین معذلک یہ کلام مولوی صاحب کہ در ملازمین وخواص
اصحاب کسی تخلف و تقصیر از واجبات نکردہ خود نہایت غلط ہے کیونکہ
خود مولوی صاحب نے قبول کیا ہے کہ بعض صحابہ مبتلا بہ تنافس ہوے
اور اونسے احداث سرزد ہوے اور شاہ عبد الحق نے بتصریح تمام

ص ۲۳۶

مہاجرین کے احداث اور تقصیر حقوق کو قبول کیا ہے اور کف لسان کا
حکم دیا ہے مولویصاحب نے شاید تحفہ کو بھی نہ دیکھا کہ جواب طعن ہنجم
عثمان مین فرماتے ہین ونزد اہلسنت عصمت خاصہ انبیاست صحابہ را
معصوم نمید انند ولہذا حضرات امیر و شیخین بعض از صحابہ را حد زدہ اند خود
جناب پیغمبر مسطح را کہ از اہل بدر بود و حسان بن ثابت را زیر قذف گرفتہ
وکعب بن مالک و مرارۃ بن الربیع و ہلال بن امیہ را کہ دو کس از ایشان حاضران
غزوہ بدر بودند در سزاے تخلف از غزوہ تبوک تا پنجاہ روز مطرود و مغضوب
داشتہ اند ماعز اسلمی را رجم فرمودہ اند بسیارے را تعزیر و حد شرب خمر جاری فرمودہ انتہی پس
باوصف وقوع ایسے امور کے کبار صحابہ سے مولویصاحب کا یہ کہنا
در ملازمین و خواص اصحاب کسے تخلف و تقصیر از واجبات نکردہ کیسا
کذب صریح و تفوہ قبیح ہے بلکہ خود شاہصاحب بذیل اسی حدیث اصحابی
کے حاشیہ مین یہ حدیث نقل کرتے ہین عن حذیفہ بن الیمان قال قال
رسول اللہ یکون لاصحابی من بعدی زلۃ یغفرھا اللہ لہم
بسابقتہم معی الخ جس سے اثبات وقوع زلات و تخلف تقصیر
از واجبات صحابہ کے لئے بخوبی ہوا مگر اسپر بھی مولویصاحب بکمال ہوا
خواہی صحابہ تقصیر و تخلف عن الواجبات کو صحابہ سے کسیطرح قبول
نہ کرین تو اختیار ہے ومن یشاقق الرسول من بعد تبین لہ الہدی
فقد کفر سا دساً طرفہ خبط ہے کہ فرماتے ہین اسیقدر سے مدعاے
مخاطب ثابت نہین ہوتا آپکے مخاطب کب اسکے مدعی ہین کہ اسیقدر
سے مدعا ثابت ہے بلکہ اونکے پاس سیکڑون دلیلین موجود ہین کہ جس
سے اونکا مدعا ثابت ہے اور اون دلیلون کی قوت و متانت کو

اس سے خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک دلیل کو اونکے آپ باطل
نکر سکے تو اور ادلہ قاطعہ و براہین ساطعہ کو کیونکر باطل کر سکتے ہین ع
قیاس کن زگلستان من بہار مرا * بالجملہ شکر خدا کہ مولویصاحب نے
اس دلیل کے استحکام و متانت کو ملجا و مجبور ہوکر قبول کرلیا اور عاجز
و ناچار ہوکر یہ فرمایا کہ فقط ایسے دلیل سے مدعا ثابت نہین ہوتا
وسخافتہ مما یضحک علیہ الثواکل فضل عن الافاضل سابعا
ایجاد و واسطہ ایمان و اخلاص طرفہ امر ہے الحق یا صاحب نہایہ
و مجمع البحار کب اسکے منکر ہین اگر وہ منکر ہوتے تو اسقدر تدقیق و تحقیق
کی کیا حاجت تہی یہ تو عین مدعا اونکا ہے کہ بعض صحابہ کامل الایمان
والاخلاص تھے جو مورد ہزاران فضائل و مناقب ہوے اور بعض مرتد
عن الاسلام ہوے اور بعض مرتد بمعنی متخلف عن الواجبات
خصوصًا حقوق واجبہ اہلبیت طاہرین سے جو مورد اس حدیث
حوض کے ہوے ھذا مع تسلیم وجود الواسطۃ و الا فانھم
ینکرون الوسطہ ثامنًا جس امر کو مولویصاحب باقیماند فرماتے
ہین یعنے چون پیغمبر انہار اباصحابی تعبیر فرمود می باید کہ اخص خواص
متخلف باشد وہ بحال باقی و قایم برقرار ہے جسکو کوئی دلیل آپ کی
قطع نہین کر سکتے اور اس احتمال کی خلش نے آپکے علما کو ایسا
بیچین و مضطر و پریشان کیا کہ ایسے اختلافات شدید مین مبتلا ہوے
کہ کسیطرح اس الزام کو رفع کرین ایلچی گری سے صحابیت ثابت
کی گاہے محض ہوا بدعت سے الی یوم القیامۃ جنس صحبت عطا
ہوی آخر کو صاحب نہایہ محدث جزری و مجمع البحار محمد طاہر گجراتی

وشاہ عبد الحق نے جب دیکھا کہ کوئی تاویل کوئی حیلہ کارگر نہین ہوتا طوعاً و کرہاً قبول کرلیا کہ اخص خواص صحابہ کبار اس حدیث کے مورد ہین کما ہو مفاد تقریرا تہم و مقتضی عبارا تہم تماشا ہے جس امر سے مولویصاحب نے قطع نظر کیا ہے پس وہ امر فی الواقع قابل قطع نظر و اغماض بصر ہے کیونکہ بفرض تسلیم محال مضرت اوسکی زیادہ تر مضر اہلسنت ہے کما عرفتہ من استقصاء الالحام واستیفاء الانتقام بل من نفس کلامک ایہا الحبر العلام حیث حملتہ علی الجدل والہزل فی صدر منتہی الکلام والجدل ساقط عن الاعتبار والالتفات عند الاعلام بل الخوص والعوام فتبینہ و بالغ ذالک لعل اللہ یہدیک الی سبل السلام والاسلام لیکن دلیل ثانی جکو مولویصاحب باین عبارت تحریر فرماتے ہین اما ثانیا پس برخیال مولف لازم می آید کہ ارتداد شرعی در قلیلے از جفاۃ اعراب محصور باشد وقبل ازین گذشت کہ این ارتداد در بسیارے از اقوام اعراب پدید آمد بلی تخلف از واجبات شرعیہ مثل زکوۃ از بعض جفاۃ اعراب صادر شدہ بالجملہ انطباق عبارت انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب برین صورت اسانست بخلاف اول انتہی پس نہایت واہی ہے اما اولاً پس یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ مولویصاحب نے یہ حصر در قلیلے از جفاۃ اعراب کس کلام سے استخراج کیا ہے جو یہ الزام لگاتے ہین مگر بہر کیف یہ امر خود اپکے تمامی منتہی الکلام سے ثابت ہے کہ مرتد شرعی قلیل تھے چنانچہ اپنے انہین تین آدمیون کو مرتد شرعی مین شمار کیا ہے مسیلمہ کذاب طلیحہ بن خویلد اسود عنسی حالانکہ مسیلمہ کذاب کو

منتہی الکلام ص ۲۷۱

صاحب تیسیر القاری نے منجملہ مانعین زکوۃ شمار کیا ہے کما مر پس اب مرتد شرعی دو ہی قبیلے رہے طلحہ بن خویلد اور اسود عنسے ثانیاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ این ارتداد در بسیاری از اقوام اعراب پدید آمد مخالف ہے اون تحقیقات کی جو مولویصاحب نے لکہا ہے کہ مرتد شرعی تین ہی قبیلے تھے اور سابقاً تحقیقات شاہ ولی اللہ وصاحب زین الفتی سے مذکور ہوا کہ سب کا ارتداد بوجہ منع زکوۃ تہا اور قبل از حارث جو عہد خلیفہ دوم مین نصرانی ہوا کوئی اصل اسلام سے مرتد نہین ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ارتداد اونکا منحصر تہا منع زکوۃ مین و مع قطع النظر ان امور سے عرض کرتا ہون کہ ہرگاہ شاہ صاحب نے اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم ہے کو مورد حدیث حوض بنایا تو اب قلت و کثرت مرتدین سے کیا بحث ہے ثالثاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ بلی تخلف از واجبات شرعیہ مثل انکار زکوۃ از بعض جفاۃ اعراب صادر شدہ ناظرین کو زعفران زار کشمیر کے سیر دکہاتا ہے سبحان اللہ کہین تو مولویصاحب منکرین زکوۃ کے تقلیل کے قایل ہوتے ہین اور کہین تکثیر ثابت کرتے ہین اس تناقض و تہافت کا کیا علاج ہے بالجملہ یہان مولویصاحب نے اقرار کیا کہ مرتدین یعنی منکرین زکوۃ قلیل تھے حالانکہ قبل اسکے بجواب کلام جناب سید مرتضے رضی اللہ عنہ درپے تکثیر منکرین زکوۃ ہوئے چنانچہ فرماتے ہین بعضے از روایات کتب فریقین کہ اشعار و دلالت بران دارد کہ غیر از بنو حنیفہ بعضے دیگر نیز پیروی مالک امامیہ اختیار کردند باید شنید بعد اوسکے اپنے اوستاد کے کلام سے ناقل ہین و دیگر فرقہ ہاے اعراب کہ تفصیل آنہا طول دارد مرتد شدہ بودند و انکار زکوۃ میکردند الخ

تیسیر القاری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع نولکشور

ص ۱۰۰

پھر کہا اکنون در ثبوت این امر کہ بعضی دیگر غیر از بنی یربوع مہلات مالک بن نویرہ گرویدند کدام حالت منتظرہ باقی ماندہ و در صحت قول صاحب مغنی وکذلک سائر اہل الردہ چہ تردد و شبہہ را مجال و گنجایش است اور دوسرے مقام پر فرماتے ہین لہذا بریک روایت فاضل نیشاپوری تفسیر آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ الآیہ نقل فرمودہ اکتفا می نمایم مفسر مذکور بعد ذکر چندے از اہل ارتداد مثل عنسے ذو الحمار و مسیلمہ کذاب کہ در اجزاء سابقہ از کتب سیر پارہ از حال کثیر الاختلال انہا سمت گذارش یافتہ می نویسد و سبع فی عہد ابی بکر رض فزارۃ قوم عیینہ بن حصین و عطفان قوم مرۃ بن سلمہ القشیری و بنو سلیم قوم الفجاۃ بن عبد یالیل و بنو یربوع قوم مالک بن نویرۃ و بعض بنی تمیم و قوم سجاح بنت المنذر المتنبیۃ التی زوجت من مسیلمۃ الکذاب و کندہ قوم الاشعث بن قیس و بنو بکر بن وائل بالبحرین قوم حطم بن زید و حاربہم ابو بکر یعنے سات قبیلے عہد ابو بکر مین مرتد ہوے قوم عیینہ بن حصین و عطفان و بنو سلیم و بنو یربوع و بعض بنی تمیم و کندہ قوم اشعث بن قیس و بنو بکر بن وائل قوم حطم بعد اسکے کہا و فقیر خاکسار احدی از علمائے شیعیان بر تعیین قادر نمے بینم کہ با وجود عدم تعداد مانعین زکوۃ و امثال انہا کہ در کلام مولانا نظام الدین نیشاپوری نقلا عن تفسیر الامام الرازی رحمۃ اللہ علیہما تفصیل شان گذشت استیعاب این سیزدہ قوم نماید الخ بالجملہ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مانعین زکوۃ کی تعداد اس کثرت سے تھی کہ مولویصاحب کے نزدیک کوئی قادر نہین ہے

ص ۱۱۳

کہ تعداد اونکی بیان کر سکے وکیف لا شاہ ولی اللہ وغیرہ نے لکھا ہے
کہ بجز مکہ مدینہ وجو اثا کے لوگون کے سب بوجہ منع زکواۃ مرتد ہوئے پس
یہ قول مولویصاحب بلی تخلف از واجبات شرعیہ مثل زکوۃ از بعض
جفاۃ صادر شد غلط ہوا اور خود اس تقریر سے کثرت ثابت ہے کیونکہ
واجبات کے افراد کثیر ہین کہ منجملہ اونکے ایک زکوۃ کو مولویصاحب نے
لکھا ہے کہ بعض جفاۃ سے سرزد ہوا پس اور واجبات سے تخلف جو اور
لوگون سے سرزد ہوا تو وہ بہی داخل اس حدیث کے ہونگے فکثر الجمع
ر العاً نتیجہ جو اس قلت پر مولویصاحب نے متفرع کیا تہا وہ بہی
غلط ہوا یعنی انطباق عبارت انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب
برین صورت آسان بخلاف اول کیونکہ قلت اون منکرین زکوۃ کے
باطل ہوی اور یہ کل تقریر بنابر تسلیم وفرض کے ہے والا نہ کلام
صاحب نہایہ ومجمع مین قلت کا وجود ہی نہین ہے کہ تاویل کی حاجت
ہو کیونکہ صاحب نہایہ نے کہین دعوے قلت کا نہین کیا ہے اور
نہ تصغیر اصحابی کو مانا ہے اونکی تقریر بقطع نظر ان امور سے ہے
پس مرتدین خواہ قلیل ہون خواہ کثیر مفاد حاصل ہے اور اونکے
نزدیک جملہ مرتدین کا ایک حکم ہے خواہ منکر زکوۃ ہون خواہ مرتد
عن الاسلام مقصود اونکا یہی ہے کہ یہ حدیث بعض مخصوصین صحابہ
کبار کے بارے مین ہے نہ مرتدین کے جو جفاۃ اعراب سے تہے
والا علی اعقابہم کے قید لغو ہوتی اور صحابہ سے کوئی مرتد ہی نہوا جنکے
بارے مین یہ حدیث ہو سکے پس ضرور ہے کہ ارتداد سے تخلف
عن الواجبات مراد ہو جنکے صحابہ مرتکب ہوئے وہو المطلوب

لیکن دلیل ثالث یعنے قولہ اما ثالثاً پس دلیلی کہ بر ارادہ معنی کفر در ہر دو مقام خیال کرد قبول کردنیست زیرا کہ ابعد تصریح بر ہمینی کہ از ارتداد تخلف مرادست ضرورتے نیست کہ ہر جا قید علی اعقابہم اضافہ کنند وتکیہ کلام خویش گردانند بلکہ میتوان گفت کہ صاحب نہایہ جائیکہ ردت کفر بعد از تصریح درین عبارت کہ ارتداد بر تخلف محمول ست ارادہ کرد ردت را مضاف بکفر نمود وصاحب مجمع البحار لا عن الاسلام اورده حیث قال وفی حدیث الحوض لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم اے متخلفین عن بعض الواجبات لا عن الاسلام الخ پس باین قرینہ معلوم شد کہ در ہر دو مقام نفی واثبات ہمان تقصیر وتخلف مراد است کہ سخن دران میرود لا غیر والا ظاہر ان بود کہ میگفتند لم یکفر احد من اصحابہ بعدہ وانما کفر قوم من جفاة الاعراب مثلاً انتہی پس خرافت اس تقریر کی ظاہر ہے کیونکہ اولاً تو مآل فی ونون کا واحد ہے خواہ متخلفین عن بعض الواجبات صرف کہین یا بنظر مزید توضیح لا عن الاسلام بہی اوسکے ساتھ اضافہ کرین ثانیاً اوس قرینہ کو مولویصاحب نے نہین بیان کیا جو مشار الیہ باین قرینہ معلوم شد کا ہوسکے اگر اضافہ لفظ لا عن الاسلام کو قرینہ سمجھا ہے تو ع برین عقل ودانش بباید گریست اب ہم خود آپ ہی کو حکم بدیتے ہین کہ اگر صرف متخلفین عن بعض الواجبات صاحب نہایہ نے کہا تو کیا مولویصاحب اوس سے مرتدین عن الاسلام سمجھتے ہین علاوہ بران خود ہی سابقاً مولویصاحب ناقل ہین کہ صاحب نہایہ نے ردہ کو مضاف بسوی کفر کیا اور صاحب مجمع نے

لامن الاسلام اضافہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ اس ردہ کفری یا من الاسلام کو ایک کیواسطے یعنے جفاۃ اعراب کے لیئے ثابت کیا اور اصحاب سے نفی کیا اور تخلف عن الواجبات کو صرف اصحاب کے لیئے ثابت کیا وہو المطلوب رابعاً یہ کہنا مولوصاحب کا کہ لم یکفر احد من الصحابۃ کیون نہ کہا پس دلیل کمال علمی حضرت مخاطب ہے کہ ہنوز ردہ و کفر مین اونکو فرق نہین معلوم ہوا بعد اسلام وہ لوگ مرتد ہوے تھے یا کافر اور چونکہ نفس حدیث شریف مین لفظ ردہ وارد ہے اسوجہ سے اسکی حاجت ہوئی فتعلم لیکن دلیل

سر ۲۷۱

رابع بقولہ اما رابعاً الخ پس چونکہ مولوصاحب بکمال طوالت بیان کرتے ہین کہ بالفعل شروع بخاری خاص کر شرح کرمانی ہمکو ملی اور اوس سے بھی تقویت احتمال اول کے ہوئی الخ لہذا یہ کلام نہ قابل نقل ہے نہ لایق التفات کیونکہ یہ وہی عبارت کرمانی ہے جسکا حال سابقاً مذکور ہوا چونکہ ہمکو کوئی عذر اسمین نہین ہے کہ کرمانی اسی کے قایل ہین کہ مراد اس حدیث سے وہی جفات اعراب ہین لہذا نہ محتاج تردید ہے نہ لایق التفات خصوصاً درصورتیکہ سابقاً مقصود کرمانی کو باطل کر چکے پس یہ تطویل مولوصاحب خالی از تحقیق ہے پھر کیف کرمانی کی عبارت سے نہایہ کے کیونکر تائید ہوگی کیا محدث جزری و گجراتی یہ نہ کہین گے ہم الرجال نحن الرجال بالجملہ ہر عالم اور مجتہد اپنی اپنی تحقیقات کا مالک ہے اوسکو کچھ ضرور نہین ہے کہ تقلید کرتا پھرے پہلی مولوصاحب محدث جزری کا مقلد کرمانی ہونا ثابت کرین تب یہ دعوے پیش کرین وہو غیر ممکن اور دلیل شافی و برہان کافی اسبات پر یہ بھی کہ کرمانی وغیرہ نے برارت صحابہ پر تخلف عن الواجبات سے الحمد للہ رب العالمین کما بخلاف

محدث جزری و محمد طاہر گجراتی سے کہ چونکہ جب تحقیقات انکی وہی
صحابہ کبار کے بعض افراد مصدر احداث قرار پائی اور ارتداد بمعنی تخلف
عن الواجبات مین مبتلا نظر آئی لہٰذا الحمد للہ نہ کہا اور بات بھی ایسی ہے
ہو کہ اسپر شکر نکرین پس بخوبی معلوم ہوا کہ تحقیقات دونون کی علیحدہ علیحدہ
ہین نہ واحد و ہذا آخر الکلام فیما یتعلق بہذا المقام پس الحمد للہ کہ کلام محدث
جزری صاحب نہایہ اور محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار سے ثابت
ہوا کہ مورد اس حدیث اصحابی کے صحابہ کبار کے بعض افراد ہین نہ
منکرین زکوۃ جنکے ارتداد پر صحابہ خصوصاً خلیفہ اول کا اجماع ہوا اور جو
کچھ اجمال یا تخلک یا خفا ان دونون کلامون مین تھا اوسکو فاضل فضل
ابن روزبہان نے صاف کر دیا اور رگ و ریشہ تک کو مولویصاحب کی قطع
کر دیا ہر چند آخر مین خود بھی بلحاظ شرکت تعصب مذہبی کرمانی کے ہم آواز
ہوئے چنانچہ ابطال الباطل مین بعد نقل عبارت جناب علامہ حلی رح
و ذکر چند احادیث فضایل و مناقب صحابہ صحیحین وغیرہ سے بجواب
جناب علامہ لکھتے ہین ما روی من الجمع بین الصحیحین ان رسول اللہ
یقال لہ لا تدری ما احدثوا بعدک فاتفق العلماء ان ہذا فی اہل
الردۃ الذین ارتدوا بعد وفاۃ رسول اللہ صو وہم کانوا اصحابہ فی
حیوتہ ثم ارتدوا بعدہ ویدل علیہ الاحادیث والاخبار التی
ستذکر بعد ہذا ولا شک ان ہذا لم یرد فی شان جمیع اصحاب
محمد صو بالاجماع لان فیہم من لم یتغیر ولم یبدل بعدہ بلا خلاف
فہو من اہل النجاۃ بلا نزاع فان ارید بہ من بدل بعض
التبدیل ولم یبلغ الارتداد فلیس فی الاصحاب الا من بدل

بعض التبدیل فیرجع الوعید الی الاکثر فلزم ان لا یہتدی بہدیہ الا نفر محدود فی کل عصر من الاعصار وهذا ینافی ما ذکرہ رسول اللہ من کثرة امته یوم القیامة وانه یباهی بهم الامم کما ورد فی صحاح الاحادیث وان ارید به التبدیل الی حد الکفر فهو عین المدعی فلزم من هذه المقدمات ان هذا الحدیث وامثاله فی هذا الباب واردة فی شان اهل الردة کما قال العلما انتهی اور اس تحریر دلپذیر سے بوجوہ عدیدہ تائید ہماری مطلوب کے ظاہر ہے پہلے یہ کہ کہا وہ لوگ جنکے بارے مین یہ حدیث وارد ہے اصحاب آنحضرت تھے بعد اونکے مرتد ہوگئے عین دعوے الملحق ہے کہ جو لوگ حیات آنحضرت مین زمرہ صحابہ سے شمار کیے جاتے تھے اونہین لوگون سے کچہہ لوگ بعد وفات حضرت مورد لعن وطعن و مصدر عذاب جبار و قہار ہوئے پس وہ کلیہ اہلسنت کہ الصحابة کلہم عدول اور مطلق صحابیت کا موجب مدح و ثنا ہونا باطل ہوا اور اسیطرح اگر دیگر صحابہ بہی مصدر لعن وطعن ہون تو کونسا امر تعجب خیز ہے جو اہلسنت واسطے فریب دہی عوام کے حیلہ صحابیت پیش کرتے ہین کہ بہلا صحابی رسول سے کبہی ایسے امور ہو سکتے ہین چنانچہ اسی بنا پر شاہصاحب نے عقل الملحق کو مورچہ سے بہی کم قرار دیا کہ حضرت سلیمان کی فیض صحبت کا یہ اثر ہوا کہ مورچون نے اپنی قوم کی تعلیم کی اور خاتم النبیین افضل المرسلین کی صحبت کا یہ بہی اثر نہو کہ صحابی آپ کے ظلم وفسق وفجور سے محفوظ رہین الی غیر ذلک من التقریرات پس اس تقریر نے شاہ عبد العزیز کی اوس دمدمہ کو گرا دیا جسمین خود شاہصاحب نے

ان مرتدین کو شرف صحابیت سے خارج کیا تہا اور کہا کہ کوئی اہلسنت سے اونکو اصحاب نہین کہتا دوسرے یہ کہ فاضل مذکور کہتے ہین کہ باتفاق علما وہ مرتدین صحابہ رسول تھے اور احادیث کثیرہ واخبار شہیرہ اسپر دال ہین پس اس سے حکم شذوذ یعنے بعض علما کا قایل بصحابیت مرتدین مذکورین ہونا بہی باطل ہوا کیونکہ یہ امر باتفاق علما واخبار کثیرہ ثابت ہے تیسرے یہ کہ فرماتے ہین یہ حدیث تمامی صحابہ کے حق مین نہین وارد ہے کیونکہ بعض اصحاب سے ایسے ہین جن سے کوئی تبدیل وتغییر نہین واقع ہوئے اور وہ لوگ بلانزاع اہل نجات سے ہین پس معلوم ہوا کہ صحابہ مقبول فریقین اس الزام سے بری ہین اور بلانزاع وبلاخلاف وہی اہل نجات سے ہین اور وہ لوگ نہین ہین مگر امثال حضرت ابوذر وسلمان فارسی ومقداد وعمار وغیرہ کہ عند الفریقین مقبول وممدوح ہین اونکو فاضل مذکور انطباق سے اس حدیث کی خارج کرتے ہین تو اب ساری فضولی مولوی حیدر علی کی مسلک ثانی مین باطل ولغو ہو گئے کہ خود اہلسنت مخالف اجماع کو باطل قرار دیتے ہین چوتھی یہ کہ فاضل مذکور کہتے ہین کہ اگر مقصود یہ ہے کہ جسنے کچہ بھی تبدیل کیا ہو اگرچہ حد ارتداد پر نہ پہونچا ہو وہ اسمین داخل ہین تو اصحاب مین بہت کم لوگ ایسے ہین جنہونے کچہ تبدیل نہ کیا ہو تو اس صورت مین وعید اکثر صحابہ کیطرف راجع ہوتا ہے پس اس سے مولوی صاحب کی تاویلین کلام محدث جزری مین اور بہی باطل ہوئین کیونکہ مولوی صاحب کہتے ہین کہ الحمد للہ کبار صحابہ سے کوئی تبدیل وتغیر وتاخیر از حقوق واجبہ سرزد نہوئی اور ابن روزبہان ہانک پکار کر کہتے ہین کہ سوای

اون صحابہ کی جو مجمع علیہم اور مقبول فریقین ہین کوئی صحابی ایسا نہین ہے
جس سے تبدیل وتغیر نہین ہوی پس الحمد للہ کہ خود ابن روزبہان
کی تقریر سے ثلاثہ ومعاونین کا اونکے جو یقینی مقبول الفریقین اور مجمع
علیہ طرفین نہین ہین بلکہ خود ایک فریق کے نزدیک بہی مبرا عن الخطا
والزلل نہین ہین مصدر تبدیل وتغیر وتاخیر وتخلف عن الحقوق الواجبہ ہونا
ثابت وظاہر ہوا باقی جو فاضل مذکور استبعادا کہتے ہین کہ اس بنیاد پر
لازم آتا ہے کہ وعید راجع بہ اکثر ہو اور فیض قدم سے آنحضرت کی ہدایت
بہت کم لوگون کو ہوی ہو حالانکہ خود حضرت نے اکثر احادیث مین
خبر دی ہے کہ اسقدر ہماری امت ہوگی بروز قیامت کہ ہم دیگر انبیا
کی امتون پر فخر ومباہات کرینگے پس یہ استعجاب حضرت کا خود عجیب
ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا تہتر فرقے ہونگے ہماری امت کے جنمین
ایک ناجی ہوگا باقی ناری اور کہانسے معلوم ہوا کہ یہ فخر اوسیوقت کی
امت موجودہ وصحابہ حاضرین کی نسبت ہے ممکن ہے کہ حضرت کے
بعد یہ کثرت مع ہدایت آپ کی امت مین ہو جیسا کہ خود حضرت نے
امت مابعد کو حاضرین صحابی سے افضل فرمایا ہے اور باتفاق فریقین
مسلم ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے زمانہ مین تمامے
روے زمین ایک مذہب ہوگا اور سب اخیار وابرار ہونگے نہ منافق
واشرار پانچوین فاضل مذکور کہتے ہین کہ اگر تبدیل سے مراد وہ تبدیل
ہے جو حد کفر پر پہونچے ہو تو یہ عین مدعی ہے پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث
اہل ردہ کے بارے مین وارد ہے مگر چونکہ خود مولویصاحب نے
اس احتمال کو یعنے یہ کہ یہ حدیث اون مرتدین مین وارد ہے جو کافر

ہوے باطل کیا ہے لہذا کوئی حاجت اسکی ابطال اور تردید کی نہیں ہے
فان الباطل باطل پس الحمد للہ کہ فاضل فضل ابن روزبہان نے مولویصاحب
کے کل اباطیل کو باطل کردیا کہ اکثر صحابہ کے تبدیل و تغیر کو بخوبی ثابت
کیا اور جو کچھہ اس عبارت مین گنجلک تہی اوسکو محقق دہلوی اہلسنت
شاہ عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین باتفاق علما صاف کردیا کہ مورد
ارجاع الصحابی کے وہی صحابہ ہین جنہونے حقوق اہلبیت مین کسیطرح
کی تقصیر کیا اور مودۃ القربی ایسے واجب کے بجا آوری مین کسی طرحکا
تخلف کیا کما مر و یجی فیما بعد انشاء اللہ فالحمد للہ حمداً جزیلاً علی
ماظہر الحق و ادحض فاطفت السراج وقد طلع الصباح اور ہر گاہ
یہ ادلہ ساطعہ و براہین قاطعہ جو واسطے ابطال تقریرات اہل ضلال کے
ذو الفقار حیدر اور سیف اللہ الاکبر ہین ملاحظہ ارباب انصاف مین
درآئی تو اب اور اولہ کو ملاحظہ کرنا چاہیے جس سے طرق استدلال
المحق ظاہر اور حجت خدا سب پر واضح و باہر ہوجاے وقد جاء
الحق وذھق الباطل ان الباطل کان ذھوقا فالحمد للہ کما ھو
اھلہ والصلوۃ والسلام علی محمد واھلہ تم الحصۃ الثانیہ
من حصص سیف اللہ الاکبر و ستیلوھا المجلد الثالث انشاء اللہ تعالی

تمت

اطلاع

جملہ حقوق تالیف اس حصہ ثانی و حصہ اول مطبوعہ مطبع
صبح صادق واقع عظیم آباد کہ جو ۱۳۰۷ ہجری مین مطبوع ہوا
محفوظ ہین حسب ضابطہ رجسٹری کردی گئی ہی کوئی صاحب
بلا اجازت مصنف چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نکرین
جسقدر نسخے مطلوب ہون باین نشان۔ مقام آرہ مکان
منشی لقمان حیدر صاحب وکیل بتوسل جناب مولانا مولوی
سید علام صادق صاحب قبلہ دام ظلہ العالی جناب حکیم
سید علی اظہر صاحب مصنف کتاب ہذا سے طلب کرین

قیمت جلد اول — فی نسخہ عصہ
قیمت جلد ثانی — فی نسخہ عصہ

المشتہر

سید محمد عسکری بازار بندی ضلع چھپرہ مین بتعمیل حکم کرنیکو موجود ہے